

حق حق حق
موجود

جلد کمال

بجواب رسالہ قول فیصل جناب صوفی جان شاہ صاحب صابری مراد آبادی

از تالیف عالم روحانی حضرت شاہ محمد امان خان

checked
1987

صاحب المعروف مفتی شاہ جمال دہلوی

مرید خاص
ہادی گرامان مخدوم عالمین
خضر شاہ مخیر خلیل الرحمن صاحب

جمال شامی دام فیضہ
۱۳۵۱ھ

مطبعہ ضیاء الاسلام قادیان

مضمون کا شیعہ صفحہ ۱۰

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کو قطب صاحب کا فیض بند کر دیا تھا اس میں یہ امر دریافت طلب ہے کہ معلوم نہیں آپ کو فیض کس نے کسوجھا ہے اور فیض سے آپ کی کیا مراد ہے اگر فیض سے مرید کرنا مراد لیا جائے تو غلط ہو کیونکہ قطب صاحب نے حضرت قاضی القضاۃ اندلیبی کو مرید کیا ہے چنانچہ سیر الاولیاء اور انصار الاولیاء وغیرہ کتب میں موجود ہے اور سیر الاولیاء میں قطب صاحب کے احوال میں لکھا ہے کہ میران حاکم قصبہ گلوہا آپ کا مرید بنا وہ اور رحمت مرید آپ کی پیشوائی کو آئے تھے اور یاد ہے کہ قطب صاحب کو تو مریدین کا بھی پورا پورا پتہ لگتا ہے لیکن مخدوم صاحب کو تو ایک مرید کا بھی پتہ نہیں۔ اس سے وہ میں مخدوم صاحب کا فیض بند ہوا تو قطب صاحب کی مخالفت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں کسی بزرگ کا اپنے مرشد کی حیات میں کسی کو مرید نہ کرنا ثابت نہیں اور قطب صاحب نے مرشد کی حیات میں کسی مرید کے خلیفہ کی بھی وجہ ہو کر قطب صاحب مرشد کی حیات میں وفات کر گئے اور خلافت بطریق اہلسنت اپنے پوتے قطب سوم کے اور سلطان المشائخ کو سپرد کر گئے اور مخدوم صاحب بقول صواب بعد مرشد سا لہا سال زندہ رہے اور کوی مرید اپنے مرید بنیں اور جو کیا تو وہ کیا جو مرشد کا مرید اور خلیفہ تھا اور کیفیت اسی کتاب میں لکھی گئی ہے۔ اور اگر منصب متطوری خلافت سے مراد ہے کہ قطب صاحب کو جو متطوری یا نامتطوری خلافت کا مرشد کی طرف سے حاصل تھا وہ بند ہو گیا تو یہ اس واسطے غلط ہے کہ اتفاقاً جھجھو بعد مخدوم صاحب کو حضرت سلطان تاجی قطب صاحب کو پاس آئے اور قطب صاحب کی متطوری سے وہی تشریف لے گئے۔

اور اگر فیض آپ اس نعمت باطنی کا نام رکھتے ہیں جو بایا صاحب کی صحبت کی وجہ سے کو نوافع الضیاء سے حاصل ہوا تھا وہ بند ہو گیا تھا اور یہ قطبیت اور رشد اور ہدایت اور ولایت سب جاتا رہا یہ اس واسطے غلط ہے کہ آپ قول فیض میں فیض کہہ چکے ہیں کہ جو قطب صاحب کو قطبیت کی چاک ہوئی اور اس کے بے ولایت کی چاک ہو سکا قابل ہے وہ مردود ہے۔

اور اگر فیض اس عطیہ نعمت الہی کو کہ جسکو ماز و نیاز یا سکالہ و محاملہ باطنی کہتے ہیں وہ مراد ہے تو اس کے بے قابل ہیں اور نہ کوئی اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اس سے بہت سے جتنی ہے کہ اسکو کوئی ہیکل کے اور ہی ثابت ہے کہ قطب صاحب اسی سکالہ و محاملہ باطنی کے ساتھ قوم والہین قائم ہے اور اسی بے شک ہے جسکا نتیجہ بعد انتقال یہ ہوا کہ انکی قبر میں عطر و نعیمت ظاہر ہوا اور اسکا معائنہ بہت لوگوں نے اسی آنکھ ظاہری سے کیا ایسی راست جہت کم پڑ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ فیض کی تشریح فرمادیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَرِيمِ الَّذِي أَنْكَرَ كَعْبَدُوكَ يَا كُفَّارِ
 أَهْلَ الْأَطْطِاقِ السَّعْبَةِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
 رَبَّنَا أَنْفِ عَنَّا وَأَيِّرْ قَوْمَنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاعِلِينَ

حضرت صوفی جان شاہ صاحب صابری مراد آبادی دام غنایتہ

السَّلَامُ عَلَیْكَ كَثْرَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ التماس یہ ہے کہ فقیر نے کیا کیا
 قول و فعل خوب غور دیکھا اور نہ ایک بار بگ کی بار پڑ مائل تعجل عکس لگا کر مساک
 اپنے بڑی محنت و جانفشانی اٹھا کر محمد دم و محترم پیر و مرشد حضرت شمس فیض الرحمن
 صاحب جمالی مرشدہ کے چودان سوال کا جواب رقم فرمایا ہے اس سے کوئی عذر نہ
 ظاہر نہ ہو بلکہ دیکھنے والوں کے اور بھی شبہات بڑھ گئے اور کتبہات بڑھنے کی وجہ یہ ہوئی
 کہ اس جواب میں آپ نے اپنے مشیلوں سے زیادہ منفعت بین کی انہیں اپنی اقران و مثال کے
 مطالب و دوسرے لفظوں میں پیر پیر کر بیان کر دئے جان ایک بات آپ کی یہ زیادہ معلوم ہوئی جو
 کہ پہلے دہرہ اور دینی زبان سے آچھا جب اکابر سلسل پر بجا الزام اور اہتمام لگا کر نہ تھے

اب کہلہم کہا ہر ایک بزرگ کو جاہل اور مقصوب اور مغتری اور انکی کتب سیر و اخلاق اور فتنہ
کو لغو اور بیوہ جا بجا قرار دیا اچھا ہر ایک شخص قیامت کے روز اپنی کثرت سے پوچھا جائیگا
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولَئِكَ كَانَ عِنْدَ مَسْئُولَا۔ اس میں جو آ
اجواب کو طریق پر کچھ کہنا چاہتا ہوں اور اسکو آپ کے اور ہلکے آگے بامیدان صاف رکھتا ہوں
اور یقین کرتا ہوں کہ آپ ضرور توجہ فرما کر حق و باطل میں تمیز کر سکیں ورنہ ہلک خود فیصلہ کر لیں
لیکن اصل مضمون سے پہلے اپنے طریق عالیہ کے عقائد عرض کرتا ہوں تاکہ کو میصاحب ہمارے
اس بیان سے وہ کہتا ہوں۔ اور ان اوراق کو جلوۂ جمال سے موسوم کرتا ہوں
پچھلا عقیدہ یہ ہے کہ ہم تمام اولیاء الرحمن کو حسب برابرتیج اور برحق مانتے ہیں اور صادق
دل سے انکو بعد انبیاء علیہم السلام مانترہیں اور کرامات الاولیاء حق کے قائل ہیں دوسرا
عقیدہ حضرت شیخ صابر کو بابا صاحب کا خلیفہ تسلیم کر کے یہ کہتے ہیں کہ ان سوسلسلہ نبوت جاری ہیں
اگر ثابت ہو جائے تو بعد نبوت اجرائی سلسلہ کو برحق تسلیم ان سکتے ہیں تیسرا عقیدہ شیخ علی صابر رحمہ کی
نسبت یہ کہتے ہیں کہ انکو خلافت ملی لیکن پھر واپس لی گئی جسکو جواب اجواب سوال سوم میں فضل لکھا
جائیگا چوتھا عقیدہ حضرت مخدوم علاء الدین بنیرہ حضرت بابا صاحب کامل اولیاء اللہ سے ہیں
ان سوسلسلہ نبوت اور نبض کامل جاری ہوا ہے اور اب بھی جاری ہے پانچواں عقیدہ حضرت
مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کی نسبت ہمارے خیال ہے کہ اس نام یا لقب کا شخص پردہ میں نہیں
گزر کسی کتاب تاریخ سلف خلف سے جو مستند ہو یا کسی اکابر کے فتوایات اور ملفوظات سے کسی قسم کا
پتہ یا نشان نہیں ملتا کہ یہ کون ہیں اور انکا نام یا لقب یا خطاب کیا ہے اور انکا جن کہاں ہے
جہانک ہم نے تحقیق کیا انکا مولد مسکن مدفن مادر پدر حسب نسب و عقیدہ کا
نشان تک نہیں اور بدلیل لَمْ یُکَلِّمْ وَلَمْ یُؤَلِّمْ وَلَمْ یُکَلِّمْ لَمْ یُؤَلِّمْ اَحَدًا
خدا نے بے نیاز و وحدہ لا شریک کی ذات پاک کے سوا کسی کو نہیں مانا جاتا چھٹا عقیدہ حضرت
بابا صاحب کو حسب خلیفہ بنی انکو علی قدر مراتب مانترہیں اور حسب قوم کے مانا ہے اس طرح سے ہم مانترہیں
ساتواں عقیدہ ہم تمام اولیاء الدین آخرین کو لا نفراق لکھتے ہیں ہم ایک نظر سے دیکھتے ہیں
کیسلی ویرا میں خداوند میں فدائے نہیں اور یہی جہانک عقیدہ اور رات و کرم انکو حسب جن و صلو

و کہینہ و جھالت و شرارت و کذب و سفک مار و بے بنیت و بی رحمی قتل اہل اسلام تمام حضائل و سب سے پاک باغی ہیں اور بچائے اس کے رحیم کریم بے نفس بے شرفانی برضا الہی پابند احکام ربانی علم و حکمت سے بہرہ ور اسرار و معارف سے معمور رکن ایمان و سفق اسلام و جدار اقیان و حصن صبر اہل زبان جانتے ہیں بلی **اَسْلَمُوا وَجْهَهُمْ لِلدِّينِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُمْ أَجْرٌ كَافٍ** و **وَلَا تُقَاتِلُوا عَالِيَهُمْ** میں پھر نہ توں مسلمان وہی جو خدا کی راہ میں اپنی تمام وجود کو سنو پ دیکو یعنی اپنی تمام وجود کو اللہ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کر لئے اور اس کی خوشنودی حاصل کر نیکی کو وقف کر دے اور نیک کا موافقہ کر لئے قائم ہو جائے اور اپنی وجود کی تمام علی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دے مطلب یہ ہے کہ اعتقادى اور على طور پر محض خدا کا ہو جائے پس جس کی اعتقادى اور على صفائى ایسی محبت والی پر مبنی ہو اور ایسی طبعی وحش سے اعمال حسنہ اس سے صادر ہوں وہی جو خدا سے مستحق اجر و اجر الیہ نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غم رکھتے ہیں۔ ابین اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں اور خدا کا مستحق توفیق ہے جانتا ہوں

سوال اول حضرت محترم پیر و شہد حضرت شاہ و خلیل الرحمن صاحب حالی حضرت سب صحابین کہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب جمال الدین احمد انصاری کو یہ صبیغ عنایت کیا تھا کہ جب کو وہ خلافت دینا اس کو قطب صاحب کے پاس بھیج دے اگر قطب صاحب اس کو منظور کرتے تو وہ خلافت و ست بیتی اور اگر نا منظور کرتے تو نا جائز ہو جائی اس میں غلطان ہے کہ یہ حال نہ تو کسی نے اولیاء سابقین میں سے بڑا اور نہ بعد میں کسی نے جاری رکھا اگر پہلے سے ایسا ہوا ہوتا تو بایا صاحب کا یہ معاملہ اتباع سلف سے سمجھا جاتا اور اگر بعد میں جاری رہتا تو معلوم ہوتا کہ باضابطہ نے اجتہاد فرمایا تھا۔ جب وہ ہوا نہ یہ۔ تو پھر اس خاص معاملہ کے ظاہر ہو نیکی کیا وہ جہی اور یہ بھی شاہ

یہ کہ قطب صاحب نے کسی خلافت کو نا منظور کیا اور پھر اس کو خلافت ملی یا نہیں۔

جناب صوفی صاحب اس سوال کا جواب ایک طریفہ ہے

اسے ناظرین اس سوال کی نسبت عرض کیا کہ خلیل الرحمن صاحب ہی ظاہر فرمائے رہے کہ جب کو اس کے نزدیک تحقیق حق ہی منظور ہے۔ مگر اشکال یہ ارشاد ہر محقق کو ہاں جو پیر نشان کرتا تھا کہ ایسا با وقت شیخ جس کے ظاہر میں ہزاروں مریدین اس مہتمم کے ہر وقت سوال کے ذریعہ سے مستعدی تھے جن کی ہر ہر خود نہ تو شیخ تھے اس کے سوال کھیل حاصل میں داخل ہر فقیر منور دہلی عرض کرتا ہے

کہ فی الواقع حضرت مرشد علم فیضہ کو تحقیق حق ہی ہوتی بلکہ ایسی ہی خیال ہے۔ اس تحقیق کا نام **میراث**
اور مضرب ہونیکا نہیں ہوتا محققین تو ہر ایک۔ امر کی تحقیقات کو بطیب خاطر قبول کرتے ہیں
آج کل محققین نے تو **کیرٹس** کے موڑ و لگی ہیں تحقیقات میں کسی نہیں کی بلکہ محقق تو آج دنیا میں
میں انہوں نے اس تحقیقات سے بڑی خوشی اور مسرت ظاہر کی ہے چنانچہ **رسالہ**
فتویٰ گلزار خلیل ملاحظہ ہو اگر تحقیق حق لےوا اور عقول کام ہوتا تو کیوں موسیٰ علیہ السلام
حضرت خضر کی ملاقات کی لئے جاتے قرآن کریم کہو نہیں اور اس نظارہ محققانہ کو دیکھیں
انفوس تدبر **قرآن کریم** نہیں رہا ایک نبی اولوالعزم کو جسکی امت کثیر اور صاحب
کتاب ہے ایک غیر نبی کی طرف کیوں سوال کی ضرورت پڑی کیا وہ ضرورت تحصیل بتی علی تھا
حضرت مرشد شاہ خلیل الرحمن صاحب کی نسبت عذر فرماتے۔ اور اس سوال کو جو آپ وقت
فرماتے ہیں سو یہ میری آپ کی باتیں ہیں جو وقت آپ کی نظر میں اُس وقت ہوتا جو آپ اس
طرف رخ ہی نہ کرتے اور آپ کو مثال بھی متوجہ نہ ہوتے اس میں آپ کی عبارت جوابی کو
قولہ اور اپنی عبارت جوابی کو اقول کے تحت میں لکھتا ہوں

قول اور سوال ہی ایسے پورے مضمون

کے متعلق کیا ہے جو شہادت کی شان کے بالکل خلاف ہے۔

اقوال آپ کے نزدیک نہ محققین کے نزدیک۔ یہ وہ سوال ہے جو کسی سوال
آپ صاحب جواب کر لئے اور لکھا ہے اب تک سوالیہ سبب ختم کے جواب بن نہیں پڑتا۔

جواب یہ فتویٰ جناب محترم حضرت منور شاہ صاحب دہلوی نے حضرات صواب کے اس
فتویٰ اجواب اچلیل کے جواب میں طبع کیا ہے حضرات مذکورہ نے بعض مشائخ اور خدام خائفانہ کو
خط لکھا کہ اگر نسبت حضرت مرشد شاہ خلیل الرحمن صاحب جامی لکھا فی طبع کرنا ہوتا اسکی حقیقت
یہ ہے کہ جب انی کرم حضرت منور شاہ صاحب نے ان مشائخ سے دریافت فرمایا کہ آپ حضرت مرشد بن کیا وجہ لکھ کر
کی تو انہوں نے صاف انکار کیا اور لکھا علی ظاہر کی اور فرمایا کہ ہم نے حضرت خلیل الرحمن صاحب جامی کی نسبت کوئی وجہ لکھ کر
نہیں دی تھی اور نہ ہم نے کفر پر خط لکھے اس کے بعد حضرت منور دہلی کے فتویٰ مگر خلیل پر خط لکھا کہ
کہ یہ خط ہر صحیح میں اور ہر خط جو میں وہ کسی نہ ہو کہ جسے کہ الودود و زمین علاوہ ہر کہ تمام ہندوستان کے

قول ایک عرصہ تک یہی خیال رہا کہ بلا لحاظ اپنے خطہ مراتب کی خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوالات کیوں ہیں اور یہ حیرانی لوگوں کی بجا نہیں تھی کیونکہ بادشاہ اگر کجالت بادشاہی سے کبھی مانگی ضرور کر دے کہ لوگوں کو حیرانی کیوں نہ ہو تو ایسے شیخوخت کا جسکی یہ شان ہوتی ہے اسے اسے لگا۔ یہ تو جواب ہر سوال کا مشکل اور تو حل شود بے قیل و قال ہر کسی پر مضمون کیوجہ سے مخدوم بن ہو کر سامنے ہونا باعث حیرانی ہوتا ہے

اقول حضرت مرشد پر آپ کا یہ اقتراض جب وادہ ہو سکتا ہو کہ آپ اس آیت کو قرآن کریم سے نکال ڈالیں **وَشَاوَرَهُمْ فِي الْأُمُورِ** پس ال عمران ۱۵۹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اور وقت بلکہ ہر ایک پنہا طلب کو حکم ہوتا ہے کہ ہر ایک کام میں لوگوں سے مشورہ لیا کر کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کے محتاج تھے نہیں نہیں بالکل نہیں یہ انہیں امور کی طرف اشارہ ہے اور امت کو مشورہ کی تعلیم ہے جسکو حضرت مرشد با اتباع بتنوع اکمل عملی طور سے متبع ہونا دکھا رہے ہیں خدا تجو استہ حضرت مرشد نادان نہیں مغرور نہیں متکبر نہیں غرور سحران لوگوں کا کام ہوتا ہے جو مسئلہ طبع ہوتے ہیں اور اپنے جیسا کسی کو خیال نہیں کرتے راز راز سی بات میں جاتے ہیں بارہو جاتے ہیں اور انانیت کے لغزش اور استکبار کے جھاگ منہ سے نکالتے ہیں ادنی بات میں سبک دما کر نیکو طیار ہو جاتے ہیں حضرت مرشد مطیع قرآن میں مطیع رسول رب العالمین میں پیرو محب اولیاء اللہ میں حلیم اور مسکین میں بادشاہت کیا چیز ہے یہ مثال آپ کی ہی گل شہار ہو نیکو قابل ہے ہمارا تو اس کے مطابق حاصل ہو وہ درویش در گلیہی بخشنہ وہ بادشاہ و قلیہی نگہ بندہ اور اپکا

بجیرہ حاشیہ مشائخ اور علما نے اس کثرت سے درخط لکے کہ ۱۰۰ سے زیادہ نوبت پہنچتی چنانچہ یہ کیفیت لہذا اولاً خارج کے دیباچہ میں مفصل درج ہے اور علاوہ اس کے بڑی تحقیق اور تہقیق سے جو اکثرت میں یہ بات ہی ثابت کر دی گئی ہے کہ علاء الدین علی احمد صابر نام جو مشہور ہے بالکل فرضی ہے اور اس نام کا کوئی بزرگ کسی سلسلہ میں نہیں ہوا یہ کیفیت دیکھنے کے لائق ہے دنیا میں ایسا بالاضافہ کوئی ہے نہ ہو گا جو اس کیفیت کو دیکھے اور اس کا دل مطمئن نہ ہو محققین اور شائعتین اگر چاہیں تو ایک سے آٹھ کا کٹ روانہ ورا کر جو محمل واک پر عاجز سے طلب فرمائیں محنت روا نہ ہو گا۔ ۱۳ عاجز و طاہر درویشان احمد بخش جالی از جو پور ناظر کبھی محلہ حلیب چوک ۱۲۔

یہ فرمان کہ مجھے ایک عرصہ تک یہ خیال رہا کہ بلا لحاظ اپنے خاندان کے حلیل الرحمن صاحب نے یہ سوالات کیوں کئے ہیں محض غلط ہے سب سے پہلے تو سوالات کی جواب میں آپ ہی نے قلم اٹھایا سب سے پہلے تو آپ نے ہی میت بخشی شروع کی تھی رام دھڑوکا سے کس نے چھری بنائی نام رکھوایا تھا نالش کس نے کی تھی اور کون اس نالش میں ناکام رکھ کر زادی حسرت میں بیٹھا تھا آپ چہرہ سے کچھ ماتہ پلہ پڑا تو پھر وہی تو تو میں میں پر اس کے حضرت میں آپ چھیڑ چھیڑ کر کہلوائے ہیں سجاد اور مجاہد لے اور کابرے ہو کر تحقیق حق نے کرشمہ جمال پیشال دکھایا اور گلزار خلیل نے نالش فساد کو بجھا کر تھلا دیا تاکہ حق بجانب سلسلہ جمالیہ ہے اور بس۔

قول آخر کار جب کئی سال کے بعد دو رسالہ کرشمہ جمال در ایک جمالی کے جمال جلالی کا نمونہ شائع ہوا اور اس کے صفحہ ۱۲۹-۱ اور صفحہ پر یہ مضمون لکھا ہوا اور بکھا تو اطمینان ہو گیا کہ تحقیق حق کے پڑ میں حد نے ظہور فرمایا ہے کہ جب سلو یا با صاحب خلیفہ کرتے اس وقت منظور کی خلافت کی سبط قطب صاحب کے پاس روانہ کرتے اور قطب صاحب بعد تعلیم و تلقین اگر اس کو لائق دیکھتے تو منظور فرماتے ورنہ پھر از سر نو تعلیم و تلقین کیجاتی اور بعضوں کا خلافت نامہ ہی چاک لڑ لٹے چنانچہ حضرات صابریہ کی کتاب میں ہی میرے اس قول کی شاہد ہیں جب یہ صورت نہ ہو تو پھر محمد صاحب کو مگر خلافت ملنے کا یقین آدمی تو کیسے آوے۔

اقول جناب بن حد تو آپ ہی کی میراث ہے اور یہ بات جو آپ نے کرشمہ حال سے لکھی ہے صفحہ روزگار سے مٹ نہیں سکتی نظامیہ جمالیہ قادریہ مہروردیہ و غیرہ اور خود صابریہ اور دیگر اہل حق کی کتب سے ظاہر ہے اور کون نہیں جانتا کہ قطب صاحب کو منظوری اور غیر منظوری خلافت کا جو بایا صاحب کی طرف سے خلیفہ ہوتا تھا اختیار کامل تھا اور لائق اور نالائق کے رد و قبول کا مجاز تھا۔
الشاہد اللہ اسکا ثبوت صفحہ ۳۷-۳۸ پر دیا جائیگا۔

قول اگر خلیل الرحمن صاحب اس غمزدہ کو کہ محمد صاحب کو مگر خلافت ملنے کا یقین آوے
حاشیہ حضرت مولانا صاحب شکست حیدرہ کی یہی شانِ حق ہے جناب مولانا صاحب فرج کبیرا کرنا لاش کی تو یہ کام انہوں نے نہیں کیا حضرت محمد صاحب کا منت اداسی ہے محمد صاحب بچا تو نالاشی ہو کر جو خلافت فریدی میں مراغہ کیا تھا ناکامی کو سوچ کر فائدہ اٹھایا ایسا ہی حضرت مولانا صاحب فرج کبیرا کی ناکامی کا حال ہے۔
مراغہ ایسا نہیں تھا غمزدہ

تو کیونکر اسے سوال کے کرنے ہی ظاہر فرما دیتے اور اپنے خلیجان اور شاگرد کو دوسرے نرم اور طام الفاطین
 نہ ظاہر فرما دیتے یعنی حسد پر تحقیق حق کا پردہ نہ ڈالتے تو ضرور تھا کہ جو فتنہ اور فساد محیط عالم ہو گیا
 ہے ہرگز یہی نہ ہوتا

اقول اسکا جواب آگے اسی صفحہ پر آگیا ان شاء اللہ تعالیٰ

قولہ عام الناس ان کے ہولے بہلے مضمون سے دہو کہا کہا کہ ہزاروں اہل اللہ صابر ہو گئی
 جانب سے بدگمان ہو کر یہ کہتے ہیں کہ چارہ خلیل الرحمن تو عام طور سے سوال کرتا ہے اور صابر بنی تاقی
 اس کے پیچھے پڑتے ہیں بلکہ برخلاف اس کے ہر خاص و عام کو صریح طور پر یہ معلوم ہو جاتا کہ خلیل الرحمن
 صاحب کو مخدوم صاحب کو خلافت نامہ میں کلام ہے جو نامزد کلیر تھا اگرچہ خاص لوگ خوب
 جانتے تھے کہ شیخوت کے سوال کے پیشتر ہوتے ہی خلاف عہد حدیث شیخ جمعیت سرحد کے فتنے
 اور فساد برپا ہو گیا ہے بیشک موافق اس کا یہ کہ حسد ہی پر اسکی بنیاد ہے کہ ہر شخص کا قال شاہ ہے
 حال کا ہوتا ہے اور حسب حال اسکا اثر ہوتا ہے حسد چاہے کیسے ہی خوشنما پردہ بین کیوں نہ
 چھپا یا جائے اپنا اثر ظاہر کئے بغیر رہتا ہی نہیں سوالات کی سادہ الفاظی کے اثر عارضی کو حسد
 اثر واقعی نے قطعی طور سے نیست و نابود کر کے فتنہ اور فساد کا جھنڈا بلند کر ہی دیا کہ جسکی نتیجہ
 کہلی انجمن موافق ارشاد ع اسی زبان ہم پنج بیدیان نوئی پاکے انہرین الشمس ویکھ لیا حاسد عیشہ
 خون جگر تو کہا یا یہی کرتا ہے دولت ظاہری ہی برا آگاہی دہر دیکو اسکو نصیب ہو جایا کرتی ہے۔
 اقول حضرت مرشد کے سوال عام میں نہ خاص حد جب ہوتا جو ایک گروہ خاص کیا جاتا۔ آپ اپنی گریان میں داخل
 ویکھیں حسد کا پتہ لگ جائیگا اگر گریان میں غائر خلافت چاک ہے تو میں اک آئینہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں

ابین

سیر لا قطار اور اقتباس الانوار و غیرہ کتب صابریہ میں جو کہ مخدوم صاحب نے کلیر کی مسجد گرائی نماز کو قتل کیا
 کلیر میں آگ لگائی کیوں آگ لگائی یوں لگائی کہ اول صبح عادت سے دوسری تیسری صبح بھٹا
 تب حضرت صابری (عقبہ) اور میر دونوں لفظ عہد کے قابل ہیں) سب کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا یا انہوں میں ہر
 آدمی سے اہل کلیر کا ایمان سلب کر لیا کہ اس واسطے سلب کر لیا۔ اس واسطے کہ مجھے ولی اور حسب
 ولایت کیوں نہ مانا۔ کوئی جمالی کلیر اسے یا صابری یا انشی جاوے تو مخدوم صاحب اسکو مجھدوم یا
 خاشیہ سنت اللہ سے اسطرح جاری ہے کہ پہلے تبلیغ کی جاتی ہے اور محبت اور تمام ہوتی ہے جب کوئی اس
 بعد ایمان نہ لادے اور شرارت حد سے زیادہ بڑھ جائے اور استغاثات احکام الہی اور سلطان عہد کرے۔
 یا بعد تبلیغ سختیب اور تخریب ہو دیوں پر آمادہ ہو مت وہ قسم مورد قہر عذاب الہی ہوتی ہے وہ نہ بچے بچا

مہر و صہ بناؤ اللہ میں بلکہ اگر کوئی مخدوم صاحب کو مزار پر کچھ کسی قدر قرآن شریف پڑھے تو وہ بھی مصائب متذکرہ بالا میں مبتلا ہو۔ اب فرما کر حاسد کو ناپاؤ و حسد کسکی میراث ہو۔

قول

اول یہ امر قابل غور ہے کہ بابا صاحب فی موافق تخریر خلیل الرحمن صاحب کو جو منصب منظوری خلافت اپنی کا حضرت قطب جمال الدین بالنسوی کو عطا فرمایا اسپر کل اولیا ہے کا اتفاق ہے یا نہیں جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب فی سوال اول میں لکھا ہے (کہ مستفیق ہیں) راقم الحروف کہتا ہوں کہ منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت اپنی تالیفات میں چند اہل سیرت کے نفس کیا ہے اور اہل سیرت کی کیفیت لکھ چکا ہوں کہ انہیں رستم کے لوگ مثال ہوتے ہیں تو چند موفقان کا اس مضمون کو نقل کرنا حکم اجماع نہیں کہہ سکتا علاوہ اس کے خود خلیل الرحمن صاحب ہی اسی سوال میں یوں لکھتے ہیں کہ بابا صاحب کے بعد میں ان کے خلفائے تا ابدیم اپنی کسی خلیفہ کو منصب منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت کا عطا نہیں فرمایا۔ جب اکابرین خاندان کا متفق نہ ہونا اور اسپر عمل ذکرنا خود خلیل الرحمن ہی کی تخریر سے ظاہر ہے تو اجماع کیسا ایسی حالت میں یوں لکھ دینا کہ سب متفق ہیں عوام الناس کا ناگہان نہیں تو اور کیا ہو اور بیچارے تو بوجہ بیچارگی اس فقرہ کو سنتے ہی کہ سب متفق ہیں یہی سمجھ لیتے ہیں کہ کل اولیا را بعد کا منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت پر اتفاق ہے اور پس بوجہ جمالت کے اس قسم کے جاہلانہ مضمون پر خیال کچھ نہ کچھ ایجاد بندہ ہی کرنا رہتا ہے جسکی وجہ سے جو ذہبی ہلاک ہونا ہے اور آئندہ آئینہ الہ اسکی پیروی کر کے چاہ ضلالت میں غرق ہوتے رہتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ خلیل الرحمن صاحب اس فقرہ کو کہ سب متفق ہیں اسوجہ سے کہ انکی شان اور دیانت کے خلاف ہو پس لینی کہ

اقول

آئے گا مان اس کا جواب ضروری ہے جو آپ نے فقرہ (سب متفق ہیں) کے والیں لینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت من ہمارے مرشد عم فیض کی شان کے لائق یہ فقرہ تھا تو تخریر فرمایا انکی شان کے لائق نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں یہ فقرہ اس حالت میں نہیں لیا جاسکتا جب آپ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ہم موضوع واپس کر لیں کیونکہ یہ فقرہ میرکہ (سب متفق ہیں) بنایہ ثبوت پہنچ چکا ہے جو آپ کی کتابوں اور دیگر سلاسل کی کتب سے

صاف اور کھلے کلمے منطوق۔ سے ثبوت کامل ملتا ہے اور وہ اسم موضوع اس قابل نہیں ہے کہ آپ جیسا شخص مدعی تحقیق ضد وغضب ہو قبول کرے مجھے اس کا مل اور یقین والی ہے کہ اس اسم موضوع کو کہ محمد و م علاء الدین علی احمد صاحب ہے واپس لین کے بلکہ حقائق طریق سے لایا فَوْن لَوْ مَہ لَاحِد پر عمل کر کے اپنے آپ کو اس نام کے سلسلہ جو فی سلسلہ ذر عہا سبوعون ذر عہا فاسلکونہ ہے بری کر لیگے۔ اور اب رہا یہ آپ کا اعتراض کہ بابا صاحب کے بعد ان کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء نے جو اب تک کسی خلیفہ کو منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت کا مثل حضرت قطب صاحب کی نہیں دیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب کے مریدوں نے جو بابا صاحب کو فعل پر عمل نہیں کیا تو یہ اجماع نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ حضرت مرشد نے تو اپنے سوال میں لفظ متفق ہو بیٹھا کہا ہے نہ اجماع کا اور یہ آپ کا قیاس مع الفارق ہے جو آپ اجماع اور اتفاق میں نہیں کر سکتے اور خود آپ ہی قبول کر چکے ہیں کہ اس حق کو چند اہل سیر نے کہا ہے پس اس سے حضرت مرشد ملزم نہیں ہو سکتے اگر وہ اہل سیر آپ کے نزدیک کا ذب اور مغتری ہیں تو ان کے کذب اور افترا کی کو ثابت کرنا تھا اور ان کتب سے جو آپ کے نزدیک معتبر ہیں یہ بات ہی ثابت کرنی تھی کہ قطب صاحب کو منظوری خلافت کا یا غیر منظوری خلافت کا منصب اصل میں نہ تھا چنانچہ فلاں فلاں خلیفہ یا صاحب کا بغیر منظوری قطب صاحب کے ہو گیا ہے جب آپ بابا صاحب کو کس خلیفہ کا بغیر منظوری قطب اعظم کے خلیفہ ہونا ثابت نہ کر سکے تو اس بات پر کہ بغیر منظوری قطب اعظم کے بابا صاحب کا کوئی خلیفہ نہیں ہوا سب کا متفق ہونا ثابت ہو گیا اور ان چند اہل سیر کا نام آپ نے اس خط میں لکھا کہ انہیں آپ کے پیران غلام ہی داخل میں قی کے اظہار اور حق کے ستر میں شرم اچھی ہے مَن عَلٰی صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلِمَ اَنَّا اِنْسَانٌ کا اچھا بڑا کام سب انسان کے لئے ہے۔

قولہ در اس سوال میں قابل توجہ یہ ہے کہ آیا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعد لغویض خلافت حضرت کے اپنے خلفاء کو و وسط منظوری اور غیر منظوری اور تصدیق خلافت موعودہ کے قطب جمال الدین کے مانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیے کا استحقاق بتایا نہیں۔ ارزوی تحقیق یہ امر پایہ تحقیق میں پہنچا کہ بعد لغویض خلافت طریق کے جسکو خلافت حقیقی بھی کہتے ہیں پر طریقت کو مجاہزی نہیں کہ جو اس موعودہ

خلافت کو کسی دوسرے پر طرقت یا اپنے خلیفہ سے منظور یا غیر منظور کرے اور نہ کسی دوسرے پر اور خلیفہ کسی مجال ہے کہ پر طرقت کی تفویض کی ہوئی خلافت کو جو خطبہ حق ہوئی ہے منظور یا نام منظور کر سکے۔

اقول ہا تو رہا **انکم ائمتہ صدیقین** اگر آپ اور آپ کے شیعہ چھ
 میں تو کوئی دلیل لاؤ۔ جیسے کہ حضرت **مرشد علم ہدایت** دلائل مبینہ اور براہین قطعیہ
 ہر ایک امر میں پیش کرتے ہیں اور میں اور کہلا کہلا ثبوت آگے رکھ دیتے ہیں ایسا ہی آپ ہی
 تو کوئی مینہ پیش کیا ہو تاہری زبانہ اور سنگھٹ تقریر سے کام نہیں چلتا۔ حضرت سید صاحب
 حبیب صاحب فرزند زمانہ اور مجتہد طرقت ہوئے جبکہ قول فضل رفتار کردار حركات
 سکنت قابل محبت اور لائق تمسک ہو چکے وہ اک امر کو ایسے طور سے طشت از نام کر
 کہ تمام عمر اسکو اسی کام کے کرتے ہوئے گزر جائے اور اسکو ذرہ ہی اسکا خیال نہ آوے کہ میں کیا
 کر رہا ہوں اور کسی نے بھی کہی نہ اس کے آگے گردن ملائی اور نہ دم مارا اور اس کے بموجب عمل رہا
 ہوتا رہا پر آپ اسکی نسبت یہ حکم لگا دین کہ فیصل انکا خلاف طرقت تھا حضرت سید صاحب
 جو شخص اپنے کمال میں یکا اور مانگ صوری و معنوی میں اعلیٰ اور ارفع اور صاحب اختیار ہو
 اسکو ہر حکم مجاز ہوتا ہے **میر الاوطا** کی ترجمین لکھا ہے کہ حضرت بابا صنا کا دستور تھا کہ جسکو
 وہ سند خلافت دیتا یا کہیں کی ولایت پر فخر فرماتے اسکو اول قطب صاحب کی ماہیں منظوری
 خلافت کے لئے روانہ کرتے کیونکہ قطب صاحب کے پاس کل اہل البد کا دفتر ہے جبکہ ان کے
 دفتر میں نام درج نہ ہو تو رتبہ ولایت کا نہیں مل سکتا اور جب کو رتبہ ولایت عنایت ہوا
 اس کا نام دفتر میں درج ہوا۔ اور خزانۃ الاصفیاء جو صابری خاندان کی سہرت کا ہے
 اس کے ۴۸۵ صفحہ پر لکھا ہے کہ ہر کراشیخ خلافت داد بعد تحقیر خلافت نامہ فرمودہ (قطب صاحب)
 فرمادے اگر وہ قبول فرمودی خلافت و ولایت ہو و اگر وہ رد کردی بارشیخ خلافت ادا
 منقول نہ آئے و فرمودہ پارہ کردہ جمال افریدہ تواند و حجت علی بن العباس ہی نہیں
 گواہا و وہوں اقتباس لاوارس **سراة الاسرار** شرف الفوائد و حجت صابریہ میں
 مندرج و مندرج ہے اور علاوہ کتب صابریہ کے اور کتب بوہین جو کسی فرقہ ہم دونوں سے

متعلق نہیں ایسا ہی موجود ہے چنانچہ **ابن البرکی**۔ **چراغ گلشن**۔ **سیر المتاخرین**۔ **تاریخ فرشتہ**
تاریخ معیت اقلیم ذریعہ آرام شاہی آرٹس محفل۔ **بحرِ خوار و غیرہ**۔ **ابن** وہ کتاب میں پیش
کرتا ہوں جنکے مولف اور مصنف صاحب ولایت ادراس حضرت وزیر مقبولہ فریقین میں و
یہ میں سبع سنابل حضرت خواجہ عبدالواحد بلگرامی نظامی طبقات حسامی حضرت خواجہ کلان
ابن حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبند گلزار ابرار حضرت سید شاہ حسین بہروردی اخبار الانیا
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی سراج الہدیت ملفوظات حضرت خواجہ جلال الدین جہانپن
جہان گشت قادسی حقیقی نظامی جمالی مطلوب الطالبین حضرت خواجہ محمد طابق نظامی سیر الایا
حضرت سید محمد امیر جزد خلیفہ حضرت محبوب الہی رسالہ فردوس سید قادیہ حضرت علامہ الدین بزاد
نظامی جواہر فریدی حضرت علی اصغر نمبرہ حضرت بابا صاحب خواجہ فرید الدین گنجشکر صنیا والا بر
ثناء الابرار مجمع المعاد مجمع الاولیاء نواذر السفر تذکرۃ الاتقیاء قصر عارفان مرآۃ صینائی
گلشن اولیاء اسرار الاخبار۔ پس جو شخص مدعی اور بین ثبوت سوا نکار کرے اور نور و ظلمت
کی طرف دوڑے تو سوائے نامہ وانا الیہ راجعون اور کیا کہا جائے۔ کوئی کتاب اس میں کے متعلق
ایسی نہیں جو ہمارے مدعا کے لئے نصرت اور حین نہ ہو ان کتب کو صرف اس جگہ اس ثبوت کو لکھیں
کیا ہے کہ جو **سب متفق ہیں** واقعی سچا ہے اور معلوم ہو جاوے کہ کس قدر کتاب میں اس حبلہ تبرک
کی مؤیدین **الحمد لله علی ذلک** اور ان کتابوں کی عبارتیں صفحہ ۳۸-۳۹-۴۰-
۴۱- پر موجود ہیں۔ اس جگہ تک عاجز کی نظر نے آپ کے رسالہ کے ۴۶ صفحہ تک احاطہ کر لیا ہے۔

قولہ تفویض خلافت شیخ متعلق بالہام ہوتی ہے شیخوت کو بعد ظہور افعال الہامی اسکا استحقاق
ہی نہیں رہتا کہ اپنی خلیفہ کی خلافت کو کسی دوسرے شیخوت سے منظور کرادی۔ اور تفویض خلافت طریقت
میں دوسرے جمیع نہیں ہو سکتی یہ طریقت جسکو مانہ پر محبت طریقت کی جاتی ہے اور جسکی توجہ کامل پر پرورد
کو تبرع اتحاد یعنی مقام فنا فی الشیخ ہوتا ہے جسکا نتیجہ خلافت طریقت ہے دوسرا شیخوت تفویض خلافت
طریقت میں شریک نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی طریقت کسی طریقت کے پرورد خلافت طریقت عطا
کر سکتا ہے شمس اعظم کا طریقتی کردہ قبل از پروردگار کے جو ذریعہ کشف یا ذریعہ انتخاب وغیرہ معلوم
کیا کرتے ہیں کہ آیا اس باب کا حصہ ہر سلسلہ میں یا نہیں ایسے امر کو روایت کرنا کہ وہ کہتے ہیں جبکہ انکو معلوم ہو جائے

کہ طالب ہمارے ہی وسیلے سے وصال مطلوب تک کامیابی حاصل کرے گی تب اسکو داخل سلسلہ کرتے ہیں تو اس قسم کے طالب کی تفویض خلافت میں کوئی دوسرا شیخ وقت شریک نہیں ہو سکتا یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پیر طریقت جس کے ذریعے سے طالب واصل ہوتا ہے ایک سے زیادہ نہیں ہوتا جو دو خلیفہ سے سمیت کرے پس وہ قابل قتل ہے جو طالب متحد و بیرون مائتہ پر سمیت طریقت کرتا ہے مرد و دو طریقت ہر از ص ۳۳۴ تا ص ۳۳۵ بعد حذف کمرات

قول تفویض خلافت شیخ وقت بلا شک متعلق بالہام ربانی ہوتی ہے اور شیخ وقت کو

بعد صدور و ورود الہام ربانی اس کا (تفویض خلافت شیخ جو متعلق بالہام الہی ہے) استحقاق کا اصل ہوتا ہے کہ اپنے خلیفہ کی خلافت کو کسی دوسرے شیخ وقت سے یعنی کامل و مکمل خلیفہ اعلیٰ سے جو مطلقا اور حسب باکرم تبرک کو یعنی الثابت کے انتہائی نقطہ اور روحانیت کو تمام دورہ کو طے کر کے اپنا وصالی مرکز پر پہنچ جاتا ہے اور اپنے شیخ کے جمیع لوازم صفات کاملہ کو اپنے اندر کر لیتا ہے جسکو قرآن شریف میں

کو نواع الصادقین یعنی صادقین کی سمیت اختیار کرو۔ منظور کرادے تاکہ چیز فعل میں ہی اس مرتبہ

پورا پورا ثبوت ملے۔ تفویض خلافت طریقت میں دو طریقت و سلسلوں کے جمیع نہیں ہو سکتی لیکن وہ جو بیعت سمیت مرشد اینو نفسی نقطہ اور انتہائی قرب کو جو دو نو اور تدلی سے بیکر کیا جاتا ہے اپنے شیخ سے

جو مضافی الشیخ ہو کر حاصل کر لیتا ہے اور قائم مقام مرشد ہر جاتا ہے جو اس تابع کا ساختہ پروردگار ہی شروع کا

سمجھا جاتا ہے جکا وہ متبع اور تابع ہے اور اسی میں سے انتہائی و انا منک ہو کر نکلا ہو اور اسی میں

محو اور فنا ہے بیشک لا یریب جمع ہو سکتا ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی اپنی برادرارون علیہ السلام کے لئے درخواست کرنا اسی بات کی طرف اشارہ ہو ورنہ نہ شریک و طریقت کام ایک ہی کر سکتا ہے

میا کہ قرآن شریف میں جو حکم تفسیر یہ ہے۔ قال الله تعالیٰ فی قصۃ موسیٰ علیہ السلام

اجعل لی وزیرا من اہلی فلو کان السلطان یستغنی عن الوزراء لکان الحق الناس بذلك کلیم الله موسیٰ بن عمران شد ذکر حکمتہ

الوزراء فقال اسد بہ اذری واسرہ فی امری دلت الایۃ علی ان موضع الوزراء ان تستد قواعد المملکۃ وان یقضی الیک السلطان بجموعہ وجموعہ اذا استتمت فی الخلال

المعبر عنه بالاختلاف ترجمہ نہایت درجہ اتصال کا یہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ ہی ہو جائے جس میں وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مینے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معاف کیا تو ایک دوسرے میں غائب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں **رباعی**

تو ہم را شنیدنا بلبل ہزارا
فہم لیسعی بیننا بالتباعد
فعاقلہ حتی اتخذنا لعاقلنا
فلما اتانا مالای غیر واحد

ترجمہ ہمارے رقیب پر گونے رات کی وقت ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آئینہ گمان کیا تو ہم جدائی ڈالنے کی کوشش کی تو مینے اپنے مطلوب کو گم سے گنایا پر وہ ریت آیا تو اس نے میرے سوا کسی کو دیکھا **شعر**

جذبہ شوق بجدلیت میان من و تو
کہ رقیب آمد شناخت نشان من و تو

اب جانا چاہئے کہ کوئی پیر طرقت کسی کے مرید طرقت کو اس کے خاص پیر کی زندگی میں عطا نہیں کر سکتا مشائخ عظام کا پیر قیاس ہے کہ وہ قبل از مرید کرنے طالب باقی کو جو بذریعہ کشف یا بند لیدہ

استخارہ یا بطریق وحی ولایت جسکو الہام اور القا ہی کہتے ہیں یہ معلوم کر لیا کرتے ہیں کہ آیا اس طالب کا حصہ ہمارے سلسلہ میں یعنی اسکی فطرت سلیبہ یا ہی طریقت کے ساتھ

حال ہے یا نہیں اور یہ طالب اصحاب ہمارے ذلیعہ سے وصال مطلوب کامیابی حاصل کر سکتا ہے یا نہیں تب اسکو وہ فعل سلسلہ کرتے ہیں پس اس قسم کے طالب کی نوعیت مختلف ہے کوئی ہوشیار و فہم ہے

سلسلہ میں منسلک ہو شریک نہیں ہو سکتا گویہ وہ اسی طریق میں ہو بسا اوقات ایک پیر کو بطریق ابتلا کیسکا حال معلوم نہیں ہوتا تو اس کے جانشین کو جو اسی کے درخت وجود کی ایک شاخ ہو جو کہ بعینہ

اصل ثابت و در عہد **السلام** ہوا اس کے وجود منفرد کی عکاسی تصویر یا اسکی روحانیت کا فروٹ ہو۔ تمام حال تکشف ہو جاتا ہے تاکہ اسکو وصال تام اور اسکی تعلیم مکمل اور کمال

پیر و شوق ہو اور وہ اس کے مقام مدد کری اور طالب خطائی کی طرف توجہ خاص دلا کر اور شیخیت و بالذات شیخیت کے طریق پر اس کے اہم مقام پہنچا کافی ثبوت پیدا ہو اور جو شیخوت ایسا نہ کہ اس سے اس سے خوف ہو یا گون

ابتلا گویہ بالوجہ جلیبی کے اس تسلیم کا پابند نہ ہو وہ شیخوت میں ہی اسکی حالت ہمیشہ ظہور کی حالت ہے

وہ یہ کہ وہ قرآنی فلسفہ اور سنت اللہ سے وقت بہنیں ہے اور یہی معیار حق ہے جو اس سے منکر ہو یا تجاہل عارفانہ سے کوباعث اس پاک قانون کی خلاف ورزی کرے۔ انہی ناک زمین پر گر گئی جاسی اور قیامت کو وہ حال ہو جو آپ کو تحریر فرمایا والسلام علیکم وعلیٰ آلہکم
قولہ اگر خدا نخواستہ اس روایت کو مان لیا جائے کہ بابا صاحب بعد تقویٰ خلافت طریقی نے اپنے خلفاء کو حضرت قطب جلال السنوی کی خدمت میں منظوری خلافت کیوہ سہل بھیجا کرتے تھے جو ابھی عرض کیا ہے ایک اور بدناما اعتراض بابا صاحب پر وارد ہوتا ہے جو قطعی بابا صاحب کی شان کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بابا صاحب کی معوضہ خلافت کو گاہر گاہر قطب جلال السنوی نامتطور ہی کیا کرتے تھے یا لعلہ سلیم اولیٰ عقین خلافت کو منظور فرمایا کرتے تھے جیسا کہ خلیفہ الرحمن صاحب نے بعض کتابوں میں نقل کیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب بعض ناقص مریدوں کو بھی خلافت طریقی دے دیا کرتے تھے اور لغو بابا صاحب کی سی پر کی نسبت ناقص مریدوں کو خلافت دینا ہر شاخ عظام نے یہ لکھا ہے کہ وہ شیخ بہنیں قلع الطریق ہے ایسے پر قلع الطریق کا حشر بافیور ہو گا کہ الگ کا جھنڈا پر کے ماتہ میں ہو گا اور مرید اس جھنڈے کو منیجے ہوں گے۔

قول بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے کچھ کچھ کے لئے واثق قلم لگائی اور واثق قلم لاؤ میں کھینچ کچھ لکھو اور دین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حسبنا کتاب اللہ پس منقول ہوا۔ پس جو اعتراض آپ پر کرتے ہیں وہ ہی اعتراض بابا صاحب اور قطب صاحب پر ہو گا مابہر حال جو انہی نے فرمایا سوئی اور حضرت علیہما السلام کا حال ہی قابل توجہ ہے اب ذرا ہم آپ کے گہر کی ہی خبر سناتے ہیں سیرالقطائب جو ماہ اولیاء و حضرات صواب ہے لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک بابا صاحب خلیفہ تھے پہر گیا ان برس تک مخدوم صاحب تعلیم و تقویٰ حاصل کر کے خلافت پائی کیا تھا صاحب کو کوئی مرید ملا جو مرشد کی خلیفہ کو مرید کیا اور تعلیم اور تقویٰ ہی کیا اور پھر خلافت اپنی طرف سے دی باوجود اس کے کہ مخدوم صاحب کو کوئی خدمت اس قسم کی نہ تھی بخلاف قطب صاحب کے اب حراسے کہ علم التیشین قیامت کے روز کس کے ماتہ میں ہو گا والسلام۔

قول ایسے ہی یہ فخرہ دریدہ جمال افریدہ نوازہ وخت کی کیفیت یہ فخرہ جو کہ منظوری اور غیر منظوری خلافت کے متعلق کہا ہے اس لئے یہ فخرہ ہی جو تھا ہے اس کے کیا سے کیا قبول کئے ہوئے ہیں کہ مرید مرد و کردے اور مرد و کئے ہوئے مرید کو پیر قبول نہ کر سکے یہ کل جمالت کے نتائج ہیں مسئلہ مسئلہ کا خلاصہ۔

اقول اس کا جواب ص ۱۳ پر آچکا ہے اور آگے انشاء اللہ کئی جگہ آئیگا۔

قول اصل کیفیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ اولیا و اولین و آخرین اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستقیم رہے ہیں کہ بال برابر ہی فرق نہیں کیا اور یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیرو کو طہرہ علیہ کام سپرد کر کے تھے ایسے ہی بابا صاحب نے اپنے پیرو کو طہرہ کاموں پر مامور فرما رکھا تھا کوئی خلافت ناموں کی تحریر پر مامور تھا کوئی صادر اور وار کی خدمت پر مقرر تھا کوئی بادیچی خانہ کا کام کرتا تھا حضرت قطب جمال الدین احمد کو مھر کر نیکی خدمت سپرد فرما رکھی تھی جبکہ نام آج پیران جابل نے منصب منظوری خلافت رکھ لیا ہے اور سپردگی خدمت کو عطا منصب کر دیا ہے عطائی منصب اور شے ہے اور سپردگی خدمت اور چیز ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو بطریق سپردگی خدمت ہی صحیح ہے ورنہ قطعی محرف اور غلط سپردگی خدمت قرن قیاس ہی ہے اور سلف اور خلف کے مطابق ہے۔

اقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نو آچکا بہتان ہے سوائے کتابت کو اور کوئی کسی کام پر مقرر تھا اور بابا صاحب کا حال یہی کسی پر قیاس کر لیجئے وہ فرق مراتب جگہ آپ تم فرما چکے ہیں قطب صاحب کو بابا صاحب کی طرح سے حاصل ہے اگر آپ کو عطائی منصب جمال میں کسی قسم کا شک اور خدشہ ہے تو اسی کا ثبوت لیجئے ترجمہ سیر کا خطاب میں لکھا ہے کہ قطب صاحب کے پاس کل و قزاق لہ کا ہے جب تک ان کے مقررین نام درج نہیں ہوتا تو کوئی مرتبہ ولایت کو نہیں پہنچتا اب نوائے جابل کون ہوا اور صدائے بونہیں یہ امر مسلم ہو چکا ہے جیسا کہ کچھ چکا ہوں اور یہ بات محقق ہے کہ جب تک کامل اقتدار اور منصب منظوری اور غیر منظوری حاکم حاصل نہ ہو تو کیا ایڑہ لٹیکے قابل ہے کہ صرف اک ذرا سی بات کے لئے یعنی مھر کر لے کے واسطے ہر ایک حلیہ کو کسی سو کو س کا سفر حضرت بابا صاحب ضول کراوین اور ہر بی

سفر چو پانی اور دانہ ہی اس سفر میں میرے ہو کہیں ہی آرام اور دم لینے کے لئے چند ساعت کو استراحت
 نہ ملے کیونکہ پاک پٹن سے انسی تک چلنے کے لئے گویا دم کا جانا کہا جاتا تھا قزاق رہن جگہ
 اچھے قطع الطریق اسوا اس کے اور مصائب اور تکالیف کا سامنا ہوتا تھا کیا پاک پٹن میں کوئی
 ایسا شخص یا رہید و عین ایک ہی مرید اس لائق تھا ہی نہیں جو ہر کر نیکی خدمت کو اپنے ذمہ
 لے لیوے کیا خدا تجھ استے بابا صاحب کی اولاد ہی اس منصب عظیم کے قابل تھی جو یہ
 کلام اُس سے نہیں ہو سکتا تھا اور ایک مہر کا کام جو دوسرے کے سپرد کرے خود بابا صاحب
 بھی کر سکتے تھے کیا وہ ان کو کئی ایسا دربار تھا جس میں آنحضرت کو فرصت نہیں ملتی تھی سیرالاولیاء
 میں تو یہ لکھا ہے کہ فاقہ نامی کشیدہ و محنت نامی دیدہ اور خلیفہ ہی آنحضرت کے کسب
 تھے یہی سات یا آٹھ جو ساری عمر میں آسٹات دفعہ مہر کا کام پڑا مہر تو اک ایسی شے ہے جو ہر
 دن مائتین ہوتی ہے سیاہی لگانی اور کاغذ پر ٹیپ دی چلو ہر موچکی۔ حاشا و کلا یہ بات نہیں ہے
 کیونکہ مہر کرنا تو صرف اک ظاہری امر تصدیق کے لئے ہوتا ہے نہ باطن کے لئے تصدیق باطن کے
 لئے تصدیق ظاہری کوئی شے نہیں ہے اگر قطب صاحب کا صرف مہر کرنا ہی بقول آپ کے تصدیق
 ظاہر کے لئے تھا تو محمد و مصاحب کو فرماں خلافت دلی کی تخت نشینی کا عطا ہوا تھا یا وہ
 پروانہ کسی وزارت یا صوبہ داری کا تھا جو بدو نہ مہر اسکو کوئی متول نہ کرتا تو فرضاً اگر قطب صاحب کو صرف
 مہر کر نیکی خدمت یا اجازت تھی تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ زید کو بچنے خلافت کا فرمان دیکر خالد کے
 پاس روانہ کیا اور خالد نے جو مہر کی اسکو خدمت سپرد تھی خلافت نام پر مہر نہ کی تو اس صورت
 میں زید کی خلافت درست رہی یا نہ درست اگر ایسا ہی واقعہ بابا صاحب کے خلفا میں گزرا تو توڑ
 عنایت اُس کا ثبوت مرحمت ہو ورنہ در مشورہ عدم ثبوت ملاحظہ فرمایا لے کہ کسی کا یہ تارا اور کھنڈ
 ر امر ثقلت موازینہ فموشی عیشۃ سر اضیاء و اما من جھت موازینہ
 فاکتہ ہکا و یۃ اور بقول آپ کے اگر قطب صاحب کو خلافت ناموں پر صرف مہر
 کر دینے کی خدمت سپرد تھی تو سپرد کی خدمت اور حصول منصب منظوری خلافت ایک ہی
 ہو کیونکہ مہر تو بغرض منظوری خلافت ہی ہو اگر تھی ہتی کسو سبطہ کہ بعد منظوری خلعت
 اپنی مہر ہی کر دیا کرتے ہونگے حالانکہ کسی کتاب سیر اور تواریخ میں بجز حضرت صابریہ کو مہر کا ذکر

ہینن ہے اگر خدمت ایک ہر کردی جو کی خدمت سپرد ہوتی تو مخدوم صاحب کو خلافت نامہ پر
 ہر نہ کرنے اور خلافت نامہ چاک کر ڈالنے پر ضرور بابا صاحب باز پرس کرتے نہ برعکس اس کے
 مخدوم صاحب کو ہی ڈانٹا اور فرمایا **وریدہ جمال** را فرید نتواند دوخت
 تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انکو علاوہ ہر کرنے کے حصول منظوری منصب اور نام منظوری خلا

کا بھی حاصل تھا جیسا کہ بدوین ہر قطب صاحب مخدوم صاحب خلافت سے مکرر بھی مخدوم رہے
قول سپرد کی خدمت کی صورت میں فخرہ وریدہ جمال را فرید نتواند دوخت بھی صحیح ہو سکتا ہے
 کیونکہ قطب جمال السنوی ہر کر نیکی خدمت پر مامور تھے تو خلفاء کا ان کے پاس ہر کر انیلو انامہ
 تھا پس مخدوم پاک بعد از خلافت کی قطب صاحب کے پاس ضرور گئے اور حضرت قطب صاحب
 نو بطریق اجتہاد مخدوم پاک کو خلافت نامہ کو ضرور چاک کیا اور بابا صاحب نو چاک خلافت نامہ
 کی خبر سنکر وریدہ جمال را فرید نتواند دوخت ضرور فرمایا اور بحالت سپردگی خدمت ہر کے یہ امور کو قین
 قیاس میں کیونکہ ماموری خدمت کی حالت میں ان امور کا سرزد ہونا ہر گز بھی خلاف شریعت طریقت نہیں ہو سکتا
اقول بحالت میں آپ پر رگی خدمت ہر قطب صاحب اور بابا صاحب کے کل خلفاء کا قطب
 صاحب کو پاس ہر کر انیلو لئے جانا اور تیر مخدوم صاحب کا بھی بہ ہمتا ہر جانا اور قطب صاحب کا مجتہد
 ہونا (جسکو دوسرے لفظ میں عطا منصب منظوری وغیرہ منظوری خلافت کہتے ہیں) اور موافق شریعت
 اور طریقت اور بائبل و سلف و خلف صوفیہ مخدوم صاحب کے خلافت نامہ کا چاک ہونا اور بابا صاحب کے
 یہ اس پر فرمانا کہ وریدہ جمال را فرید نتواند دوخت تسلیم ہے تو آپ بہانہ بہانہ کل کو کاذب اور جاہل
 کس کے قرار دیتے ہیں اور اس صورت میں مخدوم صاحب کو سلسلہ کیونکر جاری رکھتے ہیں وہ
 کو لینی بات ہتی جبہر اجتہاد قطب صاحب قائم رہا اور خلافت نامہ چاک شدہ
 چاک ہی بھیجا گیا کیا کوئی مودعہ را جملہ آپ کے پاس محققہ و مثبت اس قسم کا ہے جو ہر
فقہ البہامی وریدہ جمال را فرید نتواند دوخت کے معارض ہو چکا
 صاحب کے لئے ہمتا ہو ہر کرد ہینن ہر گز نہیں۔ اب تو آپ پر انبالی ڈگری ہو چکی ہے۔

قول کہ جو خلافت نامہ بابا صاحب نے

مخدوم پاک کو عطا فرمایا تھا تو وہ خلافت نامہ تیسریں جا کا تھا

اور نقین جا کو خلافت نامہ کا تعلق شیخ کے افعال اجتہادی سے ہوتا ہے اور افعال اجتہادی
 میں دو مجتہدوں کا اختلاف بخیر شرعیت اور اختلاف العلماء رحمتہ کے حکم میں داخل ہے
 پس جس وقت قطب صاحب نے مخدوم صاحب کے خلافت نامہ نقین جا کو جو دہلی کے دہسٹا
 دیکھا اور نظر باطنی قطب صاحب کی مخدوم پاک کی ولایت مطلقہ پر پڑی تو اس وقت تو وہ
 انتظامی حیرت پر قیام عالم ہے اور جبکہ تعلق نقد و اسرار الہی سے ہوتا ہے قطب صاحب پر
 اسی انھوں نے اپنے اجتہاد سے بلا صاحب کو خلافت نامہ اجتہادی کو چاک کر ڈالا کیونکہ
 شیخ بحالت خلافت مجتہد ہوتا ہے جب بلا صاحب نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ میں اجتہاد قطب
 جمال السنوی کو رد نہیں کر سکتا ہوں دریدہ حمال راویدہ نواز دوحہ کی یہی ہو سکتے ہیں
 باقی عبارت بوجہ مکرر ہو چکے ہیں لکھی گئی جو صفحہ کی ۳۱ سے صفحہ کے ۳۲ تک ہے۔

اقول مخدوم صاحب کو خلافت نامہ دہلی کا لکھ کر دینا محض غلط ہے کہیں اس کا نام و نشان نہیں
 ہے کل اہل سیر نے مخدوم صاحب کے خلافت نامہ ذاتی میں کام کیا ہے نہ جلسے معین میں جو دہلی
 سے بغیر کیا جاتا ہے سیر الاولیاء کے دوسرے باب اور چھٹے نکتہ میں لکھا ہے کہ بلا صاحب
 نے ایک شخص کو جو خلافت نامہ دیکر قطب صاحب کے پاس روانہ کیا تو قطب صاحب نے اس
 شخص سے واسطے لیا اور چاک کر ڈالا اور فرمایا تو خلافت نامہ کے قابل نہیں ہے پھر اس نے دیکھا
 سو شکایت کی تو فرمایا کہ دریدہ حمال راویدہ نواز دوحہ علیٰ ہذا القیاس اقتباس الاولیاء اور
 مرآۃ الاسرار کے مصنفوں نے جو صابریہ کہلاتی ہیں اس شخص مجہول الاسم کو اپنا رہنما بنا کر چکا لقب
 آپ مخدوم پاک لکھتے ہیں اور سبع سنابل اور مجمع المعارف اور نوادر الاسرار اور اخبار
 خطہ نامہ ہم پہلے لکھ کر آئے ہیں انہیں یہی لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا خلافت نامہ چاک
 دہلی کا اسمین نام کوئی نہیں۔ معلوم نہیں آپ نے نقین جا کا کہاں سے استنباط فرمایا ہے اور کیا
 افضل العوائد میں جسکی نسبت آپ نے فرمایا ہے کہ منکر پر تحریر کیا ہے کہ یہ ملفوظات سحر میں آؤ
 باقی جو ٹھہرے ہیں لکھا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء جو بلا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے
 تو فرمایا کہ مولانا نظام الدین صاحب آپ کے تشریف لائے سے پہلے ہمارا قصد تھا کہ کسی اور کو مذکور کا
 خلیفہ کہہ دے اور ان کرین مگر ہماری عیب یہی کہ نظام الدین آیا ہے اسکو وہ منصب عطا کرنا اب حکم الہی

وہ منصب آپ کو ہم دیتے ہیں۔ اس روایت کے بموجب عرض یہ ہو کہ مخدوم صاحب کے کمر قبیل
یعنی دہلی خود تراشیدہ آپ کے تحریز زمانی بتی کسطرح ثابت ہو سکتی تھا و تمام عداوت کا اس پر
اتفاق ہے کہ مخدوم صاحب کو خلافت حضرت سلطان مجھی سے پہلے ملی ہے۔ یہ صحیح ہو و غلو کا لفظ
بنا شدہ اور آپ کے بویہ لکھا ہے کہ قطب صاحب کی نظر باطنی جو مخدوم صاحب کی ولایت مطلقہ پر
تو قطب صاحب نے اپنی اس صفت انتظامی سے کہ جس سے قیام عالم ہے اور اپنا واجتہاد کی
رو سے مخدوم صاحب کا خلافت نامہ چاک کر ڈالا اور قطب صاحب کے اس اجتہاد سے
بابا صاحب بے متفق ہو گئے۔ یہ بر ثبوت آپ کا قول ہے جو دعویٰ سے بدلیل سے سو سو م ہے
واضح رہے کہ ولایت اک صفت ہے جو مطلقہ یا غیر مطلقہ کا لفظ اس پر نہیں بولا جاسکتا مان دیت
کے لئے لفظ اطلاق کہا جاسکتا ہے جیسے ذات مطلق چونکہ بحت اور مطلق یہ دو لفظ ہم معنی اور
قریب المفہوم ہیں اس لئے ذات مطلق اور ذات بحت کہا جاسکتا ہے ولایت مطلق اور ذات
بحت متصوین اور غیر متصوین کی اصطلاح میں نہیں ہے اور یاد رہے کہ کل عداوت کا مجتہد
کہ کل دفتر اولیاء اللہ کا قطب صاحب کے پاس تھا بحتیک ان کے دفتر میں نام درج نہ ہو سکتا تھا
ولایت کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ ابھی تو مخدوم صاحب قطب صاحب کی خدمت میں
نام درج کرانے اور خلافت نامہ پر مھر کرانے آئے تھے پھر ان کو ولایت مطلقہ کیوں حاصل ہو گئی
ہی اور انہوں نے یہ ہے کہ مخدوم صاحب کے مصائب فراہمائے اور خلافت نامہ ہی چاک ہوا
اور حضور قدس بابا صاحب میں ہی ناکام رہے تب ہی خبر نہ ہوئی کہ میں کیا کر رہا ہوں صفت
انتظامی میرے وجود سے درہم برہم ہوتی ہے اور عالم میں خرابی پڑتی ہے اور پھر باوجود اس کے
سبکی ہی اس کے نتیجے سے اٹھانی پڑی اور ہم پوچھتے ہیں کہ کیا بابا صاحب میں صفت انتظامی کی
یا جنہیں بتی ماہو جو اکیم ہو جو ابنا۔ پھر آپ دوسرا ہر وہ بد لکھ فرماتے ہیں کہ اختلاف اجتہادی
امثال کے دو مجتہدوں کا مخدوم شریعت اختلاف العلماء رحمۃ اللہ علیہم میں داخل ہے اس میں چرن
ہے کہ آپ کے نزدیک بابا صاحب اور قطب صاحب دونوں مجتہد ہو رہے اور دونوں یہ
اختلاف ہو کہ بابا صاحب نے مخدوم صاحب کو دہلی پہنچایا چاہا اور قطب صاحب نے دہلی
یعنی قطب صاحب کے نہ چاہئے یہ بابا صاحب نے ہی نہ چاہا اور مجتہدوں کے اتفاق و محروم نہ ہے

اور جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر خلیفہ شیخ بحالت خلافت مجتہد ہوتا ہے تو اس صورت میں
مخدوم صاحب مجتہد نہ ہو سکے کیونکہ وہ تو منظوری خلافت کے لئے تھے تو اس صورت
میں وہ متبع اور مطیع ہو کر نہ متبوع اور مطاع۔ اور متبوع اور مطاع مجتہد ہوتا ہے اور مجتہد کے
اجتہاد کو غیر مجتہد ہرگز روک نہیں سکتا روکنا تو کیا دم ہی نہیں مار سکتا۔

قولہ اس میں اس مقام پر حضرت قطب جلال السنوی کے مسدودی فیض طریقت کی
کیفیت یہی ہے کہ وہ بتا ہوں کہ جسکو چھلے صواب لے اور نیز دیگر خاندان کے لوگوں کو دوسرے
طور سے شہرت دی رکھی ہے اسکی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جسوقت قطب صاحب نے خلافت
تعیین کا کوچاک کیا اسوقت مخدوم صاحب کی حالت غلبہ و لامیت مطلقہ اور تیرسبب تسلیم قضائے قدریہ
فرمایا کہ اسی جلال السنوی تم نے ہمارا خلافت نامہ دہلی کا چاک کیا ہم نے تمہارا فیض بند کیا اور یہ ممکن ہے
کہ کوئی مجیب الدعوت کسی خاص یا عام کے حق میں دعیایا بدعا کرے اور وہ قبول ہو جاوے۔

اقول فیض کیسا کسی سے بند ہوا اور نہ ہو سکے عطاء غیر مجتہد
ای غیر مقلوب علم نے طلحہ لفسانی سے حضرت موسیٰ کے لئے بدو عاکی حضرت موسیٰ کا کیا
گیا علم کا ہی اللہ کا لا ہوا **الْاُخْلَافِ الْاَرْضِ** قرآن شریف میں موجود ہے یہ تو کسی مجال ہے
کہ کوئی کیسا فیض بند کرے پس بغیر ثبوت آپکا قول کس طرح مان لیا جاوے **مصرعہ** قرآن کھینچ
کھینچ میں کو مانے ہا اور آپ مخدوم جہیں غلبہ و لامیت مطلقہ جو بے ثبوت ہر بیان فرما کر میں
اور آپ کے مرشد مصنف اقتباس الاثر اور کچھتہ میں کہ مخدوم صاحب کو غلبہ جو انی کا جو شہید ہوا
مصرعہ بین تفاوت رہ از کجاست تا کجیا یا غلبہ جوانی اور غلبہ لفسانی یا شیطانی کے

ایک ہی معنی میں اور جو اس صفت سے مستصف ہو وہ کسی حالت میں صاحب ولایت
نہیں ہو سکتا۔ **ایمان معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں اُولَئِكَ عَلَیْہِمْ**
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ وَّ اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
اور اگر قطب صاحب کا فیض بند ہوتا تو حضرت سلطان نظام الدین ولی الاولیاء
قطب صاحب کے پاس جب انکو مرشد کیون آئے اور جو مرشد کیون عا
معصوم مرشد پر نہایت میرا اولیاء اور احبار الاحیاء وغیر میں کچھ مرشد قطب

قولہ بعض پیران جاہل اور توخان کو رباطن کا اپنی کتابوں میں یوں لکھنا کہ مخدوم صاحب قطب صاحب کی قطبیت اور ولایت چاک کر ڈالی پر لے ورجہ کی جہالت ہے اور اس قصہ کو بانی طور نقل کر دیا ہے چاہے صابری ہوں یا نظامی قادری ہوں یا نقشبندی بالکل چوڑے اور کور جاہل ہیں اگر یہ لوگ صحبت یافتہ شیخ کامل ہوتے تو ہرگز ہی ایسی بات جو قرآن و حدیث کی برخلاف ہے اپنی کتابوں میں نقل نہ کرتے۔

اقول سوائے صابریوں کے اور کوئی بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو نظامی قادری نقشبندی صاحبان سب اس لغویت سے پاک ہیں۔ لیکن فیض جو اک کامل صفت ولایت و قطبیت ہر اس کے مسدود ہو چیکہ جو آپ قائل ہیں جس سے نشان ولایت ثابت ہے آپ بھی بلا تلافی و تہمید کو زبان پر نہیں لاسکتے اپنے مقولہ بالابین شامل ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ فیض ولایت کا بڑا حصہ یا نشان شناخت لازمی ہے جیسے آگ کی لے گرمی اور پانی کے لئے سردی لازم غیر متضاد ہو پس آپ کا فیض کے مسدود ہو چکا قائل ہونا ال ارعیب ہے اھلاشی عجبت

قولہ پس جو لوگ چاک قطبیت اور ولایت کے قائل ہیں اور ناقل ہیں زیادہ تر وہی لوگ ہر مناد کو بانی اور مابانی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو انکو علم حاصل نصیب ہو اور جو عابد ہیں تو اس صفت مذکور سے بچا جائیں

اقول سچ ہے کلام حق ہے۔ آمین۔ یا رب آمین

قولہ اور اسی چاک خلافت و مسدودی فیض کی وجہ سے اکثر چھلانگی اپنی کتابوں میں لکھ دیا کہ ان ہر دو کاموں کے درمیان ریختش اور ناچاقی تھی اور اس قسم کی لغو اور بیہودہ تحریر و تہمید جاہل و ناگزیر ہیں بیچنے اکثر یہ تصانیف الفاظ کے ساتھ جاہل صابریوں کی زبانی سنا ہے میں نہایت افسوس کی ساتھ کہتا ہوں کہ اس قسم کے جاہل خواہ وہ کسی سلسلہ کے ہوں اپنے پیران عظام کو ان صفت مذکور سے متصف کرتے ہیں یہ جاہل راستہ بھی نہیں سمجھتے کہ ان پاک باطنوں میں چاقی جیسی صفت ناپاک کا کیا کام۔ اسی طرح جو لوگ حضرت مخدوم پاک اور حضرت قطب جاہل میں عداوت اور مشغور بنی قائل کرتے ہیں وہ درحقیقت ان ہر دو حضرات کی ولایت اور خلافت الہی کے مدعی ہیں کیونکہ ان لوگوں کا ان حضرات سے صفت عداوت سے متصف کرنا گویا کہ ان حضرات کی ولایت

کو مخدوم کرنا ہے کیا اس قدر ہی بہین جانتے کہ مومن مومن کا مل جب ہوتا ہے کہ جب تمام صفاتِ مذکورہ سے پاک ہو کر مستحقِ بعضاتِ محمودہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس قسم کی جمالت سے بجاوے۔

اقول: یہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سچ فرمایا ہمارا ہی اسپر صادق لیکن اتنی بات آپ سے بگٹی ہے کہ مخدوم صاحبین اک صفت مذکورہ ہوتی رکھدی وہ یہ کہ مخدوم صاحب قطب صاحب کا فیض بند کر دیا مالا لکھ اس کا ثبوت آپ سے بہین دیا گیا یہ بھی تو آپ کے عقیدہ کی نزدیک شکر رنجی ہے جسکو آپ صفت مذکورہ قرار دیتے ہیں ان ایک حالت میں آپ مخدوم صاحب کو یا اپنے آپ کو صفت مذکورہ سے بری کر سکتے تھے کہ مخدوم صاحب بعد لفظِ پروانہ جسکو آپ بھی احسن جانتے ہیں چپ چاپ بابا صاحب کی خدمت میں چلے جاتے اور صبر کرتے تو اس صفت سے صابر کھلائے جاتے۔

حاشیہ: کیونکہ بعد چاک خلافت مخدوم صاحب کے نکاح کرنے پر اگر قطب صاحب کو معزول کر دیتے تو یقیناً آجنا کہ خود مخدوم صاحب کو مکہ خلافت ملتی ہوگی حالانکہ کل اہل سیر اور بالخصوص صاحبزادہ اس کے اوپر اتفاق ہے کہ بعد مخدوم صاحب کے حضرت نظام الدین اولیا قطب صاحب کی منظوری پر وہی تشریف لائی اگر بابا صاحب بر خلافت اپنا اس قاعدے مقررہ کے کہی خلافت کرتے یعنی کسی پیرِ خلیفہ کو بغیر منظوری قطب صاحب خلیفہ کر دیتے تو ضرور تھا کہ جس طرح اہل سیر نے فقہ حصولِ منظوری خلافت اور چاک خلافت کو لکھا ہے اسی طرح اسکو بھی لکھ دیتے اور جب بقول آپ کے مخدوم صاحب میں قطب صاحب کے فیض بند کر دیے کی قوت تھی تو پاک پٹن سے بالا بالا ہی بدون ہر کرانے قطب صاحب کو دھلی کیونکہ جیگر اور قطب صاحب کے پاس انکو ملتی ہو کر آئے ہی کی کیا ضرورت تھی بلکہ بزورِ ولایت مطلقہ کہ جن لفظ خود گوشت کو آپ نے اپنی قیاس سے العارفین میں بڑی عظمت فرمائی ہے کہ قطب صاحب کو اپنا پاس ہمارا ہر کرانے کیا طرب بات ہے کہ باوجود خلیفہ طعن کے پاک پٹن میں تواضع و توسوس کو آئے اور خلافت نامہ چاک کر کر دیا پس گئے اور دیا صاحب کے شکایت کی جب انہیں فیض بند کر دیے کی قوت تھی تو وہی جابلی قوت کیونکہ نہ ہوتی و پچھو عام قاعدہ کی بات ہے کہ مذکورہ فرمایا ہے نالشی ہر کرانے ہے اور اگر قطب صاحب کا فیض بند ہو جاتا تو وہ ہی بابا صاحب کے پاس فرما لیکر

گزارش ضروری

اس سوال کے جواب میں آپ سر ایک بات کا جواب نہیں آیا یا تجاہل عارفانہ کیا وہ یہ ہے کہ قطب صاحب نے کس کس کے خلافت نامہ کو نا منظور فرمایا اور پھر انکو مکمل خلافت ملی یا نہیں ملی اور بعد چاک کر دینے خلافت نامہ مخدوم صاحب کے قطب صاحب اپنے اسی منصب عظیم پر مامور رہے یا نہیں اور پھر اس محرک کے بعد کوئی اور خطہ بھی قطب صاحب کی خدمت میں آیا یا نہیں

سوال دوم

حضرت پیر شہناہ محمد خلیل الرحمن صاحب بالی الخانی دام فیض مطہر و جاویدی الشانۃ حضرت سید لاویلیاء میں لکھا ہے کہ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں خلافت ملنے پہلے قطب جمال الدین صاحب کی خدمت میں جاتا ہوتا تو وہ میری تعظیم دیتے تھے اور خلافت ملنے کے بعد جو کیا تو تعظیم نہ دی۔ بھجے خیال آیا تو فرمایا نظام الدین اب میں اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم آپ ہی دیا کرتا ہے۔ جب خلافت ملنے سے پہلے ہی آپ قابل تعظیم تھے تو بعد خلافت تو بالاولیٰ مستحق تعظیم ہوئے پھر تعظیم نہ کر نیکی کیا جو اور اگر اتنا دیکھا جائے تو لازم یہ آتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ ہی قطب صاحب کی تعظیم نہ کیا کرتے حالانکہ یہ ہمیشہ تعظیم کرتے رہے اور حضرت سلطان المشائخ نے جو لیر ظاہر کیا اسکی کیا وجہ تھی۔

بقیہ حاشیہ جاتے حالانکہ وہ دستور اسی بند پر حکمران رہے اور کیا عجیب بات ہے کہ قطب صاحب نے جو بروئے اجتہاد حکم شریعت و طریقت اور یکشم حق معائنہ کر کے خلافت چاک کیا ہو وہ تو سیاہا اور مخدوم صاحب نے جو اک سائل اور ملحق تھے انکا فیض بند کیا ہوا جو خلافت مرشد بنا وہ بند ہے اور نہ معلوم جیسا کہ قطب صاحب کو میضبت ہوا کیا خلاف اسکو مخدوم صاحب کو یہی کچھ اختیار تھا کہ جسکا فیض چاہیں بند کر دیں۔ خاکستہ سید خلیل احمد برنی جمالی رحمۃ اللہ علیہ

جناب صوفی صاحب آپ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے
 کہ سوال اول میں جو مقصد پوشیدہ تھا اس کا اظہار تو صاحب کرشمہ جمال نے کئی سال
 بعد کر ہی دیا مگر سوال دوم جس مطلب کو وسط قائم کیا ہے اس کی کیفیت مفصل اس وقت
 تک ظاہر نہیں ہوئی اور یہ ممکن نہیں کہ کوئی سوال بلا ضرورت کیا جائے گو اس سوال دوم کی نسبت
 انشرف الاخبار مطبوعہ ام رفروری ۱۳۸۸ء کے ضمیمہ میں صاحبزادگان حضرت محبوب الہی
 یوں لکھ دیا ہے کہ مقصد آپ کا اس امر کے دریافت کرنے سے بجز اس کے اور کیا سمجھا جاوے
 کہ آپ لال اور اولاد حضرت بابا صاحب وغیرہ زادگان حضرت محبوب الہی سے اپنی اور تمام
 جالیوں کی تعظیم کرنے چاہتے ہیں یہ مقصد حضرات صاحبزادگان محبوب الہی رحمت اللہ علیہ
 صرف اس فقرہ سے اخذ کیا ہے جو خلیل الرحمن صاحب نے لکھا ہے کہ محبوب الہی ہمیشہ قطب
 صاحب کی تعظیم کرتے رہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ خیال صاحبزادگان حضرت
 محبوب الہی درست رہی کیونکہ طرز عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

جناب صوفی صاحب آپ کا یہ جواب میری سمجھ میں نہیں آیا
 کیونکہ صاحبزادگان حضرت محبوب الہی کے کہنے اور نہ کہنے سے آپ کو کیا تعلق ہے آپ
 نے جو قلم و دوات لیکر محاکمہ کے طور پر آئیں جایا ہے اسکو پورا پورا شہنشاہ ہونا اور جواب کا فی
 و شافی نکتہ ہر فرمایا ہوتا۔ ہم صاحبزادگان سو حواہ تعظیم کراہیں یا کہیں آپ کو اس میں کیا
 دخل ہے ہم جائیں اور نہ۔ اچھا تسلیم حضرت مرشد عم فیضہ جیسے تعظیم کرائی
 کے مستحق ہیں ولیسوی تعظیم کر سکتے ہیں مستحق ہیں ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت
 محبوب الہی قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک زمانہ وہ تھا جو قطب صاحب
 کے پوتہ حضرت قطب الدین منور قطب ثالث حضرت محبوب الہی کی خدمت بابرکت میں
 حاضر ہوئے ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت محبوب الہی نے تصدیق خلافت کرائی اور ایک سا
 و تھا کہ قطب ثالث حضرت محبوب الہی کی صحبت سے مشرف ہوئے
 بلکہ مزید سے بران سیرا اولیاء میں لکھا ہے کہ جب تک قطب ثالث
 دہلی میں رہتے جو جادرب مرشد حضرت محبوب الہی چارپائی پر نہ سوتی اور مجلس سماع میں ایک

پیر بانی کے قدم پلٹے جناب من اس طعن یا اعتراض سے آپ کا مطلب نہیں نکلتا ان
الزمان استدار کہیت۔ یوم خلق الله السموات والارض۔ اول نومین یعنی
ہنیں کہ صاحبزادہ صاحبوں نے یہ لکھا ہوا اور جو بر تقدیر لکھا ہی ہو تو ہم جاہلین اور وہ حاشا وکلا یہ
امیر حضرت مرشد دام فیض کے خیال میں بھی نہیں ہے میں خوب واقف ہوں صاحبزادہ
صاحبان تو الگ رہو وہ تو کسی سے بھی تعظیم نہیں کراتے اور کوئی کرے اور نیت ثواب
کی رکھے تو اسکو منع بھی نہیں فرماتے کیونکہ اپنی بہائی کی تعظیم بہ نیت خیر جائز ہے

حق مگر خلیل الرحمن صاحب کا یہ کہنا کہ جب خلافت سے
پہلے ہی آپ قابل تعظیم تھے تو بعد خلافت تو بالادلی مستحق تعظیم ہو س پر تعظیم نہ کر نیکی کیا
وہ اس قدر کہنے کے بعد خلیل الرحمن صاحب کیفیت اتحادی حضرت محبوب الہی سر تعظیم
نہ کرنے کے و لا کی باین الفاظ انکار و کہتے ہیں کہ اگر اتحاد سمجھا جائے تو پھر لازم آتا ہے
کہ حضرت سلطان المشائخ ہی قطب صاحب کی تعظیم نہ کیا کرتے یعنی ان کے نزدیک
قطب صاحب کا تعظیم نہ ہونا جو کہ کیفیت اتحادی کے تھا بلکہ کچھ اور بھی پیدا تھا میں کہتا
ہوں کہ دلیل ہی خلیل الرحمن صاحب کی دلیل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بروقت وقوع اس
واقعہ کے صرف کیفیت اتحادی کا درود و قطب صاحب ہی پر ہوا ہو اور حضرت محبوب
الہی کسی دوسرے مقام میں ہو ہر کیونکر لازم آسکتا ہے کہ ایک صاحب پر کیفیت
اتحادی مشکف ہوتے ہی دوسرے پر بھی وار ہو جاوے۔

اقول حضرت مرشد دام برکاتہ کی طرف سے
کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی اور نہ کیفیت کا انکار اور اقرار کیا گیا ابھی تو صرف ایک امر و پ
طلب ہے اور مسائل کے لئے حضرت ہے کہ اس کے سوال میں جو مشکلات
پیش آویں یا جو شبہات گزریں ان سب کو جان کر سے تا مجیب کامل طور سے جواب
دے سکے اور یہ بات تو ادنیٰ انسان ہی جانتا ہے کہ ایک سوال مسائل نے پیش کیا
اور اسکا جواب عجیب نے وہ ہی دیا جو مسائل کے پیش نظر تھا تو سوال کرے سو فائدہ ہوا
کیا نکلا سائل تو پہلے ہی وہ بات سمجھ بیٹھا تھا اور آپ کے اس جواب کو کہ ممکن ہے کہ بروقت وقوع

اس واقعہ کے صرف کیفیت اتحادی کا ورود قطب صاحب ہی پر ہوا اور محبوب الہی کی دوسرے مقام میں ہونے کا ذکر لازم آسکتا ہے کہ ایک صاحب پر کیفیت اتحادی ہوتی ہے دوسرے پر ہی ہو جائے۔ ہم سب جو چشم قبول کرتے ہیں اگر یہ جو آپ پہلے ہی فرمادیتے اور اس قدر لمبی چوڑی تقریر سے الفاظ غریب نہ لکھتے تو بہت جلد تصفیہ و بیاہن لیکن اس سوال میں آپ نے غور بہنیں کی اور غور کے لائق یہ الفاظ میں حالاکہ ہم ہمیشہ تعظیم کرتے رہے اور حضرت سلطان المشائخ نے جو یہ امر اپنے مرید و پیروں پر کیا اس کی کیا وجہ تھی اب فرمائے کہ بروقت وقوع اس واقعہ کے انہی جواب کا جواب ہو پورا بہنیں ہوتا امید ہے کہ آپ اس پر نظر ثانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں گے۔

قولہ حب جلیل الرحمن صاحب میرا دلدار سے ثابت کر چکے تو انکو ضرور اس امر کا خیال ہی ہونا چاہئے کہ حب تک حضرت محبوب الہی یا صاحب کی ذات شعلہ تھے تو اس وقت تک قطب صاحب بوجہ پیر بہائی ہو سیکے حضرت محبوب الہی کی تعظیم کیا کرتے تھے اور جب حضرت محبوب الہی نے بعد مٹنے خلافت کے قطب جمال الدین ماسنوی سے تعلیم اور تربیت حاصل کی تو یہ جو حب حکم من تعلیم حرافہ و مولیٰ کے قطب جمال الدین ماسنوی کو استحقاق حاصل ہو گیا کہ وہ بمقام حضرت محبوب الہی کے سخی تعظیم ہوں اور حضرت محبوب الہی پر وہ حب ہو گیا کہ وہ انکی تعظیم نہ ہوں۔

اقول جب حضرت مرشد عم فیضہ اس امر کو آپ کو ثابت کر چکے ہیں تو آپ کا جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور یہ جواب آپ کا ٹھیک بہنیں بن سکتا کہ من تعلیم حرافہ کا باعث ہو سکتی تعظیم ہوں کیفیت اتحادی اور شے ہے اور کیفیت علمی اور غیر ہے اور آپ کو معلوم ہو گا کہ امور مذہب سے کام بہنیں چلتا قرآن شریف میں جو ان الظن لا یغنی عن الحق مستنداً حضرت قطب صاحب کے الفاظ طیبہ صریحہ ہوا ہے حضرت سلطان المشائخ موجود ہیں کہ اب ہم اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم پر ہی دیا کرتا ہے یہاں کیفیت اتحادی کا بیان ہے نہ علمی نہ کتبے سوچئے

قولہ میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ روایت ہی محرف اور بابا صاحب اور قطب صاحب کے کلمات کی حدود میں کرنی والی ہے کیونکہ بعد تفویض خلافت طریقت کے جو بابا صاحب بابا صاحب حق عطا فرمایا کرتے تھے کسی تعلیم اور تلقین کی ضرورت نہیں رہتی تھی یہ امر مسلم ہے کہ ہمیشہ خلیفہ وہ ہی ہو کرتا ہے جو خلیفہ کر نیو ائے کے تمام صفات سے منصف ہو جاتا ہے تو اب جو حضرات بابا صاحب کے تمام علوم اور کمالات سے منصف ہو کر خلافت پاتے تھے اور پھر انکو بعد تفویض خلافت کے قطب صاحب تعلیم اور تلقین فرماتے تھے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ قطب صاحب بابا صاحب کو تعلیم اور تلقین فرماتے تھے کیونکہ خلیفہ کی تعلیم جو مستحلف کی کل صفات سے منصف ہو عین تعلیم مستحلف پر نفوذ بالمدیہی تھی جو خدا کا جادو ہے۔

اقول اس کا جواب کچھ سوال اول میں آچکا ہے اور کچھ اب عرض کرتا ہوں۔ جس روایت آپ کا مطلب برآمد ہوتا ہے وہ روایت آپ لے لیتے ہیں اور جس روایت میں کچھ تانا بانا ٹوٹا دکھائی دیتا ہے وہ کسی ہی سند اور صحیح ہو وہ آپ غلط سمجھتے ہیں تو منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض سیر الاولیاء کے باب نکتہ ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت بابا صاحب فرقطب یرقان الدین صوفی قطب دوم کو خلافت عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ تم نظام الدین سے تعلیم لیا کرو چنانچہ قطب دوم اک مدت دراز کی تعلیم کے بعد نظام فرک کو پہنچے آپ کو خاندان کی بستی بہ کتاب سیرالافطاب میں ہے کہ شمس الدین ترک جو بابا صاحب کو خلفاء اعظم سے تھے ان کو بابا صاحب نے محمد دم صاحب کے پاس بعیت ہوئے کے لئے بھیجا وہ حسب احکام گیارہ برس تک تعلیم و تلقین پاتے رہے اور خلافت حاصل کی پہلے آپ اپنے گھر کی ضرعین پر اودن پر اعتراض کریں۔

قولہ خلیل الرحمن صاحب کے سوال دوم میں اول یہ امر متفق کے لائق ہے کہ بحالت حصول ولایت کاملہ اور محبوبیت عاجلہ کے حضرت محبوب الہی کے دل حق مستندل میں یہ حنیال جائے گزین ہو سکتا تھا یا نہیں کہ حضرت قطب جمال صاحب نے میری تعظیم کیوں نہیں دی

جو کسی لائق
میں لائق ہے
اور نہ کسی لائق
کے ہونے

مضمون حاشیہ صفحہ ۳۰ وسط ۱۱ بعد لفظ پسند

حضرت صوفیہ صاحب بقول آپ کے محمد و محمد صبا مرتبہ فانی الوجود کا طو کر چکے تھے تو کیوں چراغ کے روشن ہو کر تک جو تہو
 دیر تھی یا ایک دہشت کا وقفہ تھا غصہ میں آ کر اپنی انگلی جلالی اور بقول حجت الصابریں وعدہ کر قطب صاحب کی گریبان میں
 پہاڑ ڈالا اور بقول صاحب مذکورہ عویشہ مصلایا نہ آگیا اسکو چاک کر ڈالا اور کلیہ پر پختہ ہی مسجد میں مصلیٰ پر چلیے آئے
 لوگوں نے جو نصیحت کی بغیر حکم امام کے ایسا نہیں چاہیے تو محمد و محمد صبا غصہ میں آ کر اور مسجد کو گرا دیا اور نمازیوں
 اپنی جان کیسی پیاری ہوئی کہ خود بدولت جٹ میٹ مسجد کے باہر آکر کھڑے ہو کر قرآن شریف بکرب لیا۔ اور شریعت اور طہ
 خلاصہ اعراض کیا **التَّعْظِيمُ لِلَّهِ وَ الشُّفْعَةُ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ** ہے یعنی امور الہیہ کی تعظیم اور خلق
 آپ ہر کیا بات کو سوچ کر کہا کریں اور حضرت مرتد عم فیض نے تو حضرت سلطان الشارح کی نسبت خیال کا انا کہا ہے جب کو اپنے
 خزانہ دیکھ کر بکرب لیا چوری چوری مقبول اور بیوہ چھڑ دی اور درہ کا پہاڑ بنالیا اور اصل مطلب سے دور جا کر حضرت سلطان
 کے خیال انا کیجہ بناوٹ اور تصنیع سے نہیں بلکہ حقیقت واقعی سے تھا اور یہ واقعی ایسا امر ہے کہ اک فعل استمراری کا وقفہ
 امر عجیب تھا اور یہ خیال فی الحقیقت اکثر مسائل حقوق کا حل کر نوالا ہے آپ اسکی نہ تک نہیں پہنچے کیا جہاں نہ کہ
 دیکھ کہ ہم اسکی حقیقت تک نہیں پہنچے اور یہ اعلیٰ درجہ کا اتفاق ہے کہ انسان کو جس بات کی خبر نہ ہو وہ بیخانی بیان نہ کر

حاشیہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۱ بعد لفظ سوچے اسکا جواب کہ تو صفحہ ۸-۹-۱۰ میں آچکا ہے اور باقی النساء اللہ تعالیٰ متبعہ
 سوال سوم میں آیا گیا اور از انجلیہ بیان ضروری ہے کہ قطب صاحب کے مرث اس جواب کے کہ اپنے پر کا سر نظام الدین ابین اور تم ایک کو
 انکی استغاثہ حالت پر وہ لکھا یا اور انکو مغلوب الحال قرار دیا اور خلا سو ہی محروم کیا گیا اور مخدوم صاحب نے جو بقول مولانا والدہ او بیاد
 بیان شدہ کو بقصود والا ام قطب صاحب نے خلاصہ معنی پر جھگڑا کیا جو آپ ونگا میں کہ غلبہ لایت مطلقہ کے جو شہین قطب صاحب سر گلچ ہوا
 اور اعتبار سے الانوارین کے کہ خوش غلبہ جوانی میں آنحضرت کی اور حجت البینین کے کہ قطب صاحب سر جھگڑا اور گریبان قطب صاحب کا
 والا صاحب تذکرہ غوثیہ کہتے ہیں کہ غصہ قطب صاحب کا مصلح ہوا و الا وہ ان سخت مجنونانہ اور صفت الدحضام پر مستقیم الحال ہو۔ منہ

بعض سے بحالت خلافت وہ کلمات مرزد ہونا جو مغلوب الحال لئے مرزد ہوتا ہے بسا اہم
مغلوب الحال خلافت کو لائق ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ منصب خلافت کو انجام دہی کو واسطے
بسکا خلق اور تعلم الہام سے ہے کامل العقل کا ہونا شرط لازمی ہے چنانچہ وہ صاحب کمال ہے جو
سے ظاہر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ صاحب نے مغلوب الحال کی صفات سے
مرزہ فرمایا تو نابالغ رسول کیونکر مغلوب الحال ہو سکتے ہیں چونکہ یہ فرقہ کہ اب میں اور تم ایک
ہو گئے مستقیم الحال کا برابر کرنا والا اور فرق مراتب کا معدوم کرنا والا ہے۔ اس وجہ سے
راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ فرقہ بھی محرف اور جھوٹا ہے حضرت قطب جلال بالنسوی مستقیم
الحال تھے یہ ہو سکتا کہ وہ فرق مراتب کا پاس اور لحاظ کرتے اب میں خلیل الرحمن
صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ تو حضرت محبوب الہی کے قلب منور میں یہ خطرہ تاریک یا
کہ میری تعظیم قطب صاحب کے کیون نہیں دی اور نہ حضرت قطب صاحب نے یہ فرمایا کہ اب
میں اور تم ایک ہو گئے۔

اقول حب الشیء یعی ولیم

آپ نے جو اس وقت اک اہم بھی صداقت کا خون کیا ہے اسکی وجہ سے من خوب می شناسم
پیران پارسا ہے یہ صداقت کسی کے انکار سے بعد اظہار رک نہیں سکتی اور یہ تقریر آپ کی
منصب منظور و غیر منظور خلافت قطب صاحب کو بپائی ثبوت پہنچاتی
ہے اور مخدوم صاحب کی حالات کا یہی اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ سوچئے

سوال سوم حضرت مرشد عم فیضہ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ
سارے اہل سیر لکھتے ہیں کہ قطب صاحب نے حضرت سلطان المشائخ کے خلافت
نامہ کو تصدیق کر کے یہ شعر بھی لکھ دیا تھا

ہزاران درود و ہزاران سیاس کہ گو ہر سپردم گجو ہر شناس

حاشیہ: اس کا جواب کہ تو صفحہ ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ میں آچکا ہے اور باقی الشاہد اللہ تعالیٰ بہتید سوال سوم

میں آئے گا اور انا بجز یہ بیان ضروری ہے کہ قطب صاحب کی صرف اس جملہ کے قہر سے پر کرنا
لحظام الدین اب میں اور تم ایک ہو گئے ان کی استقامت حالت پر دہ گیا اور انکو
مغلوب الحال قرار دیا اور خلافت کو ہی محسوس کیا گیا اور مخدوم صاحب نے جو لبول حوالہ اپنی والدہ اور
اور زوجہ اور پسران مرشد کو بے قصور مار ڈالا اور قطب صاحب سے خلافت مرضی مرشد جگر دیا جو
اس وقت تک غافلانہ مطلق کے جوہر میں قطب صاحب ہو گئے اور اقتباس الاوار

اللہ حافظ من شہادۃ الفیض والہام ۱۱۰۰ھ
عنت اللہ الخضام پرستیم حال ہے

اس شعر میں گوہر سے کیا مراد ہے اور سپردم ہے یا سپردہ

جناب صوفی جان صاحب اس کے جواب میں آپ یہ فرماتے ہیں
 اول راقم الحروف اس روایت کی عبارت کو مجنبہ نقل کرتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے
 خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوال کیا ہے تاکہ برخاص عام نچا ہر موحا و کہ خلیل الرحمن صاحب نے
 مضمون روایت کو خلاف اپنے مطلب براری کی غرض سے سوال قائم کر کے خلق اللہ کو دیکھ
 میں ڈالا ہے یہ روایت جسپر سوال قائم ہے سیر الاولیاء کے صفحہ ۱۱ پر بالفاظ ذیل لکھی ہوئی
 ہے۔ چون بازگشتم از حضرت شیخ شیوخ العالم در النسی رسیدم شیخ جمال الدین اخلافت نامہ
 بمزوم بشناسنت و ملاطفت بسیار کرد و این سبت بر زبان مبارک را مذ خدا و جان را
 ہزاران پاس پڑ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس پڑ اور خلیل الرحمن صاحب فی سوال میں بر حصول
 غرض یون لکھ دیا ہے ہزاران درود و ہزاران پاس پڑ کہ گوہر سپردم بگوہر شناس۔
 اس کے جواب میں عاجز کی طر ف سے یہ عرض ہے کہ اسی اختلاف کی وجہ
 سے تو حضرت مرشد دام مضی نے یہ سوال کیا ہے کہ کسی نسخہ میں سپردہ ہے اور کسی نسخہ میں
 سپردم ہے سیر الاولیاء کے قلمی نسخے مستند اسوقت میرے پاس اور میری نظر کے
 سامنے دیکھ ہوئے ہیں کسی میں سپردم ہے اور کسی میں سپردہ ہے اور آپ نے اسی سیر الاولیاء کے
 سورت تک اس امر کو بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے کہ سیر الاولیاء خلیل الرحمن صاحب کی وجہ
 الحاق ہو کر طبع ہوئی ہے ہم اسکو لعنة اللہ علی الکاذبین میں داخل کرتے ہیں اور آپ کو
 یا وہنیں را کہ مصنف کرشمہ جمال نے اس کے تحت پر کئی سال پیشتر آپ سے اباحت کو
 ظاہر کر دیا ہے کہ سیر الاولیاء اور جواہر فریدی میں حضرات صوابی کی بدولت الحاق ہو گیا ہے
 اور چھانٹا تک بس چل سکتا ہے کرتے جاتے ہیں سیر الاولیاء کے اگر کسی نسخہ میں سپردہ
 بھی ہے تو ہمارے مطلب کے منافی نہیں ہے کیونکہ ضمیر سپردہ بصیغہ مجہول
 سلطان المشائخ ہی کی طرف نسبتی طور پر پھرتی ہے کہ قطب صاحب نے جو گوہر
 معنی حضرت سلطان جی کو بطریق امانت سپرد کیا وہ کسی طور سے
 علی وہنیں ہوکتا اور حضرت سلطان جی نے

جو قبول فرمایا اور جو نکاحوں اس کو بر معنی کو اس شانہ زادہ عالیشان تک پہنچایا جو اس کے
 لائق نہا اب وہ قیامت تک کسی سارق کے سرقہ اور کسی خائن کی خیانت سے محفوظ رہا اور
 و مصون رہا کہ سرورق بہنیں ہو سکتا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سپردہ کی ہوئی شے ہمیشہ واپس
 لی جاتی ہے یا کسیکو دلائی جاتی ہے اور جس کے پاس سپردہ ہوتی ہو وہ صرف اک واسطہ
 درمیانی ہوتا ہے اور کیا بابا صاحب فر حضرت سلطابخی کو ایسی نعمت سپرد کی تھی جو کسی
 زمانہ میں واپس لے لی جائے اور حضرت سلطابخی نہیں خالی رجائیں اور اس روح القدس
 سے جو مومنین کا دلین اور اولیاء و کھلمین ہمیشہ کے دائمی طور پر دیا جاتا ہے وہ اس سے
 اک زمانہ قلیل یا کثیر کے بعد فریضہ ہو جائیں یہ لعنت عظمیٰ یا یون کھو کہ
 نعم القرن دور ہو جائے اور گونا گون ظلمات اور رنگ اندہ ہیردن یا یون
 کھو کہ بئس القرن کے شغبین ڈالا جائے اور ان عبادی لک علیہم
 سلطان طمعی وعدہ الہی من فطور پڑ جائے اور دوسری آیہ شریفہ یا ایہا الذین امنوا
 ان تقواللہ مجعل لکم نورا تمسکون بہ ایماندارو اگر تم تقویٰ اختیار کرو
 اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو تو خدا تعالیٰ تمکو وہ چیز عطا کرے گا جس کے ساتھ تم فی دن سے ممتاز ہو
 گے یعنی امتیاز کل کے کہ لوگے اور میری آیہ شریفہ او من کان مکیاف
 حنیاء و جعلنا لہ نورا تمسکونی بہ فی الظلمات لیس یخارجہا
 وما یتوئ الا حیا والا موات کیا وہ شخص جو مردہ بنا اور ہم سے اسکو زندہ کیا اور ہم
 نو اسکو ایک نور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی اس نور کے برکات لوگوں کو
 معلوم ہوتے ہیں ایسا آدمی اس آدمی کی مانند ہو سکتا ہے جو سدا متراری
 میں اسیر ہے اور اس سے نکل نہیں سکتا۔ منوع بھیجی جائے پس اسکا
 بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ اس سپردہ کا مقصود علیہ بابا صاحب کی طرف
 سے کون تھا۔

الحمد للہ اگر یہ لفظ سپردہ قطب صاحب کی نعمت سپردہ پر محمول نہ کیا جائے تو ہیکہ اور
 درست مطلب بہنیں نکلتی کہ یہ قطب صاحب فر حضرت سلطابخی کو اپنے پوتے کے لئے

امین بنایا تھا حضرت بابا صاحب فرمیں کہ اس کے لئے سلطان کجی کو امین مقرر کیا تھا اگر وہ نور منور
 حضرت قطب ثالث کو پہنچاتے اور یہ مقصد مرکوز خاطر نہ ہوتا تو بجائے لفظ سپردہ کے
 ریدہ ہوتا یعنی مصرع ثانی اسطور ہوتا کہ گوہر رسیدہ ہوگا ہر شمس اور یہ جملہ بعد تربیت
 فرمودن بسیار معنی سپردہ کا مصدق ہے چنانچہ سیر الاولیاء کے باب نمبر ۴ میں
 حضرت سلطان المشائخ کا رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمودہ لکھا ہے کہ جب میں خلافت حاصل کر کے
 قطب صاحب کے پاس آئی تو قطب صاحب فرمایا بہت کچھ تربیت و نماز کرو
 ارشاد فرمایا کہ نظام الدین کناب **عوارف** مجھ پر وقت طے خلافت کی بڑی نعمتوں کے
 ساتھ ملی تھی وہ کتاب سوانہ نعمتوں کے آج اس امید پر تھک رہا ہوں کہ میرے ایک
 فرزند کا فرزند تھک رہا ہے اس آکرمیت کر لیا تم اسکو یہ کتاب اور نعمت دیدینا اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ تربیت حضرت قطب صاحب فرمایا کجی کو اپنے پوتے کے لئے کی تھی کیونکہ
 کتاب میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بعد میں اپنی خلافت اور نعمت
 کے پروردگارہ انکو تخلیہ کر کے وہ کتاب بہتر کر دیا امانت تھی سپرد کی اور کچھ تربیت معبودہ
 عطا فرمائی حبیب حضرت قطب ثالث منور با نور موعودہ تخلیہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت
 خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ دوبارہ تم سے کس راز و نیاز اور ہر
 و محارف کی باتیں ہوئیں تو قطب ثالث منور منور نے فرمایا کہ یہ اسرار قابل اظہار نہیں و کا
 نزول اکابعد معلوم اگر سلطان کجی کو تربیت معبودہ اور نعمت موعودہ دینا منظور
 ہوتا تو مرہ اخری کی نوبت کیونکہ پہنچتی وہ تو اول ہی ہو کر تاتا ہوا چکے تھے اور دینا ہوتا
 دیکھتے تھے اب قابل توجہ یہ امر ہے کہ قطب صاحب نے یہ وصیت سلطان
 جی کو کس وقت فرمائی سو قرآن فوریہ اور خبر یہ صحیحہ متواتر سے معلوم ہوتا ہے
 کہ جہان جب ہما ندرسی کے لوازم حاصل کر لیا ہے اور صاحب خانہ جہان کی ضرورت
 حسب الطاعت فارغ ہو جاتا ہے تب اپنا مقصد و مطلب جہان سے جان کرتا ہے
 اور اس کے ماتے کوئی شے اگر کسی اپنے پیار سے کر لے یا جہان سے یا امانت کی طور پر
 اسکو سپرد کرتا ہے پس فرمودہ کہ بعد فراغ امور مذکورہ وقت رخصت یا کچھ بہت چھوٹے

سلطان بنی رحم کو بعد پیردن و دلچیت و لغت باطنی یہ شعر زبان سے فرمایا یا لہشت خلافت
 نامہ پر بطریق یاد و ہشت لکھ دیا ہوگا بہر حال اس تحریر کا ثبوت کامل ہے اور ایک بیات
 یہ بھی توجہ کے لائق ہے کہ حضرت قطب صاحب فرمود امر سلطان بنی کی نسبت
 فرمائے ایک **توفیق** جو بایا صاحب کی طرف سے لائے وہ یہ ہے کہ میرے مرشد نے ایک
 درخت ایسا لگایا ہے کہ قیامت تک جسکو سایہ میں ہزاروں آدمی آرام پائیں گے اور
 دوسرا وہ شجر جو مذکور ہو چکا ہے وہ اپنی طرف سے گوہر روحانی پر درکے فرمایا یہ دو
 پیشگوئیاں حضرت قطب جمال الدین احمد بن ابی نعیم رحمہ اللہ
 علیہ کی ہیں جبکہ اثر اور ظہور اس وقت تک موجود ہے **اللہم اجعلنا من عبادک**
الصالحین پناہ پناہ آج جب قدر سلسلہ نظامی زیر تخت دہلی موجود ہے دوسرا نہیں اور حضرت
 قطب ثالث کا حضرت سلطان بنی سے منضاب ہونا اور گوہر معنی سے مشرف ہونا حاجت میں
 بین بدیہی الصدق اس ہے **انجل لله اولاً و آخراً** اور حضرت مرشد عم فیضیہ پیر و دہلی
 دہلی کا الزام لگایا ہے حضرت حبیبی صبرت ہوئی ہے ویسی ہی آئینہ میں دکھائی دیتی ہے
فبسمک اللہ ہذا ابھتا عظیمو آپ اپنی بریت اس وقت ظاہر کرتے یا مبرا علی اللہ
 ہونے کا بت دعویٰ کرتے جب آپ سیر لا ولیا کی تمام عبارت لعل کرتے
 پس جس قدر آپ نے اپنی فیض عبارت دیکھی اسی قدر لکھکر مدعی محسن ہو بیٹھے اس میں آپ کے
 سرور کی کیفیت کہلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ (قرب و منزلت آن بزرگ) یعنی قطب صاحب
 نزدیک شیخ شیوخ العالم یعنی بابا صاحب بمشایہ بود کہ شخصے را خلافت نامہ دادہ بود او
 فرمود کہ چون مالشی برسی جمال مارا بنائی چون آن شخص در مالشی آمد خلافت نامہ کہ انشی شیوخ العالم
 یافتہ بود بخندت شیخ جمال الدین بنو شیخ جمال الدین آن خلافت نامہ اپاہ کردہ بود بخندت شیخ
 شیخ العالم بنو شیخ شیخ العالم فرمود کہ پانچ کردہ جمال را فریدتواند و جنت
 و تیر عظمت او بحد سے بود کہ سلطان المشعل فرمود کہ تا آن زمان کہ شیخ شیخ العالم را بدست
 خلافت خود رسانید فرمود کہ این خلافت نامہ اور مالشی مولانا جمال الدین را
 بنائی باب ۳ نکتہ ۶ پر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ چون در مالشی رسید شیخ جمال الدین

خلافت نامہ ہجوم بشاشت و ملاحظت بسیار فرمود این بیت بر زبان مبارک انداخت
خدای جهان را هزاران سپاس کہ گوهر سپردم بگوهر شناس

باب نکتہ ۳۰ ہر اسی کتاب میں ہے کہ چون در النسی نجدت شیخ جمال الدین رسیدیم بعد
تر بیت فرمودن بسیار آن نسخہ عوارف بالغمتجائی بسیار چنانکہ از شیخ

شیوخ العالم یافته ام امروز بشما ایثار میکنم بامید آنکہ فرزندان از فرزندان من بشما خواهد
پیوست و بحق ادا زین نعمتجائی دینی کہ ہمراہ شما شدہ است از وسع دریغ مدارید اب اشاہ

ہو کہ و ہو کہ باز کون متحد عوز اللہ والذین آمنوا و ما یجد عون الا
الفسح و ما لیستعز و ان السدا و رایان والون کو د ہو کہ باز کہتے ہیں اور یہ معلوم

کہ عودی و ہو کہ باز میں حضرت قطب ثالث و ویشمون سے میرا
ہو سے ایک وہ چشمہ جالی جو گوهر سپردہ یا ہر دم سے جسکی شرح حضرت سلطانجی نے

خود فرمائی دوسرے وہ چشمہ نظمی جو حاجت بیان نہیں رکھتا۔ مخرج الحکیمین
لیقینان بدہما برنخ لا یغیان قبائی الا ربکمما تکتدین یخرج

منہما اللؤلؤ والمرجان قبائی الا ربکمما تکتدین بقول صاحب
کرمشہ جمال ایک اتمہ ہمارا دین نظام ہے تو دوسرا دین جمال ہے

ہم کو اس سے زیادہ ناز کا موقع کیا ہوگا اللہ جمیل و لیحببکمال۔ الحمد للہ
اور آپ کا یہ فرمان کہ خلیل الرحمن صاحب نے اپنے سوال میں

لفظ تصدیق کیوں کہہ دیا کہ حضرت سلطان المشائخ کے خلافت نامہ کو قطب صاحب
نے تصدیق کیا تھا جناب میں یہ آپکی سبھ کا کمال ہے حضرت مرشدنا و محد و منافی تو وہ ہی

لفظ اختیار کیا ہے جو کتب سببہ میں آچکا ہے اور حضرت سلطان المشائخ زبان مبارک
سے فرمایا کہ وہ خلیل حضرت رحمن اور محقق السنان ایہہ التعدی فی الزمان

انہی طرف سے کوئی بات اخترع نہیں فرماتا و السدا علم آپ اور آپ کے رفیق لفظ
تصدیق سے کیوں چڑتے ہیں کارخانہ قدرت میں کس کو دخل ہے جسکی جائ

تصدیق کرے اور جسکی چاہے نہ کرے ان اللہ علیک کسیتی قد کر

ابن علاء سیر الاولیاء کے اور دوسری کتابیں ہی پیش کرتا ہوں جس سے تصدیق
 اور تجدید کا فرق بن معلوم ہو جائیگا امیر الامار اور نگار اولیا اور
 سراج الہدایت اور جواہر فریدی کی انہیں لکھا ہے کہ شیخ فرید الدین راسمی بود
 کہ ہر کراخلافت نامہ دادے سے گھنے برادر شیخ جمال بگزبان آئیں پیش شیخ جمال الدین
 بالسوی گزرا نیدے از بعض کسان مسلم می داشتند و از بعض کسان پادہ میگرداند و انچہ شیخ
 فرید الدین بشیخ نظام الدین رخلافت میدادند و اشارہ شد کہ بشیخ جمال الدین بگزبان پیش
 نظام الدین بر حکم اشارت بر شیخ جمال الدین آمدند و خلافت نامہ پیش داشتند شیخ جمال الدین
 بران خلافت نامہ نوشت - ہزاران درود ہزاران سپاس آہ سبعہ سنابل
 میں لکھا ہے کہ مخدوم شیخ جمال بالسوی کہ از خلفا و شیخ فرید کلان نرو و بزرگوار تر بودند شیخ
 فرید خواہر زادہ خود را کہ شیخ علی صابر نام داشت خلافت عطا نمودہ بر مخدوم شیخ جمال فرستاد
 کہ اگر برادر شیخ جمال این خلافت را قبول کند صحیح باشد و اگر نہ خیر شیخ جمال حاضر خلافت الیسا
 باز گرفتند و گفتند کہ شما لیاقت این جامہ ندارید آن خواہر زادہ بر مخدوم شیخ فرید آمد و
 ماجرا باز گفت مخدوم فرمود شیخ جمال از ہر کہ جامہ خلافت بستاند فرید
 او را باز وادان نمود و چون مخدوم شیخ فرید شیخ نظام الدین پہ اولی را جامہ
 خلافت عطا فرمود و پیش شیخ جمال فرستاد و حاجہ نظام الدین را بخاطر شکر
 گشت کہ شیخ جمال جامہ خلافت از خواہر زادہ مخدوم باز گرفتہ اند بر من کجا روا
 دارند بکہ عجب نیست کہ بچہ زود تو بیخ من چوبے گرفتہ بیایند چون حضرت شیخ جمال
 را خبر شد مسوا کے دست گرفتہ آمدند و گفتند یا نظام الدین انیک جو ہے خود
 را بستاند و در سراپائے ایشان بنگاہ کردند و گفتند سبھان اللہ و سبحانہ
 کنیزا کہ امر و نیویر ما درختے را نصب کردہ است کہ لکھا و
 و کہ و باقیامت در سایہ دولت او آرام خواہند یافت
 و فرمود کہ شما سلطان المشائخ هستید و جامہ خلافت بر شما مبارک است -
 مجمع الاولیاء اور مجمع المعارف نقشبندی و مجددی باب ۱ ص ۱۲

ہر کرا با صاحب خلافت داد سے پر شیخ جمال الدین فرستادے اگر او قبول
 بخلافش دست گرفتے و اگر او رد کر دے باز شیخ او را قبول فرمودے چون شیخ صابر
 لا بخلت خلافت مشرف ساختند و گفتند کہ اول پیش جمال الدین رسیدہ و با جازت
 ایشان بارشاد مشغول بنوید حسب الحکم شیخ صابر اول غریمت مالنسی نمود چون بہ مالنسی
 رسید بہ سخت پیرزادگی و بشکوه خلافت چو دول سوار تا مکلبر
 شیخ جمال الدین رسید و مثال کہ از شیخ فرید الدین یافتہ بود چون در نظر شیخ جمال الدین گذشت
 پارہ کردند شیخ علی صابر مالپوس شد و بخدمت شیخ فرید الدین بہر جهت نمود
 و حقیقت حال تعرض برسانید ایشان فرمودند پارید جمال را تا تو اخراجت
 بعد از مالنسی خلافت و نیابت دلی را بخدمت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ و رحمت
 فرمودند و بہمان طریق وصیت فرمودند کہ بخدمت شیخ جمال رسیدہ با جازت ایشان متوجہ دلی شو
 شیخ حسب فرمودہ شیخ فرید الدین اول غریمت مالنسی نمود و بخدمت تمام چنانکہ کلونج چندینہ
 استنجا بہین مبارک خود پاک ساختہ نیاز خدمت شیخ جمال الدین برد و بشارت قبول
 رسید معین الاولیا حضرت سید امام الدین قاضی ص ۶۷ میں ہے شیخ جمال الدین
 خطیب النسوی قدس سرہ کہ سلسلہ نسب او بہ امام ابو حنیفہ میرسد و خلافت
 از حضرت خواجہ فرید مسعود جامع کالات بود خواجہ فرید تبعاً ضانی محبت او و وارثہ
 سال در مالنسی سکونت داشت و میفرمود جمال جمال ماست و گاہ میفرمود
 جمال می خواہم کہ بگرد مہرت بگردم و ہر کرا خواجہ شیخ فرید خلافت مبارک
 باد فرستاد اگر او قبول میکرد درست می بود و اگر او رد میکرد باز خواجہ فرید
 قبول نمی فرمود علی ہذا اخبار الاحبار شیخ عبدالحق
 محدث اور حدیث الاولیا ملاحظہ ہو تا مریخ قرشتہ تذکرۃ الاولیاء
 میں ہے کہ شیخ نظام نام در خدمت شیخ فرید الدین بود و نہ کیے شیخ نظام
 پیر شیخ دوئم شیخ نظام خواہر زادہ شیخ سوئم شیخ نظام الدین اولیاء
 چون پیر شیخ نظام مقام ابدال داشت سجادہ ازین حجت با و ندا و چون مشیرہ شیخ

بسیار سعی کرد که سجادہ نشینی برپا نماید شود شیخ حرمت او نگاہ داشتہ مثال
نوشته و بخوار زاده گفت کہ بہ النبی پیش بر مولانا جمال الدین مالنوی رفتہ صحیح
کن و مولانا جمال الدین آن مثال را صحیح نہ کرد و او برگشتہ شکایت نمود بالآخر
شیخ با زبیب الماتمس خواہر زاده مثال دیگر نوشتہ فرستاد و درین کرت مولانا جمال الدین
مالنوی اعراض شدہ نوشتہ را پارہ کرد و شیخ گفت کہ پارہ کردہ جمال را شیخ
نموان و وخت بعد از مثال سجادہ نشینی ولایت دہلی بشیخ نظام الدین
دادہ پیش شیخ جمال الدین فرستاد و سے خوشوقت شدہ این بیت در آن مثال
نوشته ہزاران درود ہزاران سپاس ہ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ہا
نو اور المسقرین ہے شیخ جمال الدین مالنوی از خلفاء راشدین محذوم شیخ فرید الدین
بود روز سے خواہر زادہ خود را کہ شیخ صاحب برنامہ داشت در خدمت محذوم دست
کرد کہ خلافت بمن عطا شود محذوم خلافت دادہ بر شیخ جمال الدین فرستاد کہ اگر این
خلافت را شیخ جمال قبول کند صحیح و اگر نہ غیر شیخ جمال جائزہ خلافت از ایشان
باز گرفتند و گفتند کہ شما لیاقت این جاہ نہ دارید خواہر زادہ محذوم باز آمد و ماجرا باز گفت
محذوم شیخ فرید فرمود شیخ جمال از ہر کہ جاہ خلافت لستائید فرید
اورا باز داد و اون نتواند و فرمود بیت

نامنرا سے کہ خرقہ در بر کرد جامہ کعبہ را جل حسد کرد

طبقات حسامی میں ہے ہر گاہ کہ خلافت واجابت ارشاد اخقناص
میدادند ویرا سے فرمودند کہ مثال خلافت در مالنوی بر مولانا جمال الدین برگردان
و اگر ایشان بہ پند خلافت خود را مقرر دانند و الایہ برگردد و کار از سر گیرد پس شیخ جمال الدین
جمعہ را ستم میداشتند و جمعہ را باز میگذاشتند و قیقتہ مثال سیکہ را پارہ می کرد چون این
خبر بہ حضرت شیخ فرید الدین رسید فرمود پارہ پدہ جمال را نتوانم و وخت
سبب المتأخرین اور آئین الہری از چار گلشن اور مصفت اقلیم و غیرہ
کتب نواریہ میں بتغیر الفاظ و بمضمون واحد ہر طور موجود ہے چون شیخ جمال الدین مالنوی

از نژاد ابو حنیفہ کو نسبت بخطاب و فتویٰ پر دانستہ دست ازان باز داشتہ از شیخ فرید
گنجشکر ارادت برگرفت و بلند پای شد ہر کرا شیخ (بابا صاحب) خلافت داد و عزت
و سکے (قطب صاحب) فرستادے از پذیرفتی شیخ بر زبان را ندے پاره کر **روح**
جمال را فرید نتواند و وحشت - رسالہ چشتیہ فرو و سیہ کی یہ عبارت
ہے چون خلافت نامہ دہلی باسم حضرت سلطان المشائخ مرقوم شد ایشان را نیز فرما
شد کہ الشیخ جمال الدین بالنسوی بنامی آن حضرت بخوف تمام در رسیدند و دوم شیخ جمال ہند
یا طن معلوم کردہ استقبال نمودہ تسلی فرمودند و گویند کہ آنحضرت بطریق بدیچہ
کلون بر اسے استعجا آوردہ بود آرا مخدوم جمال پوشیدہ بنام دوم پیر کہ این را در قریں
خواہی نہاد و بعد از قوالہ حنیفانت و ہمانداری بجا آوردہ مبارک باد مثال دہلی گفتہ بیکدیگر
و دوا کردند و این بیت بر خواند **بیت**

ہزاران درود و ہزاران سپاس کہ گو ہر سپردہ بگور ہر شناس
ان عبارات کتب مستندہ علاوہ اس امر کہ ایک اور بات ثابت ہوئی کہ یہ بیت
با اختلاف الفاظ و معنوں واحد قطب صاحب نے سلطان بنی کے ہی خلافت نامہ پر لکھی
یا پڑھی اور کسی خلیفہ کی نسبت یہ بیت نہ لکھی نہ پڑی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ
وہ ہی گوہر معنی قطب صاحب کا مقصد ہی جو بوسلہ سلطان بنی بصیغہ امت قطب ثبات کہ چہا
قولہ فرض کروم کہ خلیل الرحمن صاحب کو باوجود پیر طرہت ہونے کے تفویض خلافت تا
طرہت کا علم نہیں کہ وہ بالہام حق تفویض کیا جاتا ہے اس قدر ضروری جانتے ہوں گے کہ
حاکم بالادست کی تصدیق محکوم نہیں کیا کرتے ہیں بہن معلوم تصدیق خلافت ناخبر الرحمن
صاحب کی قلم سے کس حالت میں نکلا ہے اگر خلیل الرحمن صاحب کو اوپر صفت خود غرضی
غالب نہ ہوتی تو وہ بیشک سمجھ جاتے کہ زمان شیخ کو جو حقیقہ فرمان حق تھا حضرت قطب
جمال بالنسوی کیونکر تصدیق کر سکتے تھے۔

افول سوائے ان الفاظ کے جو آپ بابا بیدہ پیر کہتے ہیں آپکے پاس خاک ہی نہیں
اس کا جواب کرشمہ جمال میں اور اخبارات میں کسی بار ہو چکا ہے زمین کی سوال دوم میں ہی

اسی کتاب میں لکھ چکا ہوں کہ آپ اسکو یاد رکھیں سو و جہارت آپ کی آپ کے جواب میں
 کا معنی ہے۔ کیونکہ منصب خلافت کو انجام دہی کے واسطے جس کا تعلق اور تعلم الہام الہی سے
 ہوتا ہے کامل العقل کا ہونا شرط لازمی ہے آپ اس عبارت کو یاد رکھیں اور خوب سوچیں کہ
 منصب خلافت اور جس کا تعلق اور تعلم الہام الہی سے ہوتا ہے کیا معنی رکھتا ہے اور عدالت
 بالا کو عدالت ماتحت کو تحت میں نہیں ہوتی لیکن عدالت ماتحت کو احکام میں دست اندازی
 نہیں ہو سکتی مان عدالت ماتحت کا اپیل عدالت بالا میں ہو سکتا ہے اس وقت عدالت
 بالا کو رد و قبول اور سماعت اور غیر سماعت کا اختیار ہے حضرت من رائے عدالت ماتحت
 ہی کمال ہی درمیرہ جمال را عزیزہ مقولہ و تحت شاہد ہے۔

قول اسے بندہ خدا جب تم خود کو مشہو حال کے حنائین یوں کہتے ہو کہ ہم بھی قرہین کہ حضرت
 جمال الدین صاحب سے دست بردست جیت ظاہر کیا کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا پر تم نے جمال
 نے کی غرض سے کوششیں لا حاصل کیوں کیں۔

اقول سوال دیگر جواب دیگر یہ اعتراض تو آپ جب کرتے جو ہم اجرائی سلسلہ دست بردست
 بیعت ظاہری کے مدعی ہوتے مگر جیسا ہم فرسلسلہ اولیہ کا ثبوت کامل پیش کیا ہے بطریق
 اپنے سلسلہ کا ثبوت پیش کیا ہوتا۔ مخدوم صاحب کا ایک شخص مرید کھو خلیفہ کھو جانشین کھو
 تمام عمر میں نصیب ہوا وہ ہی از روئے تحقیق بناوٹی نکلا سیر الاقطاب صابری کی صفت لکھا کہ
 کہ شمس الدین ترک بابا صاحب کے خلفاء غلط سے تھے پر مخدوم صاحب کے مرید ہو کر۔ کیا خوب
 ہو کہ آپ اپنے قول کے پابند ہیں جو اسی سلسلہ قول مفصل کے منہ پر جسکا یہ جواب ہے موجود ہے
 کہ خلافت طریقت میں دو پیر طریقت جمع نہیں ہو سکتے اور کوئی پیر طریقت کسی پیر طریقت کے
 مرید طریقت کو خلافت نہیں دے سکتا ہے اور ۴۵-۴۶۔ پر آپ تحریر فرمائی ہیں کہ
 جس پیر طریقت کے ذریعہ سے مرید اصل حق ہوا ایک ہی زیادہ نہیں ہو سکتا جس نے اور پر سے حجت
 کی تراش کی بیعت باطل اور وہ قابل قتل اور مردود ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ شمس الدین صاحب کو دھن کی

حاشیہ حضرات مبراہ نے عموماً اور ان کے وکیل جناب دو فوجیان صاحب صابری نے خط و کتابت
 فرما کر کیا ہے کہ جب کہ مشہو جمال کے نسخہ امیر لکھا ہے کہ حضرت قطب جمال الدین صاحب دست بردست

ترتیب کی ضرورت نہیں رہتی اور جو کوئی خلیفہ بجز خلافت کو لائق تربیت اور تعلیم کے رہتا ہو تو اس کے
 شیخ پر ایک بدناما اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اور بابا صاحب کو کمال پر اجماع ہے اس لئے ان سے
 ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ ناجائز کو خلافت دیں۔ جناب صوفی صاحب ہر دو صورت میں آپ کے
 لئے مشکل ہے اگر کہو کہ حضرت شمس الدین بابا صاحب کو نزدیک نہیں نہ خلیفہ ہیں تو سلسلہ صابری نرنا اور
 سیر الاقطاب کا مصنف کا ذب قرار پایا اور آپ سوائے سیر الاقطاب کو اور کسی کتاب سے حضرت
 شمس الدین کا حال ثابت نہ کر سکیں گے اور اگر معیت و خلافت مکرر تسلیم کی جائے تو بوجہ نا
 جائز ہونے کے سلسلہ گیا ایسے امور پر نظر کرنے سے ہنسی آتی ہے کہ جو فعل حضرات صواب کے
 مان پایا جاوے تو وہ جائز سمجھا جاوے خواہ وہ کیسا ہی بے ثبوت اور بوجہ ہو۔ اور جو فعل سلسلہ
 عالیہ جمالہ میں مدلل و مضبوط پایا جاوے نا جائز مانا جاوے اور قطب صاحب کی تو صرف
 تربیت اور تلقین اور منظوری وغیرہ منظوری خلافت پر عیب ہو اور نکتہ چینی کی جادو اور
 مخدوم صاحب نے جو کلمہ کہا بابا صاحب کے خلیفہ کو اپنا سرمدینا لیا اور گیا ران برتن تک متواتر
 تعلیم و تربیت کر کے خلیفہ کر لیا تو حب ہی عیب نہ ہوا۔ اور بقول صاحب سیر الاقطاب جو وہ
 خلافت کو حضرت بابا صاحب نے شمس الدین صاحب کو مخدوم صاحب کے پاس لعلہ و تربیت

بقتیہ حاشیہ خلافت جمالہ کا ابد الابد تک جاری رہیگا اس طریق سے کہ جسکی تفصیل اب بیان ہوتی ہو
 اور سلسلہ خلافت و دست بدست اسکو کہتے ہیں کہ مرید پر
 خدمت میں ظاہر حاضر ہو کر دست بدست حجت نہ ہو مگر پیر یا تو کسی شخص لائق اور مستحق و واسطہ
 اور امانت سوائے اپنی خلافت مرید کو پہنچا دے یا علی العموم خلق کو مطلع کر دے کہ میری نعمت اور خلافت
 فلاں شخص کو پہنچ گئی اور بموجب اس کے پہنچے جاوے یا بلا واسطہ اور بلا اطلاق محض افاضہ وحی کے ذریعہ
 کسی شخص کو کسی شیخ کے ماتہ پر حجت ہو چکا ہو اپنی نعمت اور خلافت عطا کر دے پہلی صورت
 کی مثال یہ ہے کہ حضرت اولین قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی باوجودیکہ ظاہری حجت حضور اقدس
 و اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر نہیں ہوئی مگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 رسالت حضرت عرو علی رضی اللہ عنہ خلافت و نعمت حضرت اولین قرنی کو عنایت فرمائی دوسری صورت
 کی مثال یہ ہے کہ حضرت بایزید سلطانی رح نے بروایت سوبرس اور بقولے میں بھی

اور متقین کے واسطے روانہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا صاحب سے پوری تعلیم نہ ہو سکی تو محمد صاحب نے کی تو گویا محمد صاحب کا پایہ بلند تھا۔ اور سونو جناب و فضل حق صاحب سجادہ نشین محمد و جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مطبوعہ مطبعہ عظیم جو پوری ۱۰ جولائی ۱۸۸۱ء کے ص ۱ پر لکھا ہے کہ بابا صاحب محمد صاحب کو خدا سمجھتے تھے اور بابا صاحب کو محمد صاحب کو نبی مہدی مہینوخت و یا ہو۔ اور حمید الدین صاحب صابری دہلوی نے تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ بابا صاحب تک محمد صاحب شاخ وخت کو لکھنے سے گریز کرتے تھے تو بابا صاحب نے مجمع مریدین میں فرمایا کہ جو کوئی میرے محمد و مہدی و جو مانگو سو انعام پاؤں حضرت شیخ الدین ترک کایہ پیچھے اور محمد صاحب کو پس پشت گانے لگے تو وہ پیشکے بابا صاحب انعام واپس اگر طلب کیا تو فرمایا کہ اس انعام میں محمد صاحب ہی کو دیا۔ اب میں عرض کرتا ہوں کیا بابا صاحب محمد صاحب کے بھٹانے میں مجبور ہو گئے تھے کیا محمد صاحب بابا صاحب سے مرتبہ زیادہ تھے یا نہ تھے جو وہ کسی طرح بیٹھ ہی نہ سکتے تھے حتیٰ کہ **استقرار الغامی** دیا گیا اور پتہ ہمارے غامی بحالت میجوری دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت شیخ الدین نے جو اپنے گانے کے قصے بٹھادیا تو محمد صاحب کے تصرف کالیہ میں اہلی درجہ کے تھے اس کے بعد یہ بات قابل غور ہے بہت بڑا اک لطیفہ ہے کہ شیخ الدین صاحب ج کا

لطیفہ

بقیہ حاشیہ پہلے اپنے محضرد کو مطلع کر دیا تھا کہ خرقان میں ایک شخص پیدا ہو گا اسکو میری نعمت اور خلافت ملے گی اور جو جب اسی کے خواجہ ابو الحسن خرقان میں پیدا ہو گا اور ان سے نعمت و خلافت باذنیہ و فاضلہ کیا **تیسری صورت کی مثال** یہ ہے کہ حضرت خواجہ حسین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی حجت کر لی ہوئی ہے بعد حضرت خواجہ ابو العالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسین الدین چشتی سے خلافت و نعمت پائی ان تینوں حضرات میں پہلی صورت کی طریقہ پر جو بڑی قوی اور مستند حضرت قطب جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فی انہی نعمت و خلافت حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کو اپنی پست کے حضرت قطب ثالث قطب الدین سنور کیو مطہ اپنی دست مبارک سے دی اور حضرت سلطان چینی فی اپنی خاص دست مبارک سے وہ نعمت و خلافت حضرت قطب الدین سنور کو عنایت فرمائی کہ شہداء جمال کے ایک فخر کو لیکر عرض نے اغراض کر دیا یہ ندیکھا کہ اس فقرہ کی اگر کیا لکھا ہم نے جو یہ تفصیل اب بیان کی ہے کہ شہداء جمال میں بھی ہوئی کہ اگر انصاف مد نظر ہو تو کریم جلال کی بڑی جدت کو دیکھ لیتے اور اعتراض نہ کرتے اور اگر مترصین کی نزدیک دست بہت ظاہری کا سلسلہ ہو پری

مضمون حاشیہ صفحہ ۴۵

سطح

حضرت بابا صاحب شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فی السیرۃ
 میں جو دہلی پرنس لاہور میں طبع ہوئی ہے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیا کاکی
 رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھی ہے اس کتاب کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک
 حضرت خواجہ قطب الدین کے مرید ہیں اور خلیفہ ہیں اور حضرت سلطان المشائخ نے راجت القلو
 میں اور حضرت حسن علی سنجری نے فوائد الفوائد میں لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک حضرت خواجہ
 قطب الدین بختیار کے مرید اور خلیفہ ہیں اور سیر الاقطاب کے صفحہ ۱۶۵-۱۶۶ پر بھی ہے
 اب کوئی صاحب کتب کہہ سکتے ہیں یا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت شمس الدین مخدوم
 صاحب کے خلیفہ ہیں۔ صاحب سیر الاقطاب کا عجیب حال ہے کہ صفحہ ۱۶۵ پر شمس الدین
 ترک کو حضرت بابا صاحب کا پیر مائی قرار دیتا ہے اور صفحہ ۱۶۶ پر خلیفہ بیان کرتا ہے اور صفحہ ۱۶۷ پر
 اکابر سے مخدوم کے مخدوم صاحب کا خلیفہ لکھتا ہے درنگوراً ملاحظہ نباشد ناظرین اس ایک
 روایت سے اور روایات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ متتبعی

تقریباً مخدوم جی پر غالب رہی اور مخدوم صاحب کو کریمہ جاوین اور اسے لطف یہ کہ شمس الدین صاحب
 ہی انکو مخدوم صاحب کے مرید ہون اور مرید کو پیر و مرشد الخاتمین لیا اس میں حضرت شمس الدین
 ترک قدس سرہ صرح العزیز کی کیفیت لکھا ہوا ہے کہ یہ حضرت نہ بابا صاحب کے مرید
 ہیں اور نہ مخدوم صاحب کے کسی قسم کی مریدی سے واسطہ رکھتے ہیں بلکہ مخدوم صاحب کو طلاقاً ہی ثابت
 نہیں ہے مصنف میرا قطاب نے یہ کیا کہ جو سلسلہ صابری فرضی اور خیالی بنالیا ہے ایسا
 ہی انکا خلیفہ ہی فرضی نہ رہی ہے جیسا کہ سرشار سلسلہ صابریہ کا صاحب
 نسب و غیرہ کا مطلق بتا نہیں ہے ایسا ہی ان کے خلیفہ صاحب کا بھی
 نشان بخین ہے ہاں اب بزرگ حضرت شمس الدین و پیرایا صاحب کے خلیفہ کا نام جو اگر ان سے
 کسی کا مرید اور خلیفہ ہونا ثابت نہیں ہے اور حضرت شمس الدین ترک بقول حضرت ضیاء الدین ہونی جو
 سلطان بچی کے مرید ہیں حضرت شاہ فضل اللہ سہروردی کے مرید ہیں بیضون کتب ضیاء الدین کی کشتہ
 پر موجود ہے منشاء فلینظر الیکہ اور حضرت مخدوم شمس الدین ترک عظاماً بھی سہروردی معلوم ہے
 ہیں وہ یہ کہ ان کے مزار پر راک نہیں ہوتا اور علاوہ مزار کے قریب مزار ہی سماع کا نام نہیں ہے یہ مقام
 غور ہے کہ مرشد کا انتقال حالت سماع میں ہوا اور مرید کو اس سے نفرت کامل ہو یہ اتنی دلیل سہروردی
 ہونگی اس لئے کہ سہروردی نہیں سماع نہیں ہوتا ورنہ اس کے کیا سنے ۔ یا تو بقول صاحب میرا لفظاً
 وہ زمانہ تھا کہ حضرت شمس الدین نے گالے کے اثر سے مخدوم صاحب کو ہٹا دیا اور اکثر اوقات مخدوم صاحب کو
 گانا سنایا یا یہ زمانہ ہوا کہ ان کے مزار پر ہی سماع کی محالیت ہو پس بوجہ مذکورہ حضرت شمس الدین ترک کی نفرت
 مخدوم صاحب اور بابا صاحب سے کلمہ محبت اصل و مطلقاً ثابت نہیں ۔ جیسا بابا سلسلہ صابریہ صاحب میرا لفظاً
 کے سوا سرشار سلسلہ صابریہ کا اور کسی نے حال نہیں لکھا ایسا ہی حضرت شمس الدین ترک کا بھی احوال کسی نے

بقیہ حاشیہ اجراء سلسلہ کا درود اوستہ تو جو سلسلہ اولیہ خواجه اولیس قری ہے جاری ہوا اور نقشبندیہ
 حضرت ابوالحسن غرقانی سے جاری ہے اور حشیدہ جو خواجه ابوالعلی سے جاری ہے وغیرہ وغیرہ ان سب سے
 انکار کرنا لازم آئے گا ۔

اب اگر کوئی مستمن یہ اعتراض کرے کہ سلسلہ دست بہت جہت ظاہری پر سلسلہ دست بہت غلط
 کو کی فوج ہے جو غلبہ حسد و اسپر اسکو اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہو کہ اول اس طرفین سوامی مزار پر

قدّمہ نہیں کیا۔ اور باقی عبارت صلا سے صلا تک کا جواب ہو چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ جمالیون کو زعم میں یہ امر جاہو ہے کہ قطب الدین سوز کو حضرت نظام الدین اولیا نے ایک تو وہ خلافت عطا فرمائی جو ان کو حضرت قطب جمال الدین النوسی نے لے کر ہر سہرہ دم بگو ہر شناس لکھکر امانت پر فرمائی تھی جس کے ذریعہ سے آج خلیل الرحمن صاحب اپنے کو جمالی کہتے ہیں اور دوسری خلافت اپنی جانب عطا فرمائی تھی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے کو نظامی کہتے ہیں۔

اقول جمالیون کے زعم میں بہن بلکہ پوری پوری سند سے اور کامل وثوق سے بشکیب ہی یقین کر

بکہ عین الیقین سے بڑھ کر یقین ہے کلا سوف تعلّمون ثم کلا سوف تعلّمون

قولہ اب میں کہتا ہوں کہ اگر موافق زعم خلیل الرحمن صاحب کے حضرت محبوب الہی خلافت امانت کے اور صاحب

حضرت قطب جمال النوسی امین ہو تو وہ خلافت امانت پر لقیّت بھی جا دیگی اور اس کے ذریعہ سے

خلیل الرحمن صاحب کو جمالی کو نام سے نام نہ کر سکیں گے اور اس کے ذریعہ سے طالبانِ حق کو سمیت طرفت میں دخل

اقول حیطہ جی چاہے سمجھے جائے آپ کو ہمارے جمالی اور نظامی بننے اور نہ بننے کی کیا فکر

آپ کو تو اپنی صابری ہو نیکی سند بالاسناد اور مجدد و صاحب کی نسبت جو ہمارے سوال میں لکھا جواب بھگتا نا چاہے

قولہ اور جو خلافت حضرت محبوب الہی نے اپنے جانب عطا فرمائی تھی وہ خلافت ترک

لغیہ حاشیہ کے ایک تیسرے شخص لائق فائز کی شہادت لا محالہ اور بالضرور ہو جاتی ہے کہ جس کو ذریعہ

خلیفہ کو خلافت کا ملکہ نہایت سبتر اور مستنظا ہر باطن ہو جاتا ہے دوم ایسے سلسلہ میں جو شخص

داخل ہوتا ہے اسکو خواہ کتنے ہی واسطوں کو بعد ہو حیطہ خاص اپنے شیخ سے فیض اور تعلیم کا حصول ہوتا

اسی طرح صاحبِ علم بھی تعلیم اور فیض پاتا ہے گویا ہر شخص کو ایسے سلسلہ والوں میں سے دوسری تعلیم ملتی ہے

اور دوسرا فیض ملتا ہے اس لئے کہ یہ خلافت بر طریقہ خلافت الہی ہے یعنی اللہ جل جلالہ نے حبیب اپنا

خلیفہ مقرر فرمایا اور حضرت رسول علیہ السلام کو عطائی خلافت اور متزیل وحی میں امین بنایا یہی وجہ ہے کہ قرآن

مجید میں لعنہ حضرت ہرئیل کا امین آیا ہے تو جتنے انبیاء حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہو کر وہ

شریعتِ آدمیہ کے ہی پابند ہے اور اللہ جل شانہ کی وحی سے بھی مشرف ہو تو وہ

اور علی ہذا القیاس ہر نبی و اولو العزم کے بعد جتنے انبیاء اس نبی کی ملت پر ہوئے وہ اس ملت کے ہی ہوتے

اٹھائے رہے اور بجانب اللہ ہی وحی انہرئیل ہوتی رہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب

لہذا جب اجرائی سلسلہ تو اس صورت میں سلسلہ شمسہ ہوا نہ سلسلہ صابریہ پر آپ صابری کیسے کہلا
 شمسہ کہلا تو درست تھا چنانچہ اُسے کہ آپ اپنے قول کی طرٹ رجوع کر کے آئندہ کو شمسہ کہلائیگی
 اقتباساً انوار صابری میں ہے کہ حضرت ابو الحسن خرقانی کو فیض روحی بایزید سلطانی سے ہوا
 اور نظام ارادت اور خلافت حضرت شیخ ابو العباس رضا سیب سے اور انکو حضرت شیخ محمد بن عبدہ بصری
 اور انکو حضرت شیخ ابو محمد حریری سے۔ تو اب غور کا مقام ہے کہ ابو الحسن خرقانی کے دو لون سلسلے اس وقت
 دنیا میں جاری ہیں اور **الفحاکت الالسن** کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت شیخ علی لالا کو دو سوچ ہیں
 جگہ سے خرقہ خلافت ملای اور حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت کی موقوفات میں لکھا ہے کہ انکو ملی سو
 جگہ سے خرقہ خلافت پہنچا ہے چنانچہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے جو خرقہ جثیہ خلافت کا
 پہنچا ہے وہ سلسلہ جاری ہو اور اس سلسلہ میں حضرت شیخ درویش قاسم اودھی ہیں کہ جنس حضرت
 شیخ عبد اللہ دس لنگو ہی قطب وقت فرسیت کی ہے اب فرما س کے وہ تو دراصل قادریہ تھے اور
 قادریہ میں انکو خلافت تھی اور یہ خرقہ خلافت جثیہ کا جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے ملا تو
 ترک ہوا تو یہ سلسلہ انکو یوں جاری ہوا اور ملای ہی کیسا جو آپ کے بزرگوں نے اُسین جثیت کی اور
رسالہ ایمان محمودی میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ بدیع الدین دار کی لکھنؤ ارشاد حضرت علی
 بقیہ حاشیہ ثابت ہوگی اور ہم اس رسالہ میں بہت اچھی طرز سے اسکو ثابت ہی کر چکے ہیں یا ہنہ است
 ان امور سے ہم قطع نظر کر کے یہ کہتے ہیں کہ اچھا امامت لسنہی یہ تو لاسالہ ملتا پڑیگا کہ قطب صاحب نے
 سلطانی کو اپنی نعمت دیکر فرمایا کہ میرے فرزند و مین سے ایک فرزند بھٹارے پاس آئیگا اسکو
 دیدینا اس ویج کو آپ حسب طرچ پر جا میں سمجھ لینی جب حضرت سلطانی نے وہی وقت قطب سوم کو
 دیدی تو چار بار دعا ہر طرح ثابت ہوئی خواہ کوئی صورت ہو کیونکہ قطب صاحب کا حضرت سلطانی کو اپنی
 نعمت دینا ثابت اور انکا یہ وصیت کہ انکا ثابت کہ میرے بولنے کو دیدینا اور سلطانی کا جو حسب اس
 وصیت کے قطب ثالث کو دینا ثابت تو اب آپ جن لفظوں کے ساتھ چاہیں ان میں ان میں ان کو
 قبول کریں۔ اور کرشمہ حال میں یہ جو لکھا ہے کہ بطریق اولیٰ سیت سلسلہ جمالہ جاری ہے
 سواسین اولیٰ سیت یہ ہے کہ حطیح اولیٰ سیت قریٰ کو خلافت ملے ہے اسی طریقہ پر حضرت
 قطب صاحب نے حضرت قطب منور قطب ثالث کو خلافت دی ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب

ہو گئی نہ اس کے نزدیک سے خلیل الرحمن صاحب اپنی کو نظامی کہہ سکیں گے نہ کسی کو نظامیہ میں بہت
 کر سکیں گے اور بحالت موجود جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ حضرت محبوب الہی امین خلافت تہو
 تو وہ خلافت جو حضرت محبوب الہی کے پاس امانت تھی خلافت ترک ہو نہیں سکتی پس اگر خلیل الرحمن
 صاحب اپنی کو ملقب کر سکتے ہیں تو حوالہ ہی سے کر سکتے ہیں باقی اپنی کو نظامی ہرگز نہیں کہہ سکتے
 کیونکہ خلافت ترک باعث از و یا د فیض تو ضرور ہوگی مگر سب جرایں سلسلہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی
 اپنے کو بذریعہ خلافت ترک کی اس خاندان کے نام سے مشہور کر سکتا ہے جس خاندان کی شیخ سے اسکو
 خلافت ترک ملتی ہے اسکی تصریح سوال چارم میں ہوگی۔

اقول آپ کو دوسروں سے کیا مطلب آپ تو اپنا اثبات سلسلہ کیجو قطب صاحب کا آپ فیض
 بند کر کے قطب کا سلسلہ آپ کی نظر میں ثابت نہیں لیکن جس سلسلہ کا آپ کو گھنٹہ ہے اور جس کے
 جرایں فیض اور اجراء کے سلسلہ کے مدعی ہیں وہ بیان کیجئے۔ کیا آپ ہول گئے کہ یہی صمد آپ کے
 سلسلہ کی ہے جو بقول آپ کے اور آپ کے اگلے بچوں کے حضرت شمس الدین ترک کو اول محبت اور
 خلافت بابا صاحب سیہی پر محموم صاحب کے محبت و خلافت حاصل کی تو جو خلافت از جانب محموم صاحب
 ہوئی وہ خلافت ترک ہوئی اور خلافت ترک کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ باعث از و یا د فیض ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ فاتمہ العزیزہ سیہی تو آپ کی اُمت میں منصب اولیاء کا لین کو عنایت ہوا صحت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثہ الانبیاء وعلماؤ امتی کا بنیاء
 بنی اسرائیل شعرا میں مدد است و اسلام جو خورشید عیان ہا کہ بھر و مسیحائی

سی آید چاہیں انہیں وجہ سے حضرت قطب صاحب کو شرف و بکراؤ و نڈ پاک فرائی کے سلسلہ کو بطریق
 سنت اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے وہ ملت خاص جس کے بیان کا وعدہ اوپر ہم کر چکے ہیں

یہین سے دیکھ لینی چاہئے شان اس طریقہ کی اور سمجھ لینا چاہئے مرتبہ قطب جمال الدین احمد
 بالنسوی کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت قطب صاحب نے جو سنت حضرت سلطان
 دہلی ہی و دناہیں کو ہی تھی امانت نہیں دی تھی کیونکہ راوی اس روایت کا صمد سید اکبر اولیاء ہے
 اور اس نے اس روایت میں لفظ اثبات ملکیہم کا کتبہ ہے اس لفظ اتنا سے امانت ثابت نہیں ہوتی تو ہم
 کہتے ہیں کہ اگرچہ اثبات کے معنی کی تحقیق کی جاوے اور داماں سخن کو دراز کیا جاوے تو محبت دلائل پر امرانہ

سرفضی سے ہوئی اور ارادت و محبت ظاہر حضرت بایزید لبطامی سے اور ان سے دونوں علی
 جاری ہیں اور نفحات کے حلقہ پر لکھا ہے کہ وزید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ محمد بن ابی
 بندہ وی کے ایک یہ طریقہ میں ہیں اور حضرت مولانا روم نے لکھا ہے کہ نو مضمون کے بعد ^{طریقت} بعد
 سال کے فرید الدین کی روح میں تجلی کی ہے۔ آپ کو طرق اویسیہ معلوم نہیں ہیں کہ کس قدر ہیں
 اور کیا کیا صورتیں۔ وقت کو مناسب ظاہر ہوتی ہیں کتب ہیر اور شوق کو ملاحظہ فرمائیں تو
 حقیقت معلوم ہو جی **ہَذَا قَدْ لَلَّهِ كَيْفَ لَيْشَاءُ** اور جیسقدر اولیاء اللہ کا
 حال اوپر لکھا ہے انہیں مختصر خلافت نامہ اور خلافت امانت کا مطلق ذکر نہیں ہے جیسا کہ
 چار گم جواب میں آپ نے درباب خلافت اویسیہ کی شرط خلافت نامہ اور لفظ امانت قائم کی ہے۔
 اور خلافت تبرک ^{تبرک} سلسلہ نہیں مانا ہے جناب میں دامن خلافت نامہ کا ذکر تو ذکرین رلفظ خلافت ہی نہیں
 ہو بلکہ یوں ہے کہ فیض روحی فلان سے فلان کو ہوا اور انہوں نے اسی فیض روحی کے ذریعہ سلسلہ
 رشد اور ہدایت کا جاری کیا چنانچہ آپ کے خاندان کا سلسلہ ہے اور اقتباس میں موجود ہے حضرت
 ابوالقاسم گرگانی کو فیض روحانیت ابوالحسن خرقانی سے اور انکو حضرت قاسم بن محمد بن علی
 بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت سلمان فارسی سے اور انکو حضرت ابوبکر صدیق
 بقیہ حاشیہ قلب صاحب کی خلافت اور نعمت حضرت سلطانی کو دینا تھا تو کیا وہ کافی تھا جو انکو آپ
 مرید کر کے اپنی خلافت و نعمت سے مشرف کر کے پیر انکوں کے دادا کی خلافت اور نعمت سے
 مشرف و نایا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قلب صاحب ہی نعمت سلطانی کو دیتے اور یہ وصیت
 کر دیتے کہ تم یہ نعمت میری دے دو گے کو دینا تھا تو اس صورت میں سلطانی اس امر کے مجاز نہ ہونے کے انکو قائل
 خلافت کی اپنا مرید کر لے کیونکہ نعمت جبکہ دل چاہے دید و خواہ وہ مرید ہو یا نہ ہو اور خلافت بدین مرید کو
 دی نہیں جاتی خواہ وہ اپنا ہو یا کسی اور کا مرید ہو کیونکہ خلافت کا امر ازل اجازت ہے اور اجازت
 بیعت اسکو دیکھائی ہے جو مرید ہو کر تلیف ہوا ہو جو کہ قطب صاحب نے صرف نعمت ہی نہیں دی بلکہ
 اس نعمت کو ساتھ خلافت ہی تھی تو بدین مرید کے حضرت سلطانی خلافت کسی دید و خواہ
 قطب صاحب نے ہی وصیت میں فرمادیا تھا کہ میرا پوتا تھا ری حجت قبول کریگا سو بوجہ وصیت
 جہود حضرت قطب الدین نے درخواست بیعت کی اور بعد بیعت اس سلطانی نے انکو ان کے دادا

الکبر سے پس اگر آپ کی شرط تحریر خلافت نامہ سلام رکھی جاوے تو یہ تمام و فقر سلاسل کا برا کرم میں نہ ہو
ہو جاوے مگر اخصاً چند اشغال پیش کی گئی ہیں ورنہ مصرعہ صد ہزاران انجینین ہشاہ میں صد اکا نہ کال
رسالہ طبیار ہو جاوے۔

قولہ اب میں اول اسی دلیل کو چارچ کرتا ہوں جو خلیل الرحمن صاحب نے اسی مضمون میں اپنی جمالی
ہو نیکی قائم کی ہے کہ خلیل الرحمن صاحب کی دلیل قوی اور مستحکم ہے تو میں انکو با د از بلند جمالی کہو
چشم ماروشن دل مانند اور جو انکی دلیل ہی جمالی ثابت ہو تو جمالی با نوبہ نہیں ہو سکتی کہ جس وجہ
کے زعم پر ہے کہ جمالی کہتے ہیں وہ دعویٰ ہی بے دلیل ہو جاوے گا۔

قول سچے ہی چارچ پرتال کی تو صابری سلسلہ کی کچھ حقیقت نہ پائی اور کہیں نشان نہ ملا
کیونکہ جس دلیل سے آپ اپنی آپ کو صابری کہتے ہیں وہ دعویٰ ہی بیدلیل ہے اول تو محدود جہا
ہی کے وجود میں کلام ہے اور جو کچھ وجود بقول صابریاں مانا ہی جاوے تو انکی خلافت میں تو مطلق
کلام ہے جس سے سلسلہ ظاہری اور باطنی دونوں مفقود ہیں۔

قولہ اور نظامی اس سے پہلے ہو سکتے کہ وہ جو مقرر ہیں کہ حضرت محبوب الہی امین خلافت
ہے اور بحالت ہو تو امین خلافت کی خلافت مسئلہ عظام کی اپنی جانب سے خلافت طریقت و سنی
سکتے تھے تو پھر خلیل الرحمن صاحب کیونکر نظامی مشہور ہو سکتے ہیں گو میرے اور تمام دنیا کے
نزدیک قطب الدین منور نظامی تھے اور جعفر ان کے نام لیا اگر سی ہیں انکو ہی نظامی ہی کہا
گیا اگر خلیل الرحمن صاحب کی تحقیقات تو نیاز گ جلیا جی جسکی وجہ سے حلالی رہ کر معلوم ہوتے ہیں نظامی۔

بقیہ حاشیہ کی خلافت عطا فرمائی اور قطب صاحب نے اس تشریف وصیت فرمائی تھی کہ فرزند میری از فتنان
من ہو خواہد پیوست ازین نعمتہائی دینی و دنیاوی کہ ہمراہ شمشادہ اسف او کو دینے دلیہ پناہ
اسی تشریف حضرت قطب الدین منور نے خلافت پائی یعنی اول بیت سلطانی میری اس کے بعد
سلطانی نے وہ نعمت و خلافت انکو دی اور امین اس بیت اور عطا کی نعمت و خلافت کی حضرت
سلطانی نے اپنی خلافت سے ہی شرف فرمایا تھا اس سے یہ فرض ہتی کہ میری نعمت تو دو گ کر گئی
وینع مت کرنا اسے ناپس سے ہی دینا پس حضرت سلطانی نے اول اپنی طرف سے خلافت بیکر پڑ کر
دادا کی نعمت و خلافت عطا فرمائی یعنی قطب صاحب کی وصیت پوری کر دی۔ علامہ ازینی

قول حضرت صوفی صاحب آپ کو تو خیال و زنا لیا ہوا ہم اگر بقول آپ کے جمالی نہ نگر نطا می
اور جو نظامی نہ ہے تو جمالی رہے لیکن آپ نے ہی کہیں جھوٹا بانڈا ہے آپ کو میں
اپنے دعوے کے اثبات میں اور آپ کی دلیل وضعی کے جواب میں حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ
کی وہ حکایت یاد دلانا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خرقہ حضرت عمر فاروق اور حضرت
علی رضی اللہ عنہما کی وساطت سے حضرت اولیس کے پاس قرن میں روانہ کیا تھا کامل طور سے یہ
سواہت مدلل سالہ کرشمہ جمال میں لکھی ہے حضرت اولیس کے سلسلہ کیصورت اور قطب صاحب
سلسلہ کیصورت ایک ہے جب دو متعلقہ مشکل ہوتے ہیں تو فیصلہ ہی ایک ہوتا ہے۔

قول دوسری دلیل اپنے جمالی ہونیلی کرشمہ جمال کے صفحہ یکم پر خلیل الرحمن صاحب نے یہ لکھی ہے
کہ حضرت قطب الدین منور کو بطریق اویسیہ بوساطت حضرت محبوب الہی کے حضرت قطب جمال الدین
بالسنوی کی خلافت اور نعمت پہنچی ہے یہ دلیل دلیل اول سے ہی زیادہ ذلیل ہے کیونکہ خلافت
اویسی اور نعمت اویسی میں وساطت کیسی خلافت لویسی بلا واسطہ عزیز حاصل ہو کرتی ہے

قول حضرت اولیس قرنی کہ جس طریقہ اویسیہ کی بنیاد پر انہیں کو بوساطت عمر و علی رضی اللہ عنہما
خلافت پہنچی ہے اور جو انکھدم نے ہی سوال چھارم کے جواب میں خلافت و واسطہ کو ثابت کیا ہے
اور کتاب الفتحات الاکسن کا ص ۸۵ و ۸۶ کو ملاحظہ فرماؤں کہ حضرت شیخ رضی الدین علی لا الا کو بوساطت
حضرت ابو رضارتق کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت ایک گنگھا پہنچا اور وہ بدولت اس نعمت کو
مجاز ہو اور ان کے اس سلسلہ میں حضرت شیخ کرن الدین علاء الدولہ سمنانی ہو و مان فیض روحی جو

لہجہ شیبہ بات ہی ہے کہ جب کسی کام کے قابل کوئی کسی کو کر لیتا ہے تو اسوقت اس سے وہ کام لیتا
ہے تو حضرت سلطان بنی نے قطب سوم کو اپنی خلافت عطا فرمائی اس خلافت کی برکت سے دو ظن
جب نہ زیادہ قوی ہو گیا تو قطب صاحب کی نعمت اور خلافت عطا فرمائی کیونکہ وہ نعمت بڑی عظیم
الشان تھی یک لخت اس نعمت کا تحمل نہ ہوتا پس قطب سوم کو دو خلافتیں ملین ایک خلافت نظامی
اور ایک خلافت جمالی اس قدر عظیم نظامیہ ہی ہیں اور جمالیہ ہی ہیں۔ اور صاحب الایاد
نے دربارہ خلافت حضرت بوسم کے یہ لکھا ہے کہ سلطان الشاہ خفت خلافت خود صیتی کا امراء
شیخ قطب الدین وافر مود اس قول سے کسی طرح صاف ثابت ہو گیا کہ سلطان الشاہ شیخ و قطب سوم کو

آپ تو خود نہیں ایک بات کو دہرائیں بھول جاتے ہیں۔ جی

ہوتا ہے تو وہ بلا واسطہ ہی بعض کو ہوا ہے اور بعض کو واسطہ سے مگر خلافت اور وصیت بلا واسطہ
 کہ جس کو پہلے موعی جسکی تفصیل ہم سوال سوم میں کر چکے ہیں ترجمہ قول الجلیل من شاہ دلی المدح
 کا یہ قول لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم کو چند سال پیدا ہونے سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین
 اہل بیت اور خلافت دیکھ رہے تھے اس میں کثیر خلافت اور امانت کا ذکر کیا ہے اور بلا واسطہ
 کوئی سے نہیں ہوتی دیکھو مرشد کو واسطہ صغریٰ کہتے ہیں اور رسول کو واسطہ کبریٰ اور بلا واسطہ
 وحی کا نزول ہوا اور نہ بیواسطہ نبی پر امت خلق ہوئی خلافت اولیٰ بیواسطہ کیسے ہو سکتی ہے باقی مضمون
 کی تفصیل ہو چکی ہے اور ہو گی۔

بقلمہ حاشیہ اپنی خلافت ہی دی اور قطب حماد کی خلافت ہی دی اول تو لفظ (خود) یہ بتا رہا ہے کہ یہ جو
 تفسیر و تخصیص خلافت نظامیہ کی کی گئی ہے جو واسطی سے کہ سو خلافت نظامیہ کے اور ہی خلافت
 حضرت قطب الدین منور قطب سوم کو ملی ہے کیونکہ اگر اشارہ بیان منطور نہ ہوتا تو حضرت نصیر الدین
 چراغ دہلی اور حضرت قطب الدین منور قطب سوم کو وقت و احادیث خلافت ملی ہے جس طرح بیان خود کا
 لفظ لکھا گیا ہے حضرت چراغ دہلی کی خلافت میں ہی لکھا جاتا حال و آنکہ دان لفظ خود نہیں لکھا ہے اور
 وہ دوسری خلافت حضرت قطب حماد ہی کی جیسا کہ صاحب سیرالاولیاء نے روایت آئندہ میں اسکی
 صراحت کی ہے ثانیاً یہ غلطی کہ (و وصیتی کہ آئمہ) صاف صاف کہہ رہا ہے کہ جو وصیت کسی شخص خلافت کی
 کی ہے وہ حضرت سلطان بختیاری اور فرامی اور صاف ظاہر ہے کہ سلطان بختیاری کو یا صاحب کی پہنچی یا قطب حماد
 کی سو یا صاحب کی وصیت تو وہ ہی ہے جو خلافت کو تحت میں آگئی اس لئے وصیت وہ نعمت الہی ہے
 جو سیدہ لبیبہ اولیاء الدین علی آتی ہے پس بابا صاحب علی جو نعمت سلطان بختیاری کو دی ہے تو وہ سلطان بختیاری
 پر گئی ہے نہ حضرت خلافت نظامیہ ملی وہ ملگنی اب یہ وصیت وہ ہی ہے جو قطب حماد کو سلطان بختیاری کو
 کی ہے یعنی وہ ہی نعمت و خلافت جمالہ ثالث لفظ آئمہ ہت پوری پوری دلالت کرتا ہے
 پر کہ وصیت وراثت وصیت شیخ کسی اور کی وصیت ہے اس لئے کہ اگر یا صاحب ہی کی وصیت ہوتی تو
 چونکہ وہ تو بعد عطا سے بابا صاحب تک سلطان بختیاری کی ہو چکی ہے اس کے لئے آئمہ ہت نہ لکھا جاتا کہ اور
 وصیتی کہ آئمہ ہت جیسا کہ حضرت حسام الدین ملتانی کی خلافت کو یا نہیں لکھا ہے کہ (خلافت وراثت
 باشد) تو ثابت ہوا کہ یہ وصیت بابا صاحب کو عطا وہ کسی اور کی ہے سوائے بابا صاحب کو اور وصیت جو سلطان بختیاری

قول شیری دلیل اپنی جمالیّت کو اسحکام کی یہ کہی ہے کہ جب حضرت قطب الدین منور کو حضرت سلطان
 المشائخ میرید کے خلافت سے مشرف فرما چکے تو یوں فرمایا کہ اسی قطب الدین منور جب میں تصدیق خلافت
 کے لئے شیخ جمال الدین مختار دادا کو بلانے پہنچا تو انہوں نے مجھے بہت کچھ ترسیت فرمائی کہ بعد یوں فرمایا
 کہ اسی نظام الدین میرید کو شیخ مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب عوارف اور خلافت کی لوازم اور
 بہت کچھ فوائد اور بشیائے نعمت ہی عطا کی تھی اب میں وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور وہ لوازم
 جو ان کے نون اس امیر پر بہت ہمارے دکر تا ہوں کہ ایک سیب فرزند و نہیں سے تمہاری پاس آگیا اسکو دینا
 اور دینے نہ کرنا آج وہ امانت میں تمہاری پاس ہے دکر تا ہوں اس روایت نامت ہو گیا کہ حضرت قطب
 جمال صاحب نے جو نعمت کہ با اخصا میری پائی تھی وہ حضرت سلطان المشائخ کو امانت پر دکر دی تھی اور حضرت
 سلطان المشائخ نے وہ نعمت حضرت قطب صاحب کی پوتے قطب الدین منور کو پہنچا دی۔ رقم الحزن
 کہتا ہے کہ یہ بھٹ بڑی دلیل جمالیون نے اپنی جمالیّت کو صدقت کیو سہل سمجھ کہی ہے اور ان حقون اور
 الفاظ میں عوام کے سامنے پیش کی ہے کہ خواہی خواہی یقین ہی آ جاو کہ شکیک سلسلہ جمالیہ بطریق خلافت
 امانت کے جاری چلا آتا ہو کہ جن کو گون کو اللہ صاحب نے مینائی عطا فرمائی ہے اور جنکی انکہہ شریعت اور
 طرفیت کو اصولوں پر ہی وہ اس زلّ قافیہ کے لفظ لفظ اور فقرہ فقرہ سے سمجھ گئے ہوں گے کہ جمالیون
 باوجود طریقت اور ذمی علم ہونیکے جمالی گہور سے دوڑائے ہیں۔ اب میں اس خیالی پلاؤ کو با مینکو
 خیالی کر دکھاتا ہوں کہ اول جمالیون کے فقرہ کہو گنگا اس کے بعد اصل روایت کے فقرہ کہو گنگا جس سے
 یہ سنی جمالیون نے کہی ہیں اس کے بعد اپنی رائے کہو گنگا تاکہ ناظرین کو ہر وقت واضح لطف تو حاصل ہو
 بقیہ جاشیم پہنچی ہے وہ حضرت قطب صاحب کی ہی ہے کہ خود سلطان بخی کا ملفوظ جو صاحب میرالاولیا
 نقل کیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قطب صاحب نے بہت کچھ ترسیت میری کر کے کہ کتاب عوارف اور
 بشیائے نعمت دی اور کہا کہ میرے پوتے کو دینا پاس یہ صیت یعنی نعمت و خلافت قطب صاحب
 کی قرار پائی اور ان سب باتوں کے علاوہ اجرائے سلسلہ جمالیہ کی اہم اہم ایک ایسی دلیل قوی
 پیش کرتے ہیں کہ جن میں جمال انکار ہی کسی کو نہیں وہ یہ ہے صاحب میرالاولیا و سلمے اسی
 جسکی رو سے خلافت جمالی حضرت قطب الدین منور قطب ثالث کو ملنا ثابت ہو جان یہ کہ
 کیا ہے کہ کتاب عوارف حضرت قطب صاحب نے حضرت سلطان المشائخ کو دی اور حضرت سلطان المشائخ

اسی ناظرین یہ روایت جسکو معینی کرشمہ جمال کے صفحہ ۱۰ پر لکھو گویا سیر الاولیاء کی باب چہارم کی نکتہ آٹھون میں
 لکھی ہے قول سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ قطب الدین منور کو حضرت سلطان المشائخ مرید کے خلاف تہ
 مشرف فرما چکر تو یوں فرمایا کہ اس قطب الدین منور حبیب میں تصدیق خلافت کے کو شیخ جمال الدین سمجھا کر داد کی
 خدمت میں پہنچا **قول** روایت میں تو صرف اس قدر ہے کہ از ثقات منقول است چون شیخ قطب الدین منور وہ
 شراصل عبادت میں لفظ تصدیق خلافت جسکو میں ہر موقع پر محرف و تبدل کرتا چلا آیا ہوں برگزینی حبیب
 اول میں لفظ تصدیق خلافت خود غرضی کی غرض سے بڑا دیا تھا ویسا ہی اس روایت میں زیادہ کر دیا ہے
قول آٹھون فی معنی حضرت قطب جمال الدین مانتو شیخ مجھ بہت کچھ ترسیت فرماتے کہ بعد یوں فرمایا کہ نظام الدین
 میرے شیخ نے مجھے خلافت عطا فرمائی تھی تو تائب عارف اور خلافت کی لوازم اور بہت کچھ فوائد پیش فرما
 ہی عطا کی تھی اس میں وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جو ان کے تون اس سید پر تھا کہ
 سیر کرتا ہوں کہ ایک فرزند میرے فرزندوں میں سے تمہارا میں آئیگا تم اسکو دیدینا اور دریغ نہ کرنا۔ **قول**
 اس عبارت کے معنی میں خلافت کی لوازم اور بہت کچھ فوائد کو زیادہ بڑا دیا ہے اور نیز اب میں وہ نعمت
 وہ کتاب اور فوائد اور لوازم جو ان کے تون کو اکادہ بندہ کیا ہے ظاہر کرتا ہوں۔

قول حضرت صوفیہ صابین اسوقت بجز لفظ اللہ علی الکادین اور کیا کہہ سکتا ہوں انا من النابین بالبر
 ولسور انفسکم وانتم تکلون الکتاب فلا تعقلون جناب من المدجل شائے فی قرآن کریم میں نبی آدم

بقیہ حاشیہ سے حضرت قطب سوم کو دی و ماں یہ عبارت لکھی ہے کہ (ان نسخہ تالین غایت و رضا مذاں عظیم شیخ قطب
 الدین منور حضرت خلف ستودہ الشان شیخ اور بر جواد نور الدین نور الدین قلی بنو المعز کہ بر شہر آبا واجد خود
 اسبد و ارست کہ قبلہ ولہا شوہ و موجود است) اس عبارت میں جو فیض ہے کہ بر شہر آبا واجد خود میر و رضا صاحب گاہ
 کہہ ماسہ کہ حضرت قطب نور الدین قطب چہارم سلسلہ جمالیہ میں منسک ہے کیونکہ حضرت قطب جمال الدین جو
 سلسلہ جمالیہ میں جماعتی حضرت قطب نور الدین کے ہیں انکی پیش پر چلنا ایسا ہے کہ ان کو طریقہ پر عمل کرتے تھے اور بدست
 بجز جو پیران سلسلہ کے کسی اور طریقہ پر عمل نہیں کیا کرتا پس اگر قطب صاحب سلسلہ خلافت دست بدست
 نہ ہوتا تو سیرت آبا واجد کی جگہ لفظ سیرت پیران طرفیت کا لکھا جاتا لفظ آبا واجد کی تحریر نہ ثابت کرنا
 کہ قطب نور الدین کو پیران سلسلہ ان کی آبا واجد ہی تھے و نہ محض نسبت نسبی بغیر نسبت تعلیمی السیرت صاحب سیرت
 نہیں ہو سکتی کہ نہ بندہ عشق شری ترک نسب جامی یا کہ فلان ابن فلان درویشان چیز نیست بہ اب تو
 ثابت ہو گیا کہ سلسلہ جمالیہ کے امیر کو خود صاحب سیر الاولیاء نسخہ کے ہی میں ۱۰ - ۱۱
 یہ طویل حاشیہ

اور بنی جان کا بار بار ذکر فرمایا ہے طویل الرحمن و طویل الشیطان کی شناخت کا طریقہ یہی اسی ہو رہا ہے جس
دجل کو آپ جہان میں بن اسکو بھی ظاہر کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ لفظ خلیفۃ اللہ فی الخیر تقویٰ
میں کون ہر اور شخص نہ دیکھتا اسکا خلیفہ کے مصداق کون ہر سیر لاویا کو کی عبارت ملاحظہ فرماؤ
کہ کیا ہمیں محرف ہوا یا اپنی اسکو محرف اور بدل کیا ہے اور وہ ہے حضرت سلطان المشیخ فراتو میں جو بن ہاشمی نجد
شیخ جمال الدین مدیم بقدر بیت فرمون بسیار آن نسخہ عوارف بالغتہا بسیار چنانکہ ایشیخ شیخ العالم یا فقام امر و لہما
ایشا ریکتم ما بعد انکہ فرمودہ ان فرزندان میں بشا خواہد پیو در حق او ازین لغتہا کہ دینی کہ ہمراہ شما شدہ ہست انکو
در بیع مدارید اس عبارت میں سیات لفظ تربیت فرمودن نسخہ عوارف بالغتہا ہی بسیار چنانکہ لغتہا انباریم
ازین لغتہا ہی دینی ہمراہ شما شدہ ہست از وی در بیع مدارید قابل غور ہیں جو ایک دوسرے کو سناح و تفصیل ہیں
متصفو فین میں یہ بات محقق اور مسلم ہے کہ جب کسی دوسرے کی وساطت اور توسل سے کسی اور کو خلافت
پہنچائی ہوتی ہے تو اس شخص کو الفاظ یا ان کو متناہرہ کی طور پر بولا کرتے ہیں بخلاف اس خلافت کی جو زندہ جو با
دیجائی ہے محبت زندہ شدگی ہوتی ہے اور خلافت متوفی فرزند ہی پہنچ سکتی ہے چنانچہ جس کتاب بسبوط میں فرماتے
کی آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس قاعدہ کو اس میں موجود پاسنگو مثنوی شریف مولانا روم کا ذکر ہمیں ملاحظہ
دیکھ لیں حضرت بائزید بسطامی اور انکو خلیفہ حضرت ابو الحسن خرقانی کے حال میں کیا ہے وہ ان پر تو حضرت بائزید
رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ مدی خلافت مراد لی ہے ابو الحسن کہ کو پہنچی ہے اور ان تو خاص لفظ موجود ہیں جسے آپ اعراس
میں اور یہ وہ نزع لفظی کی طرح متوجہ ہوتے ہیں انہی کو کم مولانا شاہ سراج الحق صاحب جمالی نے کتاب
مستطاب سیر لاویا کی عبارت کا ترجمہ کیا ہے ان کو کوئی لفظ بطور شرح نہ دیا ہے اپنی جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ لفظ
تصدیق اور اور اتنا خلافت اور فو امیر لاویا کی عبارت میں نہیں ہے تو میں کہو ہندی کی جندی کہ کو سمجھتا ہوں حضرت سلطان
قطب سوم فرماتے ہیں کہ جب میں بابا صاحب خلافت لیکر قطب صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ پر بہت کچھ تربیت فرما کر بسیار
کیا کہ کتاب عوارف بالغتہا ہی بسیار چنانکہ ایشیخ شیخ العالم یا فقام یہ قابل توجہ ہے کہ وہ بہت لغتیں کیا بہتین
جناب بن لا ایشا خلافت ہی تو بہتین اور حضرت سلطان بھی کا یہ فرما کہ اسی قطب الدین منوچتر قطب صاحب نے بہت تربیت
فرمایا کہ بہت مستوح کیا ہے کتاب بھی ہے دی کہ تو بہت تربیت فرمایا قطب صاحب کا قطب الدین منور کے کہ تو تھا تو ان اتنا اور
فواظطاس تھا یا نہیں کسی کہ نہ دیکھتے تھے اور وزیر کے کہ خلافت میں دیجائی اسطے قبل ازنت تربیت کرنی ضروری ہے
اور بہت تربیت پڑ کرنا اور بہت محنت دینا اولیٰ ان سب سمجھا گیا ہے اگر قیر میں نا جانر اور قواعد و قانون خلافت کو

منافی ہوتی تو حضرت سلاطین کبھی ہی اس قانون کو باندھ نہ پاتے تھے بلکہ سلاطین نے اس کو جلا دی تو علی نوید
 اللہ (نورہ من کیش) اور اگر آپکا اب یہی اہلخانہ ہو تو **لطايف** شریفی کی جلد دوم ص ۳۷۱ ملاحظہ فرما جو سیر لا دیا
 کی شرح خاص طور پر لفظ نوید اور ولایت موجود اور لفظ تضاد کی تحقیق پھر کر چکی ہے۔

قول اور انبار کو معنی پر کرنا لکھی ہیں قطعی غلط اور جو خضریٰ دال میں یہی لفظ ایسا جسکی تفسیر کے بعد یہ دوسری جلا اما
 کی خود بخود دلیل ہو جائی تھی کہ نزدیک اشارہ اور بدل کے جو رسوم میں داخل ہو بدل کے جو اول و سکا کی خبر کہتے ہیں یعنی جو عطا
 ہا سید و صفہ ہوتی ہے یعنی کسی شخص کو کوئی چیز اس غرض سے دیا جائے کہ ایسی ہی چیز اس لینے کو اور دوسرے بدل کو متاخر کر دین
 اور وہ سطور ہونا جو کوئی شخص کوئی چیز عطا کر میں بہت کم سی اور یہ کہ کوئی اس کے متبادل میں سہاۃ کیے سکا کا کر گیا یہ دونوں
 عوام الناس میں جی ہیں اور تیسری مثال کی اشارہ جو محض لا توقع سکا کا ہو کر کی ہے یہ بدل اولیا سکا کا اور دوسری مثال کی اشارہ
 وہ بہت بظلم اور جو بے عا کا و بنا یعنی ایک شخص کو ظلم کر دیا اور جو کر اور دوسری شخص پر ظلم ہو دیا اور تیسری ہا کر یہ بدل اولیا سکا کا
 کا یہ اشارہ محض انا کہہ اور پر کرنا کہ میں انا کا ایک شے علی ہر شے میں میں انہیں لفظ کا بڑا سلاطین فرمیں جو الفاظ اس کے لیے
 خاص کر کر کے ہوں مگر قطب حال السنوی کو کتاب عوار امانت دینی منظور ہوتی تو وہ لفظ آ اور ولایت و لفظ اشارہ پر گزری فرما۔

قول آپ کی یہ بحث حضرات قطب صاحب نے جو لفظ اشارہ فرمایا ہے تو مشروط بشرط فرمایا جس میں اشارہ کی معنی ہے اور یہی ہے
 اشارہ سلیم امید کہ فرزند از فرزند من بنوخواہد بود یعنی او ازین صفتا کہ دینی کہ ہم کو تاشدہ است و میں ملید لفظ اشارہ کی تفسیر
 لکھا کہ شیخ کمال دہ ہوا جو صاحب اشارہ بنوخواہد بود یعنی اشارہ سے کہ لفظ اشارہ فرمایا نہ بدل ایسا سید کہ قطب صاحب
 کہ اشارہ ان بود کہ اشارہ بنوخواہد بود یعنی اشارہ سے کہ لفظ اشارہ فرمایا نہ بدل ایسا سید کہ قطب صاحب
 یعنی آپ کی یہ بحث کا سپر کہ لفظ اشارہ کو حضرت سلاطین ہی خاص کرتے ہیں قطب صاحب نے اشارہ فرمایا تو انہیں سید کہ فرزند از فرزند
 بنوخواہد بود میں آپ سے واقف کرتا ہوں کہ قطب صاحب نے جو حضرت سلاطین کو اشارہ کی تھی وہ کس کے لفظ اشارہ کی تھی یا

خود سلاطین کو یا قطب ثالث کو یا سلطان کے اشارہ کی تھی اگر آپ سلاطین کو اس اشارہ سے خاص فرما دیں تو محض غلط ہے کہ
 بنو انبار سید کہ امید کہ فرزند از فرزند من آہ جلد غلط پیرتا ہے اور اس کے کچھ معنی بن سکتا اور اگر قطب ثالث
 کو حق میں اشارہ تو شیک حضرت سلاطین میں ہو اور لفظ امانت ثابت ہو گیا اور یہ اشارہ کہ اگر قطب صاحب کو کتاب
 عوار امانت دینی منظور ہوئی وہ اشارہ ولایت ہی اشارہ مرکزہ فرمایا اس کے جواب میں کہ لفظ اشارہ کی جلد دوم ص ۳۷۱

اور ص ۳۷۱ پر لکھا کہ چون حضرت شیخ قطب الدین صاحب حضرت کرند فرمودہ کہ کہتا
 عوارف کہ بعد تو شیخ جمال الدین بن السنوی میں می گفتند کہ از حضرت شیخ کبیر بوقت

خلافت یافتہ ہوں اور میں فقیرم از شیخ کبیر خلافت گرفتہ ہوں دران راہ آمدیم و از شیخ جمال الدین تربیت و لوازش یافتہم فرمود کہ این کتاب مذکور با فوائد بسیار تو میبینی بشرط آنکہ فرزندان از فرزندان من متوجه باشند باید کہ از وی نعمت و تربیت و رزق و ماری امر و بر بموجب وعدہ جد تو آن کتاب باز تو میبینی و آن نعمت و تربیت تو از زالی میبارم زیرا کہ سبزی زالی کہ خود بزرگ بتومی سپارم لفظ فوائد اور ودیعت اور تربیت اور بموجب وعدہ اور باز تو میبینی اور شرط - یہ چھ لفظ اور ان کے درمیانی الفاظ کو دیدہ تحقیق سے ملاحظہ فرما کر ہر حساب کرشمہ جمال کی عبارت کو قطر الضافے یقیناً بعضاً بعضاً کو خیال فرماؤ۔ اور سنئے



جس وقت کہ سب طلب عوارف قطب صاحب نے حضرت سلطان جی کو اپنی پوچھ قطب
 ثالث قطب الدین منور کے لئے سپرد کی تو اس وقت قطب صاحب کے کوئی بیٹا یا پوتا موجود نہ تھا
 اس امر کے قطب صاحب کے خدا کے فضل سے بیٹا ہی پیدا ہوا اور پوتا بھی پیدا ہوا اور پوتے نے
 بموجب آپ کی پیشگوئی کے حضرت سلطان جی سے موافق وصیت وہ کتاب معظما
 و فوائد میثرا حاصل کی اب اس جگہ یہ بات بیان کر دینے کے قابل ہے کہ قطب صاحب نے اپنی خاص
 صاحبزادہ حضرت قطب دوم برہان الدین رضوی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر تیسری پشت میں اپنے
 پوتے قطب سوم قطب الدین منور رضی اللہ عنہ کو اس نعمت سے کیوں محضوس کیا۔
 سو جاننا چاہو اس میں بزرگ عظیم یہ ہے کہ جب حضرت قطب اعظم نے انتقال فرمایا تو آپ کا ایک
 صاحبزادہ قطب برہان الدین مغرب باقی رہا لیکن بعد از انتقال قطب اعظم حضرت بااوصاف
 اس خلف مبارک کو صغریٰ ہی میں جیت کر کے خلافت و نعمت سے مشرف و ممتاز فرمایا اور
 آنکھوں کے والد کا جانشین اپنے حکم سے اود اپنے سامنے کر دیا اور فرمایا کہ جیسے مولانا
 جمال الدین احمد السنوی بخار کے والد ہماری طرف سے مجاز اور مختار تھے ویسے
 ہی اور اسی طور سے تم بھی ہماری جانب سے مجاز اور مختار ہو اس کے بعد
 کل تبرکات خرقہ وغیرہ حضرت بااوصاف نے قطب صاحب کو عطا کر کے دیے
 وہ بھی بدستور جو ان کے تون حضرت برہان الدین قطب ثانی کو مرحمت
 فرما کر یہ ارشاد کیا کہ تم حضرت قطب نظام الدین کی صحبت میں رہا کرو چنانچہ
 مرشد قطب ثانی حضرت سلطان جی سے تعلیم پاتے رہے اور بوجہ ادب حضرت سلطان جی
 کی حیات میں کسی کو مرید نہیں کیا اور سلطان جی کی زندگی ہی میں وفات کر گئے حضرت
 سلطان جی نے ایک روز فرمایا کہ برہان الدین صاحب جب ہم اور تم ایک پر کے مرید
 اور ایک مرشد کے خلیفہ میں تو آپ لوگوں کو سمجھتے کیوں نہیں کرتے ہو تو انہوں نے
 عرض کی کہ آپ کی موجودگی میں میری کیا مجال ہے کہ میں کسی کو سمجھتے کروں چنانچہ یہی قاعدہ
 اس زمانہ کا تھا کہ اپنے مرشد یا مرشد کے اس خلیفہ کی حیات میں جس سے تقلید و ترمیم حاصل کی ہو
 کسی کو مرید نہیں کیا کرتے تھے اور بخلاف ایک نظیر ہے کہ حضرت سلطان جی نے مولانا عبد الدین اسحاق کی حیات میں

کسی کو میری بنین کیا اور اسکی وجہ سید الاولیاء میں یہ لکھی ہے کہ اباصباح جو سلطان نجی کو
تعلیم کرتے یہ بوجہ ادب و بار و مرشد سے بوجہ سکتے تھے اور بعض بعض باتوں میں جو بہت سنیان
ہوتا اور ضرورت پڑتی تو حضرت مولانا بدر الدین اسحق سے دریافت کر لیتے۔
اس کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب مآل الدین احمد قطب اعظم رضی اللہ
کو بہ وحی و کرامت جس کا دو سر انام الفہام ربانی ہے کامل طور
معلوم ہو چکا تھا کہ ہماری حیات مرشد کی حیات پہنچلی (م) اور مجھے خداوند کریم محض اپنے
فضل و کرم سے ایک فرزند سعید و رشید آخر عمر میں عنایت فرمایا (۳) اور وہ سعید و باعث
قتل از مرشد و فات پانچ حضرت مرشد سے تعلیم و تربیت پایا اور وہ ہر اس کام میں نظیر و مثل ہوگا
اور بوجہ ثالث ہمارے میر منصب یم پر امور اور قائم ہوگا (۴) پھر اسکی تکمیل حضرت سلطان نجی
ہوگی (۵) وہ ہی سلطان نجی کی حیات میں اٹھایا جائیگا (۶) اور میر ایک پوتا بھی میرا نظیر
و شبیہ اور نیز اپنے باپ کا مل فوٹو ہوگا گویا کرد و ناظر اور منظور کا ایک آئینہ بجائیگا (۷)
اور وہ میرا جانشین اور میری لغت کا مالک ہوگا (۸) اور میرے لڑکے میری اولاد و جسمانی
اور روحانی کا باعث ہوگا کتبہ طیبہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء ترجمہ
جیسے وہ دخت جسکی جڑ مضبوط اور اسکی شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہوں (۹) اور سلطان
کی وساطت سے وہ میری تکمیل سلسلہ روحانی کر لیا (۱۰) اور سلطان نجی ہی اس کے وقت تک
رہے اور سلطان نجی کی تربیت و تعلیم پانچ وقت تک زندہ رہیگا اور سلطان نجی ہی اس
کا امین ہوں گے نہ کوئی اور ثالث عشرۃ کا مملہ یہ ایک مشکوئی ہے جو دوسرے
مشکوئیوں پر مشتمل ہے جو الہام الہی سے حضرت قطب اعظم کو معلوم کرانی
جو خداوند کریم و رحیم عز و جل کے عین فضل سے پوری ہو گئی اب اس سے زیادہ
آفتاب آمد دلیل آفتاب اور کیا ثبوت آ کے سامنے پیش کر دیں
رہی یہ بات کہ اس کتاب مبارک عوارف المعارف کو جو قطب اعظم نے
اپنہ صاحبزادہ کو چھوڑ کر پوتے کے لئے کیوں خاص کی کیا یہ دنیا کی دولت تھی یا دین کی گنت
تھی یا دینی اور دنیوی دولت تھی اور اگر اہر فضول اور لغو تھا سو دنیا کی دولت تو اس وجہ سے

نہی کہ اس کتاب میں موتی لگے ہوئے تھے اور نہ میر جرمی موسے تھی اور نہ وہ کتاب لالہ کی
 قسم سے تھی چنانچہ وہ ہی کتاب ایک ہمارے خاندان عالیہ جالیہ میں زبدۃ العرفاء قدس
 الکما پیر و مرشد حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب جمال النہانی دام فیضہ کے مان
 جسکی جد و لک بہنیں موجود ہے۔ اور قطب صاحب کو اپنی ساری سے سامان اور اسباب
 میں ایک ہی کتاب کیون پیری تھی جسکو اپنی پوتے کے لئے خاص کیا اور سلطان بنی کو اس کا
 امین پسند کیا۔ اور امانت ہی اسوقت کہ کوئی صاحبزادہ یا صاحبزادہ کا صاحبزادہ موجود تھا اور
 نہ بظاہر کوئی اس وقت کسی قسم کی امید تھی جو محل و غیرہ ذرائع سے انسان اک موموم خیال
 باندہ بیچھے اپنی زندگی ہی کا بہرہ بہنیں ہوتا اور قطع نظر امید کے جو اولاد سے یالوں جوئے
 تو کیوں یا مر حضرت سلطان بنی بظاہر فرماتے اور اگر یالوں تھے تو خود بھی موجود تھے اور اگر ایک
 چھوڑ دوا لہیہ تھی دوسرے کو سپرد کر دینی جو وہ بھی سادہ کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوا رہنے کے لئے
 مامور ہو کیا ضرورت تھی اور حضرت سلطان بنی ہی ایسے بہنیں تھے کہ اک امر موموم کی امید بہت
 امانت کے امین بن جاتے (۳) اور پھر اپنی زندگی کو بھی اسوقت تک و فاکرینکے لئے قطعی
 اور یقینی جان لیتے (۴) اور قطب صاحب کی وفات کے جو اسوقت تک بحیات طریقتی فیض
 الہی سے زندہ موجود تھے قائل ہو جاتے حالانکہ زندگی کا بہرہ و سائبین دونوں طرف اس کا اثر
 موجود تھا کیسی تقدیم و تاخیر کی طرف کوئی وثوق تھا۔ (۴) اور یہ بھی بفضل الہی زندہ ہو جو
 تھے (۵) اور نہ صاحبزادہ کے لئے بلکہ صاحبزادہ کے صاحبزادہ کیلئے جو البعد البعد تھا
 امین بننا خلافت امر معلوم ہوتا تھا (۶) حضرت سلطان بنی کو ہی الہامایا قطب صاحب
 فرمانے پر پورا پورا یقین تھا۔ مان اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور فراموشیت کہ میرا کوئی خلیفہ اس امر
 کی تعمیل کرے گا یا قطب صاحب ہی دورانہ لیشی کے الفاظ فرما دیتے کہ آپ کسی کو
 اپنے خلفا سے بیعت کر دیں کہ وہی اس پر عمل کرے (۷) بہنیں بہنیں دونوں
 اعلام الہی پر وثوق تھا ان شاء اللہ کہ لا یتخلفن لیبعاد پر گھری نظر تھی کہ
 یون ہی ہو گا نظام الدین ہی اس امر کے لئے چنگا ہے نظام الدین ہی اس کام کے
 لائق ہے کمالہ و نظامیہ یقینیہ الہیہ اور الہام میر بھی و صحیحہ صاف بتلا ہمارا کہ قلم قدرت

مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةَ مَا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُ الْمَلَائِكَةُ
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ مُؤْمِنٍ ۝۲۰-۲۱ ع۔

ترجمہ اور فرمایا الملائکے کے بنی لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لئے (تمہاری دعاؤں کے
 نتیجہ پر) طاوت کو بادشاہ مقرر کیا انہوں نے کہا کہ وہ ہم پر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے ہم اس
 زیادہ حقدار ہیں بسبب اس کے کہ ہم صاحب ملک و مال ہیں اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں
 ہے بنی لئے فرمایا کہ اللہ نے اسکو پسند فرمایا ہے پسبت تمہاری کیونکہ دنیا کچھ چیز نہیں
 اسکو علم اور جسم میں بڑا ہی بخشنے ہے اور کشادگی عنایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے
 جسکو چاہے ملک دے اور کشادگی عطا کرے وہ واسع و عظیم ہے (بات یہ ہے کہ جسکو علم عطا
 اور توانائی جسم اور قوت جسم و صحت فرمائی تو بادشاہت اور مملکت اس کے نزدیک
 کیا چیز ہے وہ خادم ہے اور خود بخود حاصل ہو جاتی ہے) اس کے بعد ان کے بنی لئے فرمایا کہ
 اس کے بادشاہ ہو پڑی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق جبین سکینے کے اور
 میں بقیہ ہے کہ جلال موسیٰ اور آل ہارون علیہما السلام نے چھوڑا ہے (یعنی تبرکات انبیاء علیہم
 السلام) پس وہ تابوت سکینہ تمہاری پروردگار کی طرف منسوب ملا کہ اٹھا کر لائیں گے بیشک
 اس میں مومنوں کے لئے نشانی ہے۔

اب عوز فرمائے کہ تابوت سکینہ یعنی تبرکات انبیاء علیہم السلام کا سطح نشان تخت
 اور مملکت پھیرا گیا و منسٹریاں ایسا ہی **قطب عظمیٰ** کتاب عوارف
 مع نعمت و غیرہ قطب ثالث کے لئے سلطان محمد کو بطریق امانت دینا ہے۔
 جناب من اور باتوں کو اگر ہم جائے دین اور صرف تنزل کے طور پر کتاب عوارف
 کے ہی دیتے کو اگر خلافت کے لئے پیش کریں تو تمام لوازم خلافت اور اجر اس سلسلہ
 عالیہ **جہاںگیر** کے لئے کافی ثبوت ہے

چونکہ کتاب عوارف و المعارف قطب صاحب کو یا بلصاحب بوقت عطا خلافت منصب
 منظور و غیر منظور خلافت مریدین عطا فرمائی ہتی اس لئے وہ کتاب بطور نشان اور شاہد کے
 ہتی اور تبرک ظاہری کے عطا سے ایک یہ ہی علت غائی اور مقصد عظیم اور مطلب اصلی ہوتا تاکیر

کمال ہمیشہ تجدید محبت سے شرف حاصل کرتا ہے اسکی نظائر متصوفین کے حالات میں ہیں
صوفی علاوہ اس کے اس روایت میں لفظ دریلغ الیسا واقع ہوا کہ جس نے امانت
 کی جڑ کاٹ دی یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو شخص کسی شخص کو امانت بنایا کرتا ہے اول اس میں
 امانت دار ہوئے پھر یقین کمال کر لیتا ہے اور جبکہ شریعت میں لیا کرتا ہے کہ فلاں سے فلاں شخص
 کے واسطے تمہاری پاس امانت رکھنا ہوں اس کے وارث کو دینا وقت دریلغ مدت رکھنا دینا
 مدارید ہمیشہ مشبہ کجیالت میں بولا کرتے ہیں لغو ذیالمدکیا بروقت سپردگی امانت کے قطب خیال
 بالسنوی کو دل حق منزل میں یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امانت محبوب الہی میرے
 پوتے کو نہیں جو انہوں نے دریلغ مدارید کہا۔

حکماء دریلغ مدارید کے لفظ کو جو آپ شکی اور ظنی فرماتے ہیں تو یقینی لفظ ہی تو
 فارسی زبان کا لکھا ہوتا جو قائم مقام دریلغ مدارید کے ہوتا یہ اردو کا لفظ دریلغ مست کرنا ایسے
 لکھا ہے تو یہ اچھا خاصہ ترجمہ دریلغ مدارید کا کیا ہے کیونکہ دریلغ مدارید اور دریلغ مست کرنا ایسی
 باتیں ہیں فرق کیا ہوا۔ کچھ ہی ہمیں۔ اس سمجھنے سے تو آپ خاموش ہی رہتے تو خوب ہوتا۔
 جناب من فارسی زبان میں دریلغ مدارید وہ ہی ہے جسکو آپ دریلغ مست کرنا اردو میں فرماتے
 ہیں **نفحات الانس** میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا کمال چند
 جون مد حضرت شیخ نجم الدین مرتبہ تکمیل و کمال پاہت حضرت شیخ خرقہ کو دوا دند گفت دریا
 ترکستان مولانا نسیم الدین مثنوی را فرزند سیت کہ ویرا مولانا احمد سگو خرقہ را بدو رسان
 و تربیت از و دریلغ مدارید لطائف اشرفی کی جلد اول ص ۳۲ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ
 اسماعیل سنائی نے جو شیخ طہ کو قابل پایا تو حضرت سید اشرف جہانگیر سنائی کی خدمت
 میں سپرد کر کے سفارش کی کہ آپ شیخ طہ کی تربیت کر لیں میں دریلغ نہ کریں دریلغ دینا
 اک محاورہ کا اصطلاحی لفظ ہے جو تاکید کے لئے بولا جاتا ہے۔

صوفی چونکہ اس روایت میں حقہ تربیت فرمود
 بسیار واقع ہوا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ قطب صاحب نے حضرت
 محبوب الہی کو بعد ملنے خلافت کے بہت کچھ تربیت فرمائی اور یہ

مین اول سوال میں ثابت کر چکا ہوں کہ بعد ملنے خلافت طاعت کے کسی قسم کی تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہیں رہتی اور جو کوئی خلیفہ بعد خلافت کے لائق تربیت اور تعلیم کے رہتا ہے اسے شیخ پر امایہ بنما اعتراض وارد ہوتا ہے اور یا صاحب کے کمال پر اجماع حاذان ہے جسے ان سے یہ سرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ نامکمل مرید کو خلافت نامہ دیتے پس یہ روایت ہی مثلاً روایات کے ہے جنکو سوال اول اور دوم میں محرف کیا ہے۔

اقول عبارات لطائف اشرفی سے سیرا لا ولکاء کی عبارت کی تشریح اور تصدیق کر دی گئی ہے سیرا لا قطاب صابری کو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت شمس الدین ترک بابا صاحب کے خلیفہ تھے پہر گیارہ سال تک مخدوم صاحب کی تربیت میں رہے اور وہ خلافت مخدوم صاحب سے پائی **مَا هُوَ جَوَّابُكُمْ فَهَوَّجُوا اِنَّمَا** اور واضح رہے کہ قبل از خلافت مرید کو تعلیم ہوتی ہے جو خلافت کے درجہ تک پہنچنے کے لئے اک راہ ہو جاوے اور پہر بعد حصول خلافت اور قسم کی تعلیم کیجاتی ہے جو اس کے درجہ کمال اور مرتبہ تمام کے لئے ہوتی ہے مشنوی شریف مولانا روم ملاحظہ فرماوین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کیا نصیحت کی تھی حالانکہ وہ منازل سلوک اور طرق خلافت اور سبل تعلیم و تربیت تمام و کمال حاصل کر چکے تھے کیا لغو یا لہذا منہا بقول آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یا آپ کی تعلیم و تلقین اور تربیت میں کچھ نقصان تھا جو وہ دوسرے کی تعلیم کے محتاج تھے۔

سوال چہارم

حقائق و معارف آگاہ محقق زمان حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن جالی الغانی
دام فیضہ و مدثرہ مطبوعہ ارجادی الثانی سنہ ۱۳۸۵ھ

خلافت شیخ کی حیات میں مل سکتی ہے یا بعد ممات ہی اگر بعد ممات مل سکتی ہے تو کس قدر زمانہ تک اور کس طریق سے۔

حضرت صوفیہ صاحب آپ نے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ خلافت طریقت ایک منصب ہے جو ازواج
حق برائے رہنے کے طالبان حق معرفت بنی وقت یا ولی زمانہ کے عطا ہو کرتا ہے چونکہ اس منصب
کی تفویض کا تعلق الہام سے ہے یا بوجہ تفویض کر نیوالے کا چاہے وہ بنی وقت ہو یا ولی زمانہ
نزدہ ہونا شرط لازمی ہے کیونکہ تردول اور ورود الہام کا وقت حیات بنی اور ولی ہی تک ہوتا ہے
بعد مائت ہیند مان دو صورتیں ہیں جس کے ذریعہ سے بعد مائت شیخ بھی خلافت شیخ ملتی ہے
اور وہ خلافت خلافت طریقت ہی میں داخل ہوتی ہے منجملہ ان کے ایک خلافت امانت کے سبکی
صورت ہے کہ شیخ اپنی حیات میں حکم قلم کسی اپنے مرید یا فرزند یا کسی ایسے شخص کے واسطے جو چاہے
سو برس کے بعد پیدا ہو یا ہوا ہو خلافت نامہ لکھ کر کسی امین کے پاس یہ لفظ امانت یا ولایت چھپ جاتا
وہ خلافت نامہ امانت اور ولایت اس امین کے پاس رہتا ہے اگر وراثت خلافت حیات امین تک آجائے
تو خود امین اس کے سپرد کر دیتا ہے ورنہ امین کسی دوسرے شخص کے سپرد کر جاتا ہے جس وقت یہ خلافت
معرفت امین کے اس کے وارث کو ملتا ہے تو یہ خلافت ہی خلافت طریقت سمجھی جاتی ہے کیونکہ ان
مثل شیخ کے اس کے مستحق کو تعلیم اور تلقین بھی کرتا ہے اور خلافت نامہ دیتا ہے تو ایسے شخص کے ماتہ پر
بیعت ہونا جسکو بافیظ خلافت امانت ملی ہو جائے اور یہ بیعت بیعت طریقت ہے

اقول صرف آپ نے اس تقریر میں تحریر خلافت نامہ میں زیادتی
کی ہے جو اک بے ثبوت امر ہے باقی اور سب مضمون ٹھیک اور درست ہے حضرت سلطان العارض
بازید بسطامی کی خلافت حضرت ابو الحسن خرقانی کو بالواسطہ پہنچی لیکن لفظ امانت اور ولایت
یا خلافت نامہ تحریری نہیں تھا مثنوی محوی ملاحظہ ہو اور علی ہذا حضرت اولیس قرنی کو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چہ شریف پہنچا اس میں کوئی خلافت نامہ تحریری نہیں تھا
خلاصہ یہ ہے کہ صرف آپ کا منشا تحریری خلافت نامہ سے یہی ہے کہ حضرت قطب ثالث کی
خلافت نابود ہو جائے اور یہ ہو نہیں سکتا **اللہ مستمر نورہ و کوثرہ المذکور**
باقی جواب آچکا ہے اور کچھ دس سو الہامین آئے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اب یہاں سے سوالات اربعہ کی بحث
تمام ہو کر لفظیہ دس سوالات حضرت مقدس
و مخترم مولانا مرثدا شاہ محمد حلیل الرحمن
جمالی نعمانی عم فیضہ جو آپ کے تقریر کی ہے اس پر
بطریق جمالی و صوفی بندہ کی طرف سے ایک سری
نظر ہوتی ہے

آپ قراتے ہیں کہ اب جبکہ میں سوالات اربعہ کا جواب دے چکا تو تمہارے زور ہو کہ ان دس سوالوں کے
جواب ہی حوالہ تسلیم کروں جو میری حلیل الرحمن صاحب جمالی نے سوالات اربعہ تحریر کئے ہیں
جواب دیتا ہوں **سوال اول** شکوہ محمد دوم علاء الدین علی احمد صابری قتال کلیری کہتے ہو
اول ان کا وجوہ ثابت کیجئے۔ جناب حلیل الرحمن صاحب آپ کا یہ کہنا کہ شکوہ محمد قتال کلیری
کہتے ہو آپ کی شیوخیت کے ہی خلاف ہے اور نیز آپ کے اثر سے کہ ظاہر کرنا ہوتا ہے جبکہ آپ نے سوالات
اربعہ میں نعم الغافلین میں پوشیدہ کیا تھا کہ وہ محمد دوم صاحب کو کسی صابری نے قتال کلیری نہیں کہا
اور جو کسی نے بوجہ جہالت کو کہا ہی تو آپ جیسے پر طرقت کو اس جاہل کا اتباع کرنا کب درست تھا۔
اگر آپ کو محمد دوم پاک کی ذات پاک نہ ہوتا تو بیشک آپ جس وقت محمد دوم پاک کو اس صفت
منصف کرنا چاہتے تو یوں لکھتے کہ جن حضرت محمد دوم علاء الدین علی احمد صابری کی راستی کلیر رہا ہو
ان کے وجوہ کا ثبوت دیجئے فقہ قتال کلیری زبان حال کہتا ہے کہ بجاالت طینانی کینہ و حسد قلم نگاہوں۔
جمالی میں عرض کرتا ہوں کہ یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے جو اچھی بات کو بُری اور بُری کو اچھی

سمجھتے ہیں چور کو چور اور سادہ سادہ دکھائی دیتا ہے ایک شخص صبح کی وقت بیٹھا بیٹھا خانا کھا رہا تھا
 وہ تین مین اور کچھ ساتھی ایک چور اس طرف سے گزرا دیکھ کر کہنے لگا کہ رات پہ اس نے چوری کی ہے اب تو
 پہرہ اکٹھا کرنا چاہیے ان گزروا اس نے کہا کہ اس نے ساری رات قمار بازی کی ہے اب سو رہا ہے پر اک
 زانی آیا اس نے زنا کاری کی ہنست لگائی علیٰ ذل العیاس شہر الی نے شراب اور ہنگلی لے بیٹھا بیٹھے
 کی غلت میں اسے سنا اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر ایک شخص کا خیال اس کی طرف منتقل ہوا ماسکے
 بعد ایک انسان بہت بڑا عارف و عابد و سالک گزرا اس نے انہوں سے فرمایا اللہ اللہ یہ شخص کیسا پارسا
 اور عابد اور زاهد اور عارف اللہ اور شب بیدار جو شب بھر عبادت میں رہا اور اب آکھو نہیں
 خدا ہے **يَتَجَاوَزُ أَجْنَوبَهُمْ عَنِ الْمَصَاحِبِ يَذْهَبُونَ رُبَّمَا يَخْشَوْنَ كَوَافًا وَطَمًا وَمِمَّا**
دَرَقَهُمْ يَنْفَقُونَ ترجمہ خوف ورجاسے بے بار اپنے پستے سے گروہیں نہ لیتے ہیں
 علیہ سے چھ ہی کہتے ہیں تو آپ خدا نہ ہوں حضرت مرشد دمام فیضی نے یہ لفظ قتال کلیری بڑی عزت کی
 نگاہ سے لکھا ہے اکثر صابری صاحبون کو قتال کلیری و ظائفین جو صوفی صابری کے نام سے
 مشہور ہے پڑھتے رہا ہے یہ بڑی مشکل ہے کہ آپ اس لفظ کو نام نہاد کرتے ہیں اور دوسرے
 صابری اس سے خوش ہوتے ہیں اچھا اگر آپ اس لفظ سے ناواقف ہوتے ہیں تو گو قال ایک ہی
 ہم اس طرح ترمیم کر دیتے ہیں۔ جن حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد ایلے پھر برابر لکھا ہے یا سچ
 گر اگر مسلمانوں کو مارا ہے اور علماء کو اس سے کسی بات پر کہہ کر جھجھکے اور نصرت میں جگہ کیوں نہیں دی
 اور جھجھکاؤ نہ دقت کہ تسلیم نہیں کیا ہلاک کیا ان کے وجود کا ثبوت دیکھو۔ اب تو آپ خوش ہوئے
 یا اس عبارت کے بدلے اور جو عبارت آپ پسند فرمادیں سوائے لفظ کراستے کے کہ وہ نظری اس کے اور
 یا جہت کے خلاف ہے باقی طرف سے سمجھ لیجئے ہمارا مطلب کسی کی منفعت سے نہیں ہمارا مدعا صرف
 ان کے وجود کے ثبوت اور عدم ثبوت ہے۔ آپ کو معلوم نہیں ہے یہ لفظ قتال اکثر بزرگوں کے
 نام کے ساتھ پایا جاتا ہے حضرت مرشد نے لغو و بے سہا کسی کا دل دکھا دیکھ لے یا کسی کی منفعت نشان
 کے لئے یا ضد و تعصب کے واسطے نہیں لکھا **خَزِينَةُ الْأَصْفِيَاءِ أَخْبَارُ الْأَخْيَارِ وَغَيْرُ كَثِيرٍ**
 حضرت عین الدین قتال حضرت راجو قتال حضرت نظام الدین قتال وغیرہ موجود ہے

صوفی اب آپ اپنے سوال کا جواب سن کر اس کو تو آپ کو بھی اقرار ہو گا کہ اہل اسلام اپنے جگر و دھڑ
اور قیون کا فیصلہ بذریعہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس ہی کے اوپر کرتے ہیں آج
آپ نے جو قصہ اثبات وجود مخدوم پاک کا پیش کیا ہے اس کا فیصلہ ان چار اصولوں میں سے دوسرے تو
ہو نہیں سکتا البتہ اجماع اور قیاس سے کامل طور پر ہو سکتا ہے کیونکہ اجماع خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ
آپ نے خود صابریوں کو جمع غیر اور جمع کثیر لکھا ہے خاتمہ اخبار شریف ہند مطبوعہ ۱۲۷۱ھ میں ہے کہ
میں کہ صابریوں کی کم و صلیکی اور کم ہمتی پر افسوس ہے کہ باوجود اس جمع غیر اور جمع کثیر کے ایک شخص کے
مقابلہ کی تاب نہ لاسکے چونکہ یہ فقرہ خلیل الرحمن صاحب نے بہادرانہ لکھا ہے اس وجہ سے بحالت غلبہ
بہادری آپ کو رسول علیہ السلام کے ارشاد کا خیال نہ ناچاغت پر خدا کا ماتہ ہے اور شیطان تمنا کے
ساتھ ہے کیونکہ جناب خلیل الرحمن صاحب جب آپ کی اس تحریر سے کہ صابریوں کا جمع غیر اور جمع کثیر ہے
اجماع ہو گیا تو اب آپ خود اپنے قول سے وجود مخدوم پاک کا اثبات کرینگے کیونکہ جب آپ خود صابریوں کو
جمع کو جمع کثیر لکھ رہے ہیں اور جمع ہی کیسا کہ جنہیں ہزاروں اہل اللہ اور لاکھوں صاحب کرام
گزر چکے ہیں اور صد ماراہ نماز و عبادت اس وقت موجود ہوں جنکی ہدایت کا شرف سر غریب شہ
مجاہد ہے پر ایسا پاک جمع بموجب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری ہمت گمراہی پر
جمع نہ ہوگی یو جو کے اثبات وجود پر کیونکر جمع ہو سکتا ہے سبحان اللہ واجب الوجود کا یہ ایک گمراہ
ہے کہ منکر و جہ سے اقرار وجود کرایا۔

جمالی آپ تو فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے وجود مخدوم صاحب کا ثابت نہیں اور آپ کے متنبیل
مولوی شفاق احمد صاحب انہوٹی صابری کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب کا وجود قرآن شریف سے ہوا نیز اللہ
ان اللہ مع الصابرین مخدوم صاحب کی شان میں نازل ہوئی ہے ان کا رسالہ دفع شبہات
العاذین ملاحظہ فرمائے۔ ان جواب یاد آیا آپ تو خود ہی فرماتے ہیں کہ صحیح طور سے قرآن شریف سے
مخدوم صاحب کا وجود ثابت نہیں اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تو نہیں لیکن اشارۃً بوثبت مقاسم ہے
راجم غیر اور جمع کثیر یہ دو لفظ ایسی جگہ استعمال ہو کر تھے جن جو غیر ثقہ اور بازاریوں کا ٹولہ طور
اور بیہودہ گو اور کاشا یوں کا اکہاٹہ ہوتا ہے جو انہیں سے زراہی میں نہیں رکھتے تو فرمنا اگر

کہہ گئے آپ کی بات کو ہم تسلیم کر لیں تو بیک فرقہ جو ضال مضل کہلاتا ہے سب لا متحجب متی
 اور خدا کے ماتے کے پیچھے آجائیں گے پھر شیعہ خارجی معتزلہ مرجئہ و غیرہ سب کو ہدایت
 یافتہ مانتا پڑے گا اور غیر دشمن کوئی ماہ الامانیہ لاجک نہیں رہیگا اور ایک حدیث میں آیا کہ
 کہ میری امت میں تین فرقے ہوں گے اور انہیں سے ایک جنتی باقی ناری اور قرآن شریف میں
 ہے قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورِ میرے بندے شکر کرنے والے ہوں گے میں اور امام مالک کا
 قول ہے کہ جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ گڈا ہے آپ مدعی ہیں کہ صابریوہن صمدناؤں ہزار صاحب
 کرامت ہوئے ہیں اور ہم اس سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ صابریوہن ایک ہی صاحب کرامت
 اور ہدایت نہیں ہوا ہوا اور جو ہوا ہو تو اس کا نام تلامذہ اور سند کامل نہیں ہیں حدیث شریف
 میں آیا ہے البَيِّنَةُ عَلَى الْمَدَّعِي تَرْجَعُ تَوَثُّو دَعْيَا کے ذریعہ ہے اور حضرت مرشد نے بمقابلہ
 صابریوں کے اپنے آپ کو اکیلا فرمایا ہے ورنہ انھیں کتنا تو سب سے لگا صاحبین بہت کچھ ہیں
 رسالہ گلزار جلیل ملاحظہ فرمائیجئے بھیت جسکی ساتھ معاملہ ہوتا ہے وہ بہت اس معاملہ
 کے اپنے آپ کو فرد اور اکیلا سمجھتا ہے اور یہ ایک نسبتی امر ہے نہ واقعی

اور کیا حضرت مرشد دام فیضہ اشتہار نہیں دیکھتے کہ صابریہ سبجا وہ نشین مجھے جو
 مناظرہ سکین خاطر کرالین لیکن ایک کے ہی منہ سے یہ نہ نکلا کہ ہم جو جو ہیں خدا جلے کہان چمک
 بیٹے گئے ایک کے ہی کان پر چون نہ جلی

ایک مرتبہ اجیر شریف ہنگام غم و محرت جناب دیوان غیاث الدین صاحب حضرت
 صابر نے درخواست حضرت مرشد سے مناظرہ کی کہ حضرت مرشد نے اس درخواست کو قبول
 فرمایا اس کے بعد پیر صابریوہن کی طرف سے پندرہ روز کی مہلت کی درخواست گزری اسکو ہی حضور
 نے منظور فرمایا اس کے بعد آواز پر سخت ہنوز پندرہ روز پورے ہوئیں نہیں آئے

حاشیہ اسکا کہ صاحب یہ نہ خیال کریں کہ حضرت شمس الدین ترک اور شیخ جلال الدین شیخ عارف
 رد دہلوی اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی اور ان کے سلسلہ کے بزرگ کی ولایت ہے اور اگر کسی کو شک
 ہو یا وہ کہ یہ بزرگ ہادی علی عاربت سستی میں وجہ یہ کہ بزرگ باری ہن میں ان کے شریک مالک ۵۹۰۵۵۵

۱۸۵۴ء - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ - ۱۲۷۴ھ

ایک دفعہ لڑیانہ میں صابریوں نے اشتہار دیا کہ دو خطبہ صابری شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی کے مقابلے لڑ آئے ہیں اور وہ مجمع عام میں قدرت آزمائی کا تماشہ کھلائیں گے شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی تاریخ اور وقت اور مکان مقرر کر کے بذریعہ اشتہار اطلاع دینے لگے۔ پھر حضرت مرشد عم فیض نے تاریخ اور وقت اور مکان معینہ سے مسئلہ کیا کہ ہم اسی مکان پر ایک جہان پر وہ دو خطبہ صاحب کنہ میں اس اشتہار کے مستہ ہوتے ہی وہ دونوں خطبہ خدایا کہہ بھاگ گئے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ انہیں کیا قیامت لگے گی ہوگی جو اذ النجوم طمست کے مصداق ہو گا ایک دم کے لئے بھی تو صبر نہ کر سکے۔ اس کے بعد شیخ مشاق احمد البھٹوی مدرسہ سکول اور ان کے شاگرد محمد شفیع رامپوری نے درخواست مناظرہ کی حضرت مرشد نے فرمایا کہ ہم باوجود صابری ماننے کے ہمتارے تو سلسلہ میں ہی کلام ہے پہلے تم اپنے پیر خواجہ خلیل علیا رامپوری کی خلافت کا تو ثبوت دو اور بعد ثبوت ان کو میرے مقابل لاد چنہ روز کا وعدہ ان دونوں صاحبوں نے کیا اور وہ یہی پورا نہ ہوا

پیر جی فضل حق صاحب سجادہ نشین شیخ جلال الدین پانی پتی نے لکھا کہ آؤ ہم اور خلیل الرحمن صاحب ایک چہرہ میں آہٹہ روز تک بند ہیں جو اس عرصہ میں مرجاؤ مارا حضرت مرشد قبول فرمایا پھر وہ بھی گم ہو گئے

ایک بار میرٹھ میں آپ نے بھی ایسا ہی کیا تھا وہ ماجرا اس طرح سے ہے کہ میرٹھ میں منشی محمد خلیل صاحب تھیل دار کے مکان پر حضرت مرشد مقیم تھے آپ یہی سوچتے تھے کہ کس تشریف لائے وقت تکمیل دار صاحب کے والد اور محمد ابراہیم خان صاحب سید پوری اور منشی عبدالعلی صاحب نظامی وغیرہ موجود تھے کہ آپ نے لفظ ایثار کے معنی میں کچھ بیان کرنا شروع کیا حضرت مرشد نے فرمایا کہ ہلداؤ آپ کا فیصلہ اس پر ہے کہ مخدوم صاحب کے مزار پر چلکر یا بہین پر ان سے کہلا دیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے مرید ہو جاؤ حضرت مرشد نے فرمایا کہ مرید ہی ہو جاؤں گا مگر مدت معین کرو اور بعد انقضائے مدت آپ تو پھر کوئی عذر پیش کیا اور منزل معذور تک نہ پہنچے تو آپ انہوں پر کڑی قسم کا تاوان قبول کر سکتے ہیں تو آپ نے اس سے انکار کیا اور کچھ کہ کچھ کہے چہا چہا فرمایا کہ یہ وہ مجھ کا عزیز

جب کو آپ سیدائش کرتے ہیں اسی اُس کا نمونہ ہے اب یہی وقت ہے کچھ دم خم ہے تو اور نمونہ پیش کیجئے
ورنہ پہلے کمال کا نام نہ لیجئے پہلے لاکھون اور اب سیکڑوں میں سے ایک دو تولاؤ نہ لاؤ تو
اُن کا چہرہ ہی دکھلاؤ کچھ لو کرو۔ میں پہرہ بآواز بلند کہتا ہوں صابری کوئی صاحب کمال ہو اسی
اور نہ اسے۔ پہر کہتا ہوں کہ صابریو کہیں کوئی صاحب کمال ہوا ہے اور نہ ہے۔

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب اب جیکہ میں آپ کی قول ہے

بذریعہ اجماع کے محذورم پاک کے وجود کا اثبات کر چکا ہوں تو مجھ کو نہ دلیل عقلی لانیکی ضرورت رہی نہ
شواہد نقلی کے پیش کر سیکے حاجت رہی۔ مگر عوام الناس کی تسلی خاطر کی غرض سے چند کتب معتبرہ کا
حوالہ بھی دے دیتا ہوں کہ اس مجمع کی کہ جس کو آپ نے مجمع کثیر لکھا ہے وقت بھی ظاہر ہو جاوے حضرت سید
جہانگیر نے اپنی کتاب لطائف اشرفی میں اور صاحب سیر الاولیاء نے سیر الاولیاء میں اور حضرت عبد القدوس
طلب العالم لکھو ہی نے اپنی کتاب لطائف قدوسی میں اور حضرت علی اصغر بن شیخ داؤد سہروردی نے
جو ارفذیکین اور مخزن مناقب حشمتیہ میں اور حضرت علامہ الدین حشمتی برنادی نے اپنی کتاب حشمتیہ
فردوسیہ میں اور حضرت شیخ محمد ہاشم خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں
اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی نقشبندی مجددی نے انبیاء میں اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں
نقشبندی مجددی نے اپنی کتاب جمولات منظرہ میں اور حضرت شیخ ابوسعید نقشبندی مجددی نے
اپنی کتاب معین الطالبین میں اور حضرت شاد زادہ و الاشکوہ قادری نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں
اور حضرت مولانا نور محمد صاحب خلیفہ مولانا عبد الرحمن بکھنوی نے اپنی کتاب انوار الرحمن میں اور مولانا عبد
صاحب صابری نے اپنی کتاب اقتباس الانوار میں اور صاحب سیر الاقطاب صابری نے سیر الاقطاب میں اور حضرت
محمد باقر نظامی نے اپنی کتاب مطلوب الطالبین میں اور صاحب خزینۃ الاصفیاء خزینۃ الاصفیاء
اور صاحب حشمتیہ بہشتیہ نے حشمتیہ بہشتیہ میں اور صاحب سبع سابل سبع سابل میں اور جناب حافظ
محمد حسین صاحب صابری خلیفہ حضرت مولانا امامت علی صاحب نے اپنی کتاب انوار العالین میں اور
مخدوم صاحب کا حال لکھا ہے اور بعض صاحب نے شجرہ نقل کیا ہے جناب خلیل الرحمن صاحب اب
محض بطریق مجددی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کے لیے سلسلہ کو حسین لاکھون

اہل اللہ داخل میں کرشمہ جمال کے صلہ پر بے بنیاد کیونکر لکھ دیا گیا کوئی شجرہ بے بنیاد ایسا پہل
سکتا ہے کہ جسکی شاخیں مشرق سے مغرب تک سایہ گستر ہیں۔

جمالی انسان کامل حضرت مرشد دام برکاتہ نے اخبات میں

برادر محترم شاہ محمد سراج الحق صاحب جمالی لغمانی نے کتاب کرشمہ جمال میں مفصل تمام
کمال اور مختصر اس عاجز نے اسی رسالہ میں ان کتابوں کی وقتی حقیقت اور کیفیت پر ایک نو بردار
کردیا ہے اور ہر ایک کتاب کی عبارت کہول کہول کرو کہلادی کہ آیا یہ کتاب میں جاری معاون میں یا
صابر یونکی۔ اب پر دوبارہ مختصر طور سے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے اسی رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ
تمام کتابیں جو بڑی ہیں اور مصنف ان کے جاہل اور جاسد اور کتاب میں صفحہ ۲۰۹-۲۱۰-
ملاحظہ ہو اور آپ کے مثل محمد شفیع صاحب رام پوری نے رسالہ برق جلال میں سیر الاولیاء کو بے اعتبار
لکھا ہے اور مولوی بہادر علی صابری نے رسالہ حجت الصابریں میں مولف سیر الاولیاء کو مخدوم
صاحب کا منکر مین کیا جو صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ ملاحظہ ہو ماسوا اس کے اور جو صواب نے ان کتب کی نسبت
تحریر کیا ہے وہ اس لائق نہیں جسکو ہم اپنے قلم سے ظاہر کریں۔ کیا تعجب خیر معاملہ ہے کہ جس کے
سایہ سے آپ بہا گئے تھے یا جسکی پناہ سے بیٹھ پیرتے تھے یا جس کے دیکھنے سے کراہت کرتے تھے
پھر اسی سایہ یا پناہ کی کیون حاجت پڑی اور پھر وہ ہی منہ کیون قبلہ تصور ہوا۔ اور آپ اسی
رسالہ میں اپنا اصول قرار دیکھتے ہیں کہ مخدوم صاحب کا احوال کسی نے نہیں لکھا۔ جب کسی نے
مخدوم صاحب کا احوال نہیں لکھا تو ان کتابوں میں کس نے لکھ دیا۔ یہ تو حضرت وہ ہی کتاب ہیں
جو آپ کے سلسلہ کی جڑیں کاٹ رہی ہیں اور تمام تانا بانا اور بیڑ ہی ہیں۔ اگر یہ بات سچ نہیں ہے
تو کیون وہ عجابتیں آپ نے نہیں لکھیں جنہیں مخدوم صاحب اور سلسلہ صابریہ کا حال پایا جاتا ہے۔
اور آپ کا یہ خرقہ حیرت انگیز ہے کہ عوام الناس کی تسلی کی خاطر کی غرض سے چند ستر کتابوں کا جوابی
دے دیتا ہوں۔ ایسی منہ کا کیا ہنگام اپنا مذہب چھوڑ کر: مین ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان
ہو گیا یا کیا خاص کی آپ تسلی کر چکے جو عوام کی طرف توجہ فرمائی یہ لفظ عوام الناس وہ ہی ہے
جو ہم عجیب اور جمع کثیر کے معنے اپنے اندر گھستا ہے مراد نواز اموش۔ اور نہ معلوم کہ آپ نے حکم

اور تاج سے کتب مذکورہ کے بعض مصنفوں کو صابری کیسے قرار دے لیا اب میں ان کتابوں
تشریح کر کے آپ کی قدیمی تحریف کو ظاہر کرتا ہوں یہ کل الکلیس کتب میں جو آپ نے اپنی ثبوت
میں لکھی ہیں۔ لیکن چوتھے کتاب تو صابریوں کی ہیں جو مستحذ اور بہت تھوڑے زمانہ کی تصنیف
ہیں اور بوجہ احداث اور اختراع روایات بغیر کسی بین ثبوت کے محض تہمت ہو سکتی اور خود آپ
انکی نسبت ہی اسے قائم کر چکے ہیں۔ چنانچہ آپ کی عبارت یہ ہے پس جو لوگ چاک قطبیت
اور ولایت کے قابل اور ناقل میں زیادہ تر وہی لوگ اس مناد کے بانی اور بانی ہیں۔ اور پھر آپ
فرماتے ہیں۔ اکثر جہلانے اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ ان ہر دو کامیوں کے درمیان الخ اور پھر آپ
لکھتے ہیں اور اس قسم کی لغو اور بیہودہ تحریروں پر جاہل ناز کرتے ہیں۔ اور آپ پر فرماتے ہیں
کہ میں اکثر یہ قصہ انہیں الفاظ کے ساتھ جاہل صابریوں کی زبانی سنا ہے۔ اور پھر آپ فرماتے ہیں
کہ اس قسم کے جاہل خواہ کسی سلسلہ کے ہوں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ جاہل اس قسم کی سہی
سمجھتے ہیں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ جبکہ جہلانے صابریہ نے اور نیز دیگر خاندان کو لوگوں نے
دوسرے طور سے شہرت دی رکھتی ہے۔ پس یہ آپ کے کلمات آپ کے لئے غور کا موقع ہے۔ چنانچہ
سیر الاقطاب میں سوہرے کے قریب کی تصنیف شدہ ہے اور اس سے پہلے کوئی کتاب صابریہ
کی نہیں ہے اور اسی کتاب کا مصنف سلسلہ صابریہ اور قطب صاحب اور مخدوم صاحب
میں مصنوعی جنگ وجدل کا قائم کر رہا ہے۔ اس کے بعد مرآۃ الاسرار اور اس کے بعد اقتباز
الانوار ہے یہ دونوں سیر الاقطاب کی ہی روایات میں روپائیت ہیں۔ انوار العارفین زبانیہ خال
کی تصنیف ہے جو سیر الاقطاب اور مرآۃ اور اقتباز سے اس کا راوی خوشہ چینی کرتا ہے اور کتاب
خزینۃ الاصغیاء غلام سرور لاہوری کی تالیف ہے جو یہ بھی ان کتب مقدم الذکر کا پس جوڑہ
اور ان کے مصنفوں کی تہ چاٹنے والا ہے۔ حکایت ایک بار حضرت مرتد دام فیض نے
عاجز سے فرمایا کہ میں پاک میں شریفی سے واپس سیراؤہ کو آتے ہوئے لاہور جا مکیا اتفاق ہوا
جو کہ مکہ حضرت مخدوم صاحب کے حالات کے متعلق تحقیقات تہی دل میں آیا چومفتی علامہ
صاحب سے ملاقات کریں شاید مفتی صاحب محقق ہوں۔ ہمیشہ گمان میرے کہ فانی بہت اور بعد
تحقیق مخدوم صاحب کا حال خزینۃ الاصغیاء میں لکھا ہوگا۔ بالآخر ہم ان کے مکان پر گئے

خ
بیچ
شہ
نی

ملاقات کے بعد دریافت کیا کہ آپ نے جو فلان فلان بزرگ کا حال فرمیتے انا صغیرا بہن لکھا ہے اسکا ثبوت بڑی تحقیق سے آپ نے بہم پہنچایا ہوگا اور وہ کتب معترہ آپ کے پاس موجود ہوں مفتی صاحب نے فرمایا کہ تحقیق بڑی چیز ہے اور یہ سخت دشوار کام ہو مجھ سے کب ہو سکتا تھا بہن تو جونا اور جو لکھا دیکھا ان لکھ دیا۔ ہمنے کہا کہ عمار سے میرا وہ مین اب مزار ہے اور وہ ان سال بہت بڑا عرصہ ہوتا ہے اور وہ مزار صرف مخدوم صاحب کر کے مشہور ہے اسکا حال نہیں لکھا اگر مفتی صاحب آپ کو معلوم ہو یا کسی کتاب میں دیکھا ہو تو فرمادیتے مفتی صاحب نے فرمایا کہ کچھ معلوم نہیں اگر آپ کو معلوم ہو وہ مجھ سے بیان کریں میں کسی کتاب میں چھاپ دوں گا بہت شکر سنتے تھے پہلو میں دل کا جو حیرانوں کا خطر خون نہ نکلا

لطائف قدوسی مولانا رکن الدین صاحبزادہ قطب عالم کی تصنیف ہے حضرت قطب عالم کی تصنیف
ہیں اور اس میں مخدوم صاحب کا ذکر طاق نہیں ہے چنانچہ اس کا ایک نسخہ قلمی پرانا ہمارے ہاں ہی
موجود ہے اگر ہی حال غلط فہمی اور تحریف کا ہے تو خدا حافظ ہے یہودی اسی وجہ سے مخصوص حکیم
ہوئے **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** قرآن شریف میں موجود ہے ترجمہ بلدی
میں کلام کو اس کی جگہ سے ہوا پر زیدی میں بیشک مخدوم صاحب کا ذکر ہے
لیکن ذکر اس کا قیہ ہے جس قدر قلمی نسخے پر اسے میں وہ اس ذکر سے پاک ہیں ہاں بطور
ستونین حضرات سوار نے اسحاق کیا ہے اسلئے یہ ذکر قابل قدر اور لائق سند نہیں ہے چنانچہ
آخری پرچہ مطبوعہ کے یہ عبارت موجود ہے کہ اس کتاب میں بوقت طبع بعض روایات
یاد رکھ دی ہیں۔ اور اجبار الاخیار کے مولف مخدوم صاحب کے وجود سے بطریق استفہام انکار
نہیں اسکی تشریح کو شہ جمال میں کامل طور سے لیکھی ہے ص ۳۵۵ ۳۶۰ ملاحظہ ہو۔ اور یہاں
پشتید فرہ و سیر میں ہے کہ شیخ صاحبزادہ خواہزادہ شہر قوسے لیکن کتاب کے پتہ نہیں
ورہا لطف اشرفی میں مخدوم صاحب کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے صرف اس قدر ذکر ہے کہ شیخ
صاحب کل خلفا ربابا صاحب ہے تھانے اند کچھ فتور آیا بتا پر رفع ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ صاحب
سدا آدیو کا نام ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس نام کے بزرگ ہی ہوں یہ کہاں لکھا ہے کہ مخدوم
امام الدین علی احمد صابری کیری خواہزادہ اور داماد بابا صاحب کے تھے تعریف الجمع والی

حضرت مولانا
موت سے اس فر
میں بڑی عطف
فرد کی مجلس
درائیں غلام
علیٰ بڑا بھائی
شہسوار اور
چوبیسی
وکیل محمد
تعلیم کمال
وادیہ کا
غنیہ کمال
چاکر سے

کچھ اشیا کے طور پر شاید بد عقیدہ ہو گئے ہونگے بالآخر سنبھل گئے ہونگے واللہ تعالیٰ اعلم اکتو
 ہم بزرگ مانتے ہیں لیکن انہی اجرائی سلسلہ کا اقرار نہیں۔ اور زبق المقام اور عیال و عیال
 اور غلبہ الطالبین اور انتباہ یہ چار تھامین خاندان نقشبند کے بزرگوں کی تصنیف ہیں انہیں شیخ صاحب
 کو جھول الکبفیت لکھا ہے سو اس سے مخدوم صاحب کے وجود کا ثبوت نہیں پہنچ سکتا اور یہ کتاب
 بھی سو برس سے ورے کی تصنیف شدہ ہیں جنہیں کسی کتاب کا حوالہ ہی نہیں ہے اور سیر الاولیاء
 سے ہی اثبات مخدوم صاحب کو کچھ علاقہ نہیں اس میں شیخ صابر نام درج ہے جو ہم پچھلے ہی
 قابل ہیں ان سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا اور اسکی عبارت سو کھیری اور صاحب سلسلہ اور
 داماد اور خواہر زادہ بابا صاحب کا ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ
 عبارت سیر الاولیاء کی یہ ہے از خدمت والد خود سماع دارد کہ درویشے بود عزیز و صاحب
 کہ اور شیخ صابر نقشبند سے نفسی کبری و قدم ثابت دہشت و ساکن قصبہ ڈیگری بود و پوندہ اراد
 بخدشت شیخ شیوخ العالم دہشت و اور از حضرت شیخ اجارت محبت بود الغرض در اینجا ان اعلیٰ
 کہ بدولت خلافت شیخ مشرف بود ہر یکے را وداع می شد و بوضعیتی مخصوص میگردد و ایندہ
 و نفسی ہمراہ او میگردد و درین میان شیخ صابر عرضداشت کرد کہ در باب سببہ چہ فرمان می شود
 و باب او فرمود کہ ہر وہوگا خواہی کرد یعنی ترا عیش خوش خواہد گذشت الغرض نا آخر عمر عیش
 خوش گذراشت و او سرگشتہ و خوش باش بود علیہ الرحمہ ہم عبارت اس عبارت کے داماد و
 خواہر زادہ ہونا اور خلافت نامہ دہلی کا ملنا اور قطب صاحب کے پاس مانسی جا کر جھگڑنا اور مانسی
 خلافت نامہ چاک کر کر واپس بابا صاحب کے پاس آنا اور پھر اکتو مگر خلافت نامہ کلیر ملنا نہیں
 پایا جاتا بلکہ یہ الفاظ عجز کے قابل ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد سے سنا ہے کہ شیخ صابر
 ایک درویش تھے۔ صاحب سیر الاولیاء کے والد بابا صاحب کے ہم عصر تھے اور وہ زمانہ گذشتہ
 کا ذکر کرتے ہیں اور مخدوم صاحب کا انتقال صابر یہ سلطان المشائخ کے قریب قریب ہوا
 تو یہ شیخ صابر ادب ہیں اور مخدوم صاحب صواب را در ہیں کیونکہ مخدوم صاحب کا اور صاحب سیر
 کا ایک زمانہ ہونا چاہئے اگر یہ شیخ صابر مخدوم صواب ہوئے تو وہ کہتے کہ درویشی ہست شیخ
 صابر نہ یہ کہ بندہ از خدمت والد خود سماع دارد کہ درویشے بود پس اس سے بھراحت ثابت ہوا

کہ انکا نام ہی شیخ صابر تھا برعکس اس کے صابریہ کہتے ہیں کہ ان کا نام علاء الدین تھا اور صابریہ
خطاب تھا اور وہ کہتے ہیں کہ شیخ صابر قصبہ ڈیگری کے رہنے والے تھے اور صابری کا یہ
بنائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انکو اجازت جمعیت تھی اور صابریہ کہتے ہیں کہ انکو خلافت تھی حالانکہ
اجازت جمعیت اور خلافت میں فرق عظیم ہے خلافت کا مرتبہ اعلیٰ ہے کیونکہ وہ پیر
اور عسکری تصور کیا جاتا ہے اور اجازت جمعیت کا مرتبہ ادنیٰ ہے چنانچہ صاحب سیرالاولیاء

حاکم شیعہ انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ جہانگیر اسکی نقل وندا اور یاری دے یا جس حد تک
اسد جل شانہ کی معرفت حاصل ہو حق کی مخالفت میں ایک قدم ہی نہ کہے کیونکہ حق ایک
ایسی چیز ہے جو اپنے وقت مقررہ پر ظاہر ہو کر باطل کو نیست و نابود کر ڈالتا ہے اور فرما
الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ ابْقَىٰ كَافِرًا بَلَدًا كَرِيمًا بَلَدًا كَرِيمًا بَلَدًا كَرِيمًا بَلَدًا كَرِيمًا
کیجئے کہ ٹھٹھے کے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا حضرات صوابیہ کہتے ہیں کہ انکا پانوں بارے کہ
کسی طرح حق کو چھپایا جائے اور اس پر ناعن کا پردہ ڈال دیا جائے لیکن اسد جل شانہ
اپنے وعدے کو ماضی صلوٰۃ علیہ وسلم اور لائل میں اپنے فضل سے حمایت کیں۔ آج کل
ایک دیوان صابریہ مطبوعہ ۱۹۹۹ء ملے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم
صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت سراج العارفین کے مرید و یمن ہوں اس دیوان کے ۶۸۵ اور
۱۹ پر شعر لکھا ہے شعر مراد ریاب صابر از جہنم کی رضام سراج العارفین
کیسب ہم آپ کا قول یا این یا آپ کے صابریہ آپ نے تو اپنی تحقیقات کا وہ پایہ بلند کیا کہ
خود صابر صاحب کو ہی غلطی پر ٹھہرا دیا۔ فرماتے ہیں جب خود آپ کے صابریہ اپنا آپ کو
کہتے ہیں تو آپ نے سلسلہ صابریہ کہا لئے نکالا۔ اور آپ تو اپنی صابریہ صاحب کا نام
علاء الدین علی احمد اور صابریہ کہتے ہیں اور خود صابریہ صاحب اپنا نام صابری
تخیر فرماتے ہیں ویکھو دیوان مذکور کے صفحہ ۴۹ کو شعر خدا یادہ خود صابری
ز احسان و ایمان ز انوار ایمان با اب فرماتے آپ سچ ہیں یا آپ کے صاحب۔ کیون
ہم نہ کہتے تھے کہ نام تو صابریہ ہو سکتا ہے۔ اور آپ انکو با صابریہ کے خلفائے
حضرت سلطان المشائخ سے ہی سابق اخلاف اور بزرگ مانتر ہیں اور خود صابریہ

خود خلافت اور اجازت مجت کی اس موقع پر تشریح کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ جسوقت کہ بابا صاحب اپنے مایان اعلیٰ کو خلافت کے مشرف فرما کر ملک بھلاک روانہ فرما رہے تھے اور وصیت خاص سے ممتاز کر رہے تھے پس اسی اثنا میں حضرت شیخ صابر نے عرض کی کہ میری نسبت کیا حکم ہے بابا صاحب نے فرمایا بہت اچھا کہا تھے بیٹے رہو۔ اس میں یہ عاجز و ضلزلہ

بھیہ حاشیہ اس دیوان میں اک غزل کی غزل حضرت سلطان المشائخ کی شان میں رقم فرماتے ہیں جس کے مضمون سے صابر صاحب کا عقیدت مند ہونا حضرت سلطان المشائخ سے منطوری سے

ثابت ہوتا ہے دیوان مذکور کے صفحہ ۱۷۲ پر غزل موجود ہے غزل۔

لشکر در بزم سلطان مشائخ کہ ذات اوست ایمان مشائخ

نظیر بخش کرد رخ اوست ازین وجہست سلطان مشائخ

نظام الدین نظام الدین گوید کہ یاد اوست سامان مشائخ

تو نامش را درون دل نگہدار کہ نام اوست در مان مشائخ

زمن بشنو نظام الدین چشتی کہ بہت اند جہان جان مشائخ

بشاک کو تو سر بر لب دم کہ کو تو اوست بستان مشائخ

چمی پرسی زمن از تر نہان ستم صا کبر نگہبان مشائخ

اب ہم بقول آپ کے صابر صاحب کو سلطان المشائخ سے سابق

اسخلافہ اور سلطان خجی کا وجہب العظیم جانین یا بقول صابر صاحب کہ حضرت سلطان المشائخ

کا عقیدت مند سمجھیں۔ کیونکہ اب وہ دن ترائیاں حضرات صابر کی کہ صابر صاحب نے فرمایا تھا

کہ گو بہائی نظام الدین کے مرید اتنے ہیں کہ جتنے آسمان پر ستار۔ مگر یہاں شمس جب چکر

سب چپ جائینگے و عجز و عجز کس مدین لکھے جائیں۔ اور جناب صوفی صاحب

یہ بحث تو آپ کے صابر صاحب اور حضرت سلطان المشائخ کے سب میں صرف تقدیم

تاخا اور بزرگی اور خودی ہی کی تھی آپ کے صابر صاحب تو حضرت نصیر الدین چلاں دلی

اور حضرت سلطان العارفین کے سلسلہ میں اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں دیوان

مذکور کا صفحہ ۷۷ ملا خطہ ہوا در شریعہ جو غزل شروع ہوئی اس کا مطلع اترتیر شعر

کہ بدون ارشاد او منشا بابا صاحب کے بھل صابر صاحب نے عرض کی شاید انکو یہ خیال گزرا ہو گا کہ
 کہیں میں نہ رہ جاؤں تو بابا صاحب نے انکی خواہش کے مطابق فرما دیا کہ مان کہاتے بیٹے رہو
 پس بابا صاحب کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ اسد تھاکے انکی زندگی عمدہ طور سے باقیتر ہوئی
 گزاری حضرات صابریہ کہتے ہیں کہ مجددوم صاحب کو خلافت نامہ تحریر ہی عنایت ہوا اور یہ
 کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو اگرچہ مجددوم صاحب نے زبانی اجازت بیعت تھی
 تحریر خلافت نامہ کا ذکر تک نہیں حضرات صابریہ کہتے ہیں کہ مجددوم صاحب کو خلافت نامہ دلچسپ
 مرحمت ہوا تھا اس عبارت سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے کہ انکو عام طور پر فرما دیا کہ جہاں دل چاہے

بقیہ حاشیہ اور مقطع اسطور پر ہیں

اگر خرابی گزری درجہ عشق شمع دین بیالی دیدہ دل رو بد گاہ نصیر الدین
 سراج العارفین آدیدہ دل ساز تا آنجا بہین دلکرت وحدت جمال او بہ ملک آئین
 بعد ایں صبا برو بد گاہ تو آورده کن رحمی کمال این غریب عاجز و سکن

جس حالت میں کہ صابر صاحب اپنے آپ کو سلسلہ نظامیہ میں داخل کرتے ہیں تو پہرہ حضرت
 قطب العالم مولانا جمال الدین محمد ہاکنسوی رضی اللہ عنہ سے جنگی
 وفات شریف حضرت بابا صاحب کی وفات سے گیارہ بارہ برس پہلے ہوئی ہے اپنی خلافت کی
 بابت جھگڑے کی خبر گئے۔ اور آپ تو اس بات کو فرماتے ہیں کہ قطب صاحب کا سلسلہ ماہر صابر
 صاحب کی دعاء سے جاری ہوا اور دہلی کی خلافت کی نشانی میں صابر صاحب نے قطب صاحب سے
 جھگڑا کیا اور خود صابر صاحب اپنی دیوان میں قطب صاحب اور ان کے سلسلہ کے بزرگوں کی من کرتے
 ہیں اور انکی بدولت دہلی کی شان و عزت کے اترا رہے ہیں دیوان مذکور کے صفحہ ۱۰۱ کے (۱۶)
 اور (۱۰) اور (۲۰) سطر کو دیکھنا چاہئے استعمار سعیدم برابر برمان دہلی ہے
 سلیمان سنت ایمان دہلی یا اس شعر میں حضرت قطب ثانی مولانا برمان الدین صوفی کی طرف
 اشارت ہے۔ جمال حضرت سلطان دیم + شہم از صدق دل قرین دہلی + اس شعر میں
 حضرت قطب صاحب کی ذات پاک مقصود ہے کہ سلطان احمد اور جمال الدین دو نقطہ
 کے نام ہیں۔ زور و مدد قطب منور + بہت آد جیشم شان دہلی + یہ شعر صاف مناسبت

جئے جاؤ اور وہ کہتے ہیں کہ جس خلیفہ کو وصیت خاص سے مخصوص کر کے کسی جگہ روانہ کیا گیا ہے
 اسکی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ نقشبۃ جہراہ او کر د اور شیخ صابر صاحب کو صرف جاؤ ہی فرما دیا اور
 وہ کہتے ہیں کہ تمام عمر صابر صاحب کی بعیش و عشرت گزری اور صابریہ کہتے ہیں کہ انہوں نے
 تمام عمر گوریاں کہا زہد و فاقہ سے گزاری اور وہ کہتے ہیں کہ شیخ صابر مدح و شہ باش تھ اور فخر
 باش سیاحت پیشہ کو کہتے ہیں صابری صاحبان فرماتے ہیں کہ محمد و حم صابر سے ایک میل باہر
 ہی نہیں گئے وہ ملتے ہیں کہ شیخ صابر مدح و شہ تھ اور مدح و شہ خلق کشادہ رہے کہ کہتے
 ہیں اور صابری صاحبان فرماتے ہیں کہ محمد و حم صابر تہ مزاج اور پر غضب اور انسانوں سے متنفر
 سیراکا ولیا ہیں شیخ صابر صاحب کی تمام عمر کا حال لکھا ہوا ہے اگر وہ کسی کو مرید یا خلیفہ
 کرتے تو ضرور اس کتاب میں ذکر ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ صابر صاحب نے کوئی مرید اور نہ
 خلیفہ بنایا اور سیر الاقطاب جو صابریوں میں اعلیٰ درجہ پر فانی ہوئی ہے اس کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت
 شیخ صابر صاحب کو بابا صاحب کا خلیفہ لکھا ہے اور ان کے مرید اور خلیفہ اور سلسلہ کا مطلق ذکر
 نہیں کیا اور حضرت علاء الدین علی احمد صاحب سے اپنی سلسلہ کا جاری ہونا لکھا ہے تو اس صورت
 صاحب سیر الاقطاب کے قول سے یہی شیخ صابر صابریہ کے محمد و حم صابر نہیں ہوتے
 اور سالہ حشیشہ ہشتیہ میں محمد و حم صاحب کا مطلق ذکر نہیں ہے اور سبع سنابل کا ذکر میں کسی
 ورق پہلے لکھا ہوا ہے۔ اور عبد الرحمن لکھنوی نے نہ بکیر جانا لکھا ہے نہ انکی وجود میں بحث
 کی ہے اور نہ خلافت میں تحقیق کی ہے لہذا سنیۃ الاولیاء میں دارالعلوم نے شیخ صابر صاحب
 جنکو ہم ہی مانتے ہیں۔

اس سوال کی وجہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ جن اختلافات کی وجہ یہ سوال کیا گیا ہے
 جناب صوفی صاحب دھیت علاء الدین علی صاحب ایک نام نہیں ہے۔
 چار شخصوں کے چار نام ہیں جو تین نام اصلی ہیں اور چارم وضعی ہے شیخ صابر
 علاء الدین علی صاحب صحیح اور اصلی اور ان میں کا مرکب کیا ہوا ہوتا نام علاء الدین

بقیہ حضرت قطب ثالث مولانا قطب الدین منور المعروف بقطب منور کی شان میں ہے۔ سید طفیل احمد

علی احمد صابری جس کے ساتھ کبیری لفظ لگایا گیا ہے واقعی وضعی ہے۔
 جو تین نام کہ صحیح ہیں انہیں سے اول نام کے ایک بزرگ حضرت شیخ صابری بابا صاحب
 خلیفہ ہیں لیکن اسے سلسلہ جاری نہیں ہوا سیرالاولیا سے ایسا ہی ثابت ہے خزانۃ الاصفیاء میں
 بحوالہ شجرہ حشریہ صفحہ ۱۳۲ پر انکی وفات ۸۱۵ھ میں لکھی ہوئی ہے۔ دوسرے نام کے
 بزرگ حضرت علاء الدین عیسیٰ صابری ہیں انکی وفات ۸۱۵ھ ہجری میں ہوئی
 اور پاک پٹن میں دفن ہوئے انکی زندگی میں انکی مصنوعی قبریں بہت بنائیں گئیں اور عقیدت کی وجہ سے
 عوس بھی ہوئے لگ بھگ یہ بڑے اعلیٰ درجہ کے بزرگ تھے صابر اور شا کر تھے اکثر و کثرت
 رکھتے اور شکر سیر ہو کر کہیں نہ کہاتے اور جو کوئی کچھ شکس کرتا وہ فوراً راہ خدا میں صرف کرتے
 یہ صاحب سلسلہ میں ان کے خلیفہ کا نام معز الدین عیسیٰ صابری ہے جو ارفریڈی میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے
 ہو تو ملاحظہ فرمائے۔ تیسرے نام کے بزرگ شیخ علی صابری رح میں یہ بابا صاحب کے
 خواہر زادہ ہیں لیکن مقطوع اختلاف میں قطب صاحب نے اسے خرقہ خلافت واپس لے لیا
 اور فرما دیا تھا کہ تم اس لائق نہیں ہو سب سنا میں اسطرح لکھا ہے دیکھ لیجئے۔ چوتھا نام طون
 تینوں ناموں سے کر کے یعنی علاء الدین علی احمد صابری اس نام کا بزرگ کوئی نہیں ہے
 یہ نام صرف مصنوعی ہے اس مجہول کیفیت اور مجہول الاسم کی وفات منکبہ کتاب
 سیرالاولیا میں ملتا ہے میں لکھی ہے منکبہ کتاب لفظ اس سبب وفات کی نسبت میں
 یوں لکھا ہے کہ آپ کو یہ ہو کہانہ لگے کہ جسکے من وفات موجود ہوں اور وفات کا وقت
 معین ہو تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نام کا شخص مجہول الاحوال ہو پس جانتا چاہئے کہ یہ
 کتاب تین سو سال کے قریب کی تصنیف ہے اور اس نام کے بزرگ کو سات سو سال کے
 قریب زمانہ ہوا اور اس کتاب میں کسی ایسی کتاب کا حوالہ نہیں جو اس زمانہ کی کتاب ہو
 تو بغیر حوالہ کے کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ سیرالاولیا جو سبب وفات لکھا ہے وہ صحیح ہے
 پس باقی روایات جو ہم لکھیں گے اسی پر تپا کرنا چاہئے اور سراج الولاہیت منکبہ میں
 اور اقتباس الانوار میں منکبہ جس میں فاصلہ ۱۰ سال کا ہو اور جو سیرالاولیا قطب الانوار
 میں لکھا ہے کہ ۱۱۶ سال کا فاصلہ ہے۔ اس قدر فصل ممکن نہیں ہے اور جو سیرالاولیا قطب الانوار

کے سوئمن قطیق دیجاوے تو ۲۶ برس کا فرق ہے اور ۶۹۰ سنہ اور ۶۹۰ سنہ کو مقابلہ کیا جاوے
تو ۹۰ سال کا فصل ہے مرآۃ الاسرار کے مصنف جو صابری ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مجھے سن ۶۹۰
ہی نہیں ملے مگر حضرت نظام الدین اولیاء سے چند سال پہلے انتقال کیا ان کا قول اس بارہ
میں عمدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے خوب عذر کیا ہوگا کہ جس سنہ وفات صابری صاحب
نے لکھے ہیں وہ سب مصنوعی اور طبعی ایجاد ہے۔ پس انکا انکار صاف دلالت کرتا ہے
کہ جس کے سنہ وفات نہیں اس کے حالات اور دیگر روایات قابل وثوق نہیں پس حضرت
نظام الدین اولیاء کی وفات ۶۹۰ سنہ میں ہوئی ہے تو اس سنہ میں اور ۶۹۰ میں فرق ۳۵
سال کا ہے اور جو ۶۹۰ جو وفات مخدوم صاحب اور ۶۹۰ جو سلطان المشائخ کے ہیں تو ۶۹۰
سال کا فاصلہ ہوتا ہے اور اگر بقول اقتباس الانوار ۶۹۰ سنہ اور ۶۹۰ کو ملا جائے تو ۵۵
برس بچیں یہ خود بزد ہوتے ہیں اور اگر ۶۹۰ اور ۶۹۰ کو دیجا جائے تو ۲۶ سال کا فرق
اور جو با صاحب کے ۶۹۰ اور مخدوم صاحب کے ۶۹۰ کو وزن کیا جائے تو ۱۰ سال کا فرق
ہوتا ہے اور ۶۹۰ کو مقابل کیا جائے تو ۲۰ سال کی کمی ہوتی ہے اور ۶۹۰ کو ۶۹۰ سے مقابل کریں
تو ۶ برس کی کمی ہوتی ہے اور ۶۹۰ کو ۶۹۰ کو ملاوین تو ۹ سال بچیں سے اڑتے ہیں علاوہ
اختلاف ازمنہ و سنون کے اس نام کے مصنوعی اور بناوٹی ہونین بہت کچھ براہین و حجج مینہ و صیر
ہیں جسے کوئی ادنی عقل کا انسان اپنی انکار نہیں کر سکتا کہ شتمہ جمال اور گلزار خلیل میں مصلحت
مرشد عم فیضہ کو یہ دریافت کرنا تھا کہ ان چار میں سے مخدوم صاحب کون ہے؟ یہ دریافت کرنا اک
ابر کا اور ہے اور تو میں کرنا کیسکا اور بات ہے لغو بالند کچھ کیسکی منقصت شان منظور نہی اور ہے
صوفی اے معاونین خلیل الرحمن اپنی حاسدانہ آنکھوں کو تھوڑی دیر کو اس
مذکور کے انصافاً بنظر انصافانہ سے ان الفاظوں کو دیکھو جو صاحب کرمہ جمال نے مخدوم حبیب دلی علی
کی نسبت لکھی ہیں کہ غلبہ جوانی کے عالم میں ہو کر خلاف حکم یہ طرقت قطب صاحب سے جنگ و جدل
کر کے ولایت لینا بہلا کھین لیا ہو سکتا ہے کہ ولایت نہ ہوئی کشتہ ہوئی افسوس کہ جس شخص کو لب
غلبہ جوانی کا ہو کر اس غلبہ میں اسکو اپنی نفع نقصان کی ہی خبر نہ ہو بہلا اسکو ولایت کیسے مل سکتی ہے
کیونکہ غلبہ جوانی کے طرارے عین شرارے نفسانی ہوتے ہیں۔ اسی ناظرین دیکھو کہ خلیل الرحمن صاحب

سوال دوم حضرت مرشد ایدہ اللہ تعالیٰ

مخدوم صاحب کے والد ماجد کا اسم شریف اور نسب یعنی قوم فرمائے کیا ہے

صوفی کل اولیاء سلسلہ صابریہ کا امیر اتفاق ہے کہ مخدوم پاک بیکہ النسب بن ابی
لے حضور کے والد کا اسم سید عبد الرحیم ہے اور سید عبد الرحیم کے والد کا اسم شریف سید عبد الوہاب
جو کہ خلف حضرت محبوب بھائی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

تکلیف بلا تحقیق وغیرہ الہ کتب مستند کسی کا نسب قابل احتجاج و اخذ نہیں

ہو سکتا اسطور سے صد ما لوگ باطل النسب صحیح النسب بن سکتے ہیں اور ہر کہ وہ اپنا نسب چاہے
اور جس گیت تک چاہے پہنچا سکتا ہے مجیب کو مزور ہے کہ تمام پہلو زیر نظر کر کے ہر جو اسکے کو ظہر اٹھاو
معلوم النسب اور جمول النسب میں محاک اور معیار کتب مستندہ میں یہ تین تھے آپ کے جو یکے بعد دیگر
لکھا ہوں عز کے قابل میں ایک کل اولیاء سلسلہ کا امیر اتفاق ہے۔ اسکی سند کیا ہے
دوسرا اور بعض نے حضور کے والد کا نام سید عبد الرحیم کہا ہے۔ اسکی مصدقہ اور ثبوت کیا ہے

تیسرا جو کہ خلف محبوب بھائی میں۔ اسکی وجہ ثبوت کیا ہے۔ یہ لفظ اتفاق وہی ہے جسکی نسبت
آپ حضرت مرشد پر الزام لگا چکے ہیں اگر وہ الزام آپ سچا جانتے ہیں تو اسی الزام سے
اقراری ملزم ہونگے ان ہاں شک بہت کہ بر سرین زدی اول جملہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرت

یقیناً کتب کثیرہ اُس سے خلافت نامہ دالیں لیکر چاک کر ڈالا اور فرمایا کہ تو لائق خلافت نہیں ہے بیاق

عبارت سیر لا اولیاء ہے یہ دو نور و امتین ایک ہی شخص کے حال کی معلوم ہوتی ہیں یعنی

جس شخص کا خلافت نامہ قطب صاحب نے چاک کیا وہی شخص نہا جنے بابا صاحب کے کہا ہا کہ یا تو آپ

خلیفہ کر دین ورنہ میں خود خلافت نامہ لکھ کر خلیفہ بن جاؤں گا۔ اہمیر الاولیاء کے بعض نسخوں میں

اور طلب الطالین وغیرہ میں بالعموم لکھا ہے کہ اُس شخص نے سفارش و وزارت خلافت پائی تھی

اور سیر لا اولیاء کے صفحہ ۴۴ پر لکھا کہ سفارشی خلافت لڑنا جائز ہے۔ اس سے ہمارا مطلب ہے

کہ اُسی شخص کو تمام صابریہ نے اپنا مخدوم صابر قرار دیا جسکا خلافت نامہ قطب صاحب نے چاک کر دیا

اور یہ قیاس حضرت صواب کا ہوں مانا جاتا ہے کہ وہ حضرات صواب نے حالات اپنی مخدوم صابر کے کچھ

میں وہ اس عبارت سے مطابق اور موافق ہیں کہ (یا تو مجھے فتلا دو ورنہ میں خود خلیفہ بن کر خلیفہ بن جاؤں گا)

شمس الدین ترک اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء اور حضرت عبدالحق روموی اور حضرت عبدالحق
گنگوہی رضی اللہ عنہم جو اپنے زمانہ میں کامل اور فزہتر اور کمال و ولایت میں پہنچی ہو اور اقبال کیا
یہ صابری ہو۔ تو انھوں نے مخدوم صاحب کا احوال کیوں نہ لکھا بلکہ باوجود کسی قسم کے احوال کے

۱۰ **حکایت ششم** ہمدے نزدیک انکا صابری ہونا ثبوت کو پہنچا لیکن یہ خلاف اس کے یہ محقق طور سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک حضرت شاہ فضل اللہ سہروردی کے طریقہ سہروردیہ میں مریدین اور حضرت جلال الدین بیکر اولیاء قلند صاحب کے مریدین اور قلند صاحب سلطانہ کے مریدین اور حضرت شیخ عبدالحق اپنے والد کے طریقہ نظامیہ میں اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی حضرت درویش قاسم اودھسی کے مرید ہیں طریقہ نظامیہ اور جمال الدین اور حضرت شاہ اعلیٰ صاحب سیر الاقطاب کے مرشد شاہ نظام ناولی کے نظامیہ طریقہ میں مریدین اور شاہ اعلیٰ کا بے منصوبہ نام و دانہ والد کی حیثیت میں وفات کر گیا اور چہ چنے کا بیٹا چھوڑ گیا جس کا نام شاہ محمد تھا شاہ محمد نے جوان ہو کر اپنے والد شاہ منصور کا نام سچو میں لکھ لیا۔

اور شاہ عثمان زندہ پیر حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی ساتویں پشت میں ہیں یہ کسی کھلیہ
میں بن لجا انتقال گئے والد کے رؤسا شہد نے انکو اپنے والد کی گدی پر بٹھادیا تو ہوا کیونچہ
واقع ہوا یہاں تک کہ نکر امین سر پھوٹ پھوٹ کی نوبت پہنچی زحمتی ہو کر گر پڑے مگر تادم
خلیفہ بن ہی بیٹھے اپنی خانہ تمام آفتاب بہت چمکے

یعنی بقول مبارکہ محدود صاحب کا بڑے حلقوں اور ہائے و مائے کلید میں بیچے
ہی مسجد جامع میں جا کر سیر چڑھانا اور کہنا کہ میں یہاں شاہ ولایت منیری اطاعت کو
اور مجھے اپنا امام بناؤ۔ یا قطب صاحب کے پاس بے ادبانہ چوڑی پر سر ارجھ جانا اور طرزی
بے باکانہ کہنے کے خلاف نامہ بر مہر جھٹ پٹ کرو اور خلافت نامہ کے چاک ہونے پر
مارے غیظ اور غضب کے قطب اعظم کا مسئلہ بیٹا و الامہ و غیرہ و غیرہ مجنونانہ حرکت

۱۰۰

جو ضروری ولایتیں ہیں وہ بھی نہیں لکھی جیسے نام اور نسب اور نام والدہ اور نام والد اور وطن وغیرہ
 وغیرہ پہرسم کو صابری کیسے جائیں رہے صاحب سیرالقطاب جو اس جگہ ایک بانی مہمانی ہے سوانح
 ص ۱۸۲ پر محمد دوم صاحب کو بنی اسرائیل سے لکھا ہے یعنی موسیٰ النسب اور حافظ محمد یعقوب
 صابری نے محمد دوم صاحب کو فاروقی لکھا ہے اور گلزار فریدی میں ۱۱ صفحہ پر ان کے والد کا نام عبد
 لکبر الکوید حسینی لکھا ہے اور دوسری کتابوں میں ان کے والد کا نام علی صابر لکھا ہے اور اقبال
 جو میرے سامنے اس وقت موجود ہے اس میں ان کے والد کا نام احمد صابر لکھا ہے اور حاجی عابد بن
 صاحب دیوبندی کے سچرہ میں ان کے والد کا نام شیخ صابر ہے اور مقام کوٹ قلی ریا کیتھری
 علاقہ جیسور میں پیر جی کمال الدین میں ان کے مان شجرہائے چشتیہ اور چشتیہ میں نظا میر صابر یاد
 قادریہ نقشبندیہ کا مجموعہ مطبوعہ موجود ہے اس میں ان کے والد کا نام صابر لکھا ہے یعنی شیخ
 علماء الدین بن صابر اور یہ مجموعہ صابریوں کا چھوٹا ہوا ہے اور ترجمہ مطلع العلوم جلد اول
 مطبوعہ ص ۱۳۳ پر ان کو قوم بنی اسرائیل سے لکھا ہے

بقیہ حاشیہ صاف بتا رہی ہیں کہ یہ گستاخانہ لکھ کر مجھے خلافت زدوگے تو میں عوذ خلافت نام لکھ کر
 خلیفہ بن جاؤں گا نہ دیر محمد دوم صابر نے بابا صاحب کہا ہوگا۔ اس سب تقریر کا نتیجہ یہ ہے
 کہ جب محمد دوم صاحب نے سفارش و فراغت خلافت ناجائز پائی اور پہر وہی سہمت
 نری خلافت نام چاک ہو گیا تو سلسلہ صابریہ کہاں چلا اور کیونکر چلا پر حضرات صابریہ
 جو اپنے اجرائے سلسلہ کے خیالی چالوں پکارتے ہیں اور عالم تو جہات میں اپنے سلسلہ
 کی بڑائی کا تقاضہ مچاتے ہیں یہ ہی اپنے محمد دوم معلوم کے اتباع میں مٹری سود ہو
 کیسی بڑھکا ہے میں ورنہ اہل فہم خوب سمجھتے ہیں کہ سلسلہ صابریہ کا وجود ہی نہیں میسر
 فرضی نام قرار دے لیا ہے۔ ۱۲ منہ

بے ادبانه لکھا کہ اسی وقت فرمان کے اوپر مہر کرو اور قطب صاحب نے جو فرمایا کہ اب
 شام کا وقت ہو گیا ہے چرخ روشن ہونے دو تو محمد دوم صاحب نے اپنی انگلی جاکر کہا کہ
 اس کی روشنی میں کرو اور قطب صاحب نے اپنی انگلی کو پہونک مار کر کل کر دیا اور خلافت
 چاک کر دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم قائل خلافت نہیں ہو پر محمد دوم صاحب نے غضب اور تو

۱۳

اب فرمائے اتفاق کہاں رہا آپ کے دعویٰ الصاف اور حق پسندی اور ثالثی پر افسوس آتا ہے
 جس گلزار حقیقت صابری کی نسبت آپ نے صفا پر یہ لکھا ہے کہ اس کا فطرہ فخر پر باد گشت کمان
 اور صفا پر لکھا ہے کہ گلزار حقیقت صابری پر سبقتا اعتراض کئے جاوین، جیسا ہے پھر اسی کتاب
 کی طرف رجوع کرنا اور اسی کا وہن پکڑنا تقویٰ اور دعویٰ حق پسندی کے خلاف ہے سو
 اس کتاب کے اور کسی کتاب میں محدث صاحب کے والد کا نام عبد الرحیم لکھا ہے۔ اور بارہوی
 کہ حضرت محبوب جانی کے پیشی کا نام عبد الرحیم نہیں ہے اگر ہے تو کھاؤ ابرہا نکھان کھنکھ
صديقين ایک ثبوت کے ساتھ اب دومرہ نبوت کی آپ پر اور عصیت وارد ہوئی۔ مولانا
 بھادر علی نے اپنا رسالہ محب الصابریں اسی کتاب فاست گردین و ایمان سے روایتیں لیکر تیار کیا
 اور قاضی عبد الحق نے رسالہ گلزار صابریہ اسی کتاب فتنہ اگر سے بنایا۔

کہ نہ ہر سکا حضرت قطب صاحب کا مصلیٰ پہاڑ والا اور پر جھٹ پٹ پاک پن واپس جا کر آیا
 صاحبے شکایت کی کہ میرا فرمان خلافت قطب صاحب نے چاک کر ڈالا اپنی بات کو چھپا لیا وہ
 ظاہر نہ کی جو کہ بابا صاحب خد کے خالص بندے اور مصلح خلق اللہ اور روشن غریب تھے اور قطب
 صاحب کو مستطوری اور مستطوری خلافت کا رب العزت کی طرف سے فرمان پا کر اختیار کامل پکڑ
 تو اور انکی حالت سو بھی بخوبی دہشت ہوا وہ دیکھ بکھتے تھے کہ یہ ہم سے بھی دو بار بی ادبی کے
 کلام کر چکے ہیں بیشک قطب صاحب کی خدمت میں مزید کوئی ایسی امت کی ہے جس سے
 وہ انسان عظیم اور دانا اور ملہم من اللہ ^{میرین دم کرتا رہا} ^{وہ} ^{میرین دم کرتا رہا} کی ایک دلیل واضح جو فطرہ جلالیت کے
 بارہ سے چوہے اک عینی تحریک ہو حرکت میں آیا حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ دریدہ جلال
 فرید تو اند و وحشت مطلب ہے کہ باؤ اب کہ ہمیں ہو سکتا جلال کے نامتقلہ کئے
 ہوئے کو میں متلو بہن کر سکتا ہو جلال ^{۱۰} کی نامتطوری پیری نامتطوری سبھو

اس مقام میں یہ امر ہی قابل تحریر ہے کہ بابا صاحب نے قطب صاحب سے وہ وہ باین خاص کی ہیں
 جو آپ کسی دوسرے سے یا اپنی اولاد سے خواہ وہ کسی مرتبہ ہو کسی درجہ پر ہو ہمیں کی
 اس شخص خاص کی وہ اگر خیر تحریر میں لانا چاہیں تو اک ضخیم کتاب طبع ہوتی ہے
 لیکن میں اس جگہ مختصر طور پر لکھتا ہوں۔ اول بارہ برنگ محض بوجہ محبت جس کی کہ نظم

صوفی اسے ناظرین جسطرح سے خلیل الرحمن صاحب کے زعم میں حضرت مخدوم صاحب کا شجرہ طریقت
مستوفی ہے اور فرضی ہے اسی طرح سے حضور کا شجرہ جدی ہی ان کے نزدیک فرضی ہے سو یہ بھٹکاؤ
کہ اگر بعض محال شجرہ جدی فرضی ہی ثابت کیا تو سلسلہ عالیہ صابریہ میں کوئی نقصان آجائے گا

گانگی نقصان کے کیا معنی چٹکنی ہوتی ہے

صوفی ابن عرب خلیل الرحمن صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر اسے سلسلہ کے واسطے
شیخ کے شجرہ طریقت کو صحت کی لازمی ہے شجرہ جدی کو صحت کی ضرورت نہیں ہے اگر صحت سلسلہ
داخل شرائط ہوتی تو خاندان حشیشہ توالد روزی مخدوم ہو جاتا کیونکہ حضرت خواجہ حسن بھری کے نام میں
اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان کے والد صاحب کا نام مولیٰ ثابت انصاری ہے اور بعض کے نزدیک

چچہ اور تنکو یک ہی پختہ تھا کہ تم بگاہ جال میں ایسی حرکت کرو اور پر باد جو نادم ہو نکلے انہی ہم سے
انکی سنگت کرو ایسے امور کے نتائج اچھے نہیں ہوتے بتلاؤ مہتار اس میں کیا وجہ ہا جو رسا تو گفت
چراغ کے روشن ہونے تک کرتے۔

نتیجہ نافرمانی حضرت قطب صاحب اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہما

بقول حضرات صوابر مخدوم صاحب خلافت دہلی سے انکے محروم ہے حضرات صوابر کو جس میں
آج تک چلا جاتا ہے اور کبھی کی طرح ہر وقت کف افسوس سے رہتے ہیں۔

پاک پٹن سامقام حسین صغریٰ شیخ حاصل تھی اس سے ہی محرومی اور شیخ سے دہری و مہجوری پر
علامہ اس کے یازن طریقت اور مذاہب کی صحبت ہی ہی علم کی ہوئی تازیت یا دوست کی ملاقات
تو درکنار انسان کی صورت دیکھنے سے ہی ترسا پڑا غیبت تنہائی سے جو انکی محبت میں زندگی کا لہر

اور نظم اور شبہی حاصل تھا حضرت بابا صاحب کے قطب صاحب کے پاس بالسنی میں تشریف لے گئے
یہ ایک قدرتی نظارہ ہے کہ مقام ہی بالسنی قطب صاحب کو وہ لاکھ اگر بابا صاحب بالسنی
نہ رہتے تو پاک پٹن سے دہلی اور دہلی سے پاک کی راہ کو ایسا واسطیہ کا نمونہ تھا کہ
جاتے بابا صاحب کو وہ بار ضرور ہے کا موقع غنا اور پر حضرت سلطان علی اور دیگر ایران
طریقت کی ہی ہمیشہ ملاقات کا اکثر مواد ملے سے جو کوئی پاک پٹن جاتا اور پاک پٹن
دہلی آتا وہ ضرور حضرت قطب صاحب کے ملاقی ہوتا ہے یہی حکم کا سرچشمہ تھا۔

سولی ابن نوا جد اولیش قرنی ہے

حکامی یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شجرہ جدی واقعی شجرہ طریقت کے لئے کوئی ثبوت یا عدم ثبوت میں داخل نہیں ہے۔ اگر یہ بات سچی تھی تو اس قدر گدگدی کے پیچھے سے ناک کیوں پڑوسی پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ شجرہ جدی یا نام والد حضرت مخدوم صاحب عین معلوم نہیں ہے یا اسمین اختصار ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ کرنی پڑی کسی نفس نے بیت ہی : کی انسانی غذا کے عیوض جو دین ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ

کہو اللہ کی زینت اور پاکیزہ رزق اللہ نے جو اپنے بندوں کے لئے پیدا کی تو حرام کی۔ جو ان الفاظ کو جو حکم جو ان ہی گہما گہما میں گولریاں کہا کہا کر حیات کا زمانہ پورا کیا جو ہر لباس بھی نصیب نہ ہوا بعد وفات بقول حضرات مولبر کئی سو سال تک لاش ہی بے گور و کفن پڑی رہی اور قبر اور عصب الہی کی توار باران باہر ان کو ترسک رہتے چلتی رہی کہ کوئی بھی وہاں نہ جاسکا پھر حاکم غیر آبادی لیتی تھی وہ مخدوم صاحب کے تشریف فرما ہوتے ہی چند روزین اجاڑ ہو گئی اور وہاں اور بیٹے سے جلد متباہ ہو گئی اور بیٹے مخدوم صاحب دفن فی الارض ہوئے سوائے مہربان شریع شریعت حیات کا کام ہی نہیں اگر وہاں کوئی قرآن شریف کا ایک پارہ ہی پڑے تو وہ برص یا کوڑھی ہو جائے ات دن بچائے اہل اللہ اور صلحاء کے طوٹ کارقص رہتا ہے اس سلسلہ یا سبب بن کر نکلتی رہی ہوتی ہیں۔ حال یہ جو ایک سلسلہ دوم ہے وہ ان عروج کے

دوم حضرت بابا صاحب اپنے مشہد قطب الاقطاب حضرت قطب الدین

کے انتقال کے وقت بالسنی میں تھے اعلام الہی سے اطلاع حاصل کر کے دہلی گئے اور نین روز رہ کر پھر واپس بالسنی آ گئے برادران طریقت نے ہر چند کہا کہ آپ کے مشہد آپ کو تبرکات عنایت کر گئے ہیں تم یہیں ہو یا صاحب فرمایا کہ میں بالسنی جاؤنگا سوم یہ کہ اپنے خلفاء کی منظوری اور غیر منظوری قطب صاحب پر منحصر تھی چہاں رام اگر قطب صاحب کے کسی خلیفہ کی خلافت کو منظور کیا تو بابا صاحب نے بھی منظور کیا اور جو منظور کیا وہ بابا صاحب کے مان ہی منظور رہا اور جو کسی نے منظور نہ کیا بابا صاحب کی باجگاہ میں اپنی کیا تو وہ اس نے منظور ہو کر دیوہ جہاں فرید تھوڑا دور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

ہم تحقیقاً کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ اور سعادت انسانی یہی ہے کہ جس بات کی انسان کو خبر نہ ہو
اور میں لب کشائی نہ کرے ایک امرا معلوم تحقیقت اور محمول کیفیت کو پیچ و پیچ اور گرد
کرہ بیان کرنا تقویٰ کے خلاف ہے پس سید ہی اور سچی راہ اختیار کرنا سعادت کا موجب اور صدقہ
باعث ہے۔ جناب من مخدوم صاحب کے تو نسب میں ہی گفتگو نہیں گفتگو تو تمام معاملات میں ہے
بقیہ حاشیہ در حاشیہ پاک ہے ان دونوں سلسلوں کا مقابلہ ناظرین کر سکتے ہیں اسی لئے خدا کا
فضل سے بغیر ہمارے ارادے کے ان دونوں حاشیوں کو یعنی حاشیہ حاشیہ - اور حاشیہ در حاشیہ
در حاشیہ ہذا ما فہم کنی لے بفضلہ - منہ

کا ائمہ علم صادر ہوا پچھم یہ کہ بابا صاحب بار با قطب صاحب کی نسبت
فرمایا کرتے تھے جمال جمال با سست اور کہیں سرتے جمال سیوا ہم کہ گرد
سر تو بگردم یہ عجیب و غریب پر معانی فقرات خصوصیت کے ہیں جس خصوصیت میں
کوئی شریک نہیں لفظ جمال ہی خصوصیت کو چاہتا ہے ششم بعد افعال قطب صاحب
ان کے صاحبزادہ قطب دوم حضرت برہان الدین صلی اللہ علیہ وسلم کو صغریٰ میں خلافت عطا فرمائی
اور یہ ہی فرمایا کہ صبیحہ جمال میری طرف سے مجاز تھا و سیاہی تو بھی مجاز ہے اور قطب صاحب
کا خرقہ اور تبرکات قطب صاحب کو دیے گئے تھے وہ ہی الموعظت کے ہفتم بابا صاحب
قطب کو مولانا جمال الدین یا برادر جمال الدین فرمایا کرتے تھے ہشتم اگر قطب صاحب
بابا صاحب کی خدمت میں اپنی حاضری کے لئے عرض کی تو بابا صاحب نے فوراً فرمایا کہ آپ
ست آئین ہم ہی آتے ہیں - نہم بابا صاحب نے جب قطب صاحب کو خلافت عطا فرمائی تو ان
عوارف المعارف ہی عطا فرمائی جس کا ذکر حضرت قطب صاحب کی پیشگوئی میں بیان کر چکے
ہیں پس یہ خصوصیات خاصہ میں جو بلا شرکت غیرے قطب صاحب کو حاصل ہیں جو دوسرے
حاصل نہیں میں اللہ ما جعلنا منهم و احسننا کون الیمہ معہم
۱۳ - منہ

وجود نام حسب نسب والد والدہ بیعت خلافت سکونت دفن قبر
سنة ولادت سنة وفات دامادی خواہزادگی وغیرہ کوئی بات تو ثابت ہو حضرت خواہ
حسن امیری کے ایک جو زمین کسی کو کم فہمی سے ہو گا بیان تو ساری باتوں پر پانی پیرا ہوا ہے
اور حضرت خواہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نسبت اجماع کل فرق اسلام کا پایا جاتا ہے قد
مشرک لہو سے نسب کی بھی صحت ہو جاتی ہے اور جہان متد مشترک نہ ہو تو مان کس
بات کی امید رکھی جاوے ایک مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے محدثانہ اس بارہ میں کلام کیا
اُس کا جواب فخر احسن مولانا فخر الدین صاحب نظامی کی طرف سے شائع ہوا۔

صوفیہ ایسے ہی حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید کے حسب کا پتہ ہے۔ نسب کا

نشان ہے اور اس طور سے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کو بعض نے خراسانی الاصل اور بعض نے
سمرقندی الاصل اور بعض نے بخاری الاصل اور بعض نے کو فی الاصل لکھا ہے

حجلی اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ انکا ثبوت نہیں تو محمد دم صاحب کا بھی ثبوت نہیں ثابت

الشرطیات المشروط اسی جناب انکا وجود اور ثبوت موجود ہے اور کافی ثبوت ہے

اور ایک سکونت کے اختلاف سے تو کچھ حرج نہیں ہے اور یہی آپ کے نزدیک اختلاف ہوگا

ہمارے پاس تو کچھ ہی حرج اور اختلاف نہیں ہے باقی اس کا جواب سوال دوم میں آچکا ہے

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کو محض بطریق تحقیق ہی سلسلہ جدی کی تحقیقا

مستطور ہوتی تو ایسے پہلے ان حضرات رضی اللہ عنہم کے حسب و نسب کی تحقیقات کرتے جو طبقہ

اولیٰ کے خاندان کے حیثیتہ بزرگ ہیں اس کے کیا معنی کہ طبقہ اولے کے بزرگ کو حسب و نسب

کی طرف تو التفات نہیں اور محمد دم پاک کے حسب و نسب کی تحقیقات ہورہی ہے۔

حجلی جناب صوفیہ صاحب پانی دہن مٹانے جہاں نیچا ہوتا ہے طبقہ اولیٰ سے تعین

ہی کیا ہے ان کی نسبت شک لکھو سے جو خود خواہم امر ثابت شدہ کو لے بیٹھیں تحقیقات تو

اسکی چاہئے جو بالمقابل ہوا اور مدعی سامنے ہوا اور اپنی فتح اور دوسرے شکست اور اپنا وجود

اور دوسرے کا عدم بیان کرے۔ جب کہ یہی دروازہ تحقیقات کا دروازہ کہتا ہے تو بمقابل مدعی

کہتا ہے۔ سو بین سو برس سے حضرات صوبہ مدعیانہ مقابل تھے یہ وقت اللہ جل شانہ نے اپنے

عالمین اس تحقیق کا مقدر رکھا تھا یوم تبیض وجوہ و شہود وجوہ کا زمانہ پہلی
مقرر کیا تھا۔ سو درپیش ہے

صوفی علاوہ اس کے آپ کا قلب سلیم ہوتا تو اُس میں یہ خیال ضروری آتا کہ کیا بعد یہ جو اللہ
نے بزرگانِ سلسلہٴ اصحابیہ کو بذریعہ الہام آپکا نسب ظاہر فرمایا ہو جسکو وہ اپنی کتاب میں لکھ رہے ہیں
حکامی جناب صوفی صاحب **رحمۃ اللہ وغفرلک** یہ امر قابل تسلیم ہے آخر جہل و
کے بعد یہ ایک بات فرمائی ہے لیکن اس میں اس قدر خیال ہے کہ الہام الہی اخبار کی نسبت
بلا تفاوت مراتب ایک الیٰہی قسم کا ہوتا ہے جس میں تسبیح جائز نہیں ہے قرآن شریف میں تو
ابن یعقوب ابن اسحق ابن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے تو تمام کتب الہامیہ و سماویہ میں یہ
سے موجود ہے نہ اس کے برخلاف۔ پس یہ آپ صاحب جو کتا لکھا الہام ہوا کہ نسب اور نام ہی
میں اختلاف بلکہ ایک دوسرے الہام کی ضد موجود ہے کیونکہ الہام ہوا کہ مخدوم صاحب بنی اسرائیل
میں اور کیونکہ الہام ہوا کہ قرطبی میں اور کیونکہ الہام ہوا کہ حیدر بنی میں اور کیونکہ الہام ہوا کہ حیدر بنی میں
اور کیونکہ الہام ہوا کہ غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور
کیونکہ الہام ہوا کہ انکا نام علی صابر ہے اور کیونکہ انکا نام علی صابر ہے اور کیونکہ الہام ہوا کہ انکا نام
علاء الدین ہے اور کیونکہ الہام ہوا کہ انکا نام علاء الدین علی احمد صابر ہے اور کیونکہ الہام ہوا کہ ان کے
باپ کا نام احمد ہے اور کیونکہ الہام ہوا کہ انکا باپ صابر تھا اور کیونکہ الہام ہوا کہ ان کا باپ عبد
تھا اور کیونکہ الہام ہوا کہ عبد الحسین والد تھا۔ یہ دراصل الہام نہیں صرف خیال ہے

سوال سوم حضرت مرشد دام فیضہ

مخدوم صاحب کی جائے ولادت بتلائے

صوفی مخدوم پاک کی جائے ولادت بعض کے نزدیک ہرات ہے اور اکثر نے جائے ولادت کا ذکر
ہی نہیں کیا اگر جائے ولادت کو ہرات ہی مان لیا جاوے تو ایمان میں کیا کچھ نقصان آ جاوے گا یا اگر
جائے ولادت کا پتہ ہی نہ ملے تو کیا سلسلہٴ صابریہ کے جاری ہونے میں کوئی نقصان آ جاوے گا۔

حکامی ہرات کی جائے ولادت کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے مخدوم کی جائے ولادت و ثبوت ہرات

تسلیم کجائے تو اک قسم کا کذب لازم آتا ہے اور کذب پر یقین کرنے سے بیشک ایمان کا نقصان ہے اور جائز ولادت کے نفع سے آپ کے سلسلہ کا نقصان اور بجا سوال قائم۔ باقی جو سوال دوم میں آچکا ہے اور جائز ولادت صرف اک گزرا حقیقت صابری نے بھی ہے جسکو آپ مردود فرماتے ہیں نہ بعض نے

سوال ہمارم حضرت مرشد دایم برکاتہ
مخدوم صاحب کا نام حضرت علاء الدین علی احمد صابر ہے یا حضرت شلیخ صابر
یا حضرت عرصوقی ہے یا حضرت علاء الدین ہے یا حضرت علی صابر ہے۔

صوفی صاحب یہ نظر من الشمس ہے کہ تعداد اسماء یا حضرت تعداد
تخت ذات سہمی بہنیں ہو سکتا اور نہ موجب مسدودی فیض ذات مسہمی ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں
کہ اگر کسی طالب نے اس ذات واحد کو جو مہر نشا صابر یہ ہے مخدوم علاء الدین علی احمد صابر
لکھ کر پکارا اور کسی نے شیخ علی صابر اور کسی نے دوسرے لقب اور نام کے ساتھ پکارا تو کیا ان
پکارنے والوں کو جو تعداد القاب اور تکرار اسماء کے فیض حاصل نہ ہوگا۔

حکلی بیشک تعداد اسماء ذات بخلاف اسماء صفات ذات واحد مسہمی میں خلل انداز
اگر یہ بات بہنیں تو ذات کے کیا معنی اور واحد کے کیا معنی ہونگے یہ بات بدیہی البتہ ہے کہ تعداد
و تکرار اسماء ذات سے تعداد ذات مسہمی ہو سکتا ہے کیونکہ ذات اور صفات کے لفظ سے ہی فرق
میں ہے زید اک اسم ذات ہے اور عالم فاضل جاہل عینی بلیدہ فیض سب اسکی صفات ہیں لیکن زید
بکر عمر خالد جو تمام اسماء ذات ہے ان سے ایک فرد زید یا بکر بہنیں سمجھا جاتا بلا شک زید بکر عمر کے
کھنڈے سے تعداد ذات پر دلالت ہوگی مثلاً آپ کا نام صوفی جگان جو آپ کے والدین
وضع کیا ہے تو آپکی ذات واحد کے لئے وضع کیا ہے جس سے آپ ہی کی ذات مقصود ہی
نہ ذات متعدد پس یہ ہرگز بہنیں ہو سکتا کہ احمد جان محمد جان و غیرہ نام پکارا جائے اور اگر
سے خاص اک فرد صوفی جگان سمجھا جائے واضح اسم کی غرض یہی ہوتی ہے
اگر یہ نہ ہو تو اسماء ذات اور صفات کا تمیز و تفرق اٹ جائیگا۔ اور باوجود ہم ذات یا صفات
کے ایک لقب ہوتا ہے مگر لقب اور اسم ذات اور صفات یا خطاب میں فرق خطیم ہے

پس تعدد اسماء ذات سے ایک شخص واحد بنیں ہو سکتا سو اے اس کے کہ تعدد اسماء ذات سے
 کسی ایک متعدد اشخاص سمجھے جائیں اب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ پانچ اسم مذکورہ اسماء ذات ہیں
 اور جن اسی باب میں تحقیق کرنی ہے کہ نام کو لٹا ہے اور خطاب کو لٹا اور لقب کیا ہو ان
 الرئیات آپ کہہ دیجئے کہ علاء الدین بن علی بن صبا بوسے جس سے لب کی طرف اشارہ
 تو کچھ روتے ہوئے کے آئینہ پوچھے جاتے لیکن ثبوت پر ہی رد کار تھا ہمیں صرف تحقیق ہے نہ
 معاذ اللہ منقصت شان مخدوم۔ بعد ثبوت ہم اسی طرح مخدوم صاحب کو ماننے والے ہیں جیسے
 ذات بابا صا اور سلطان المشائخ اور حضرت قطب صبا کی مانتے ہیں۔ اب ہم کریں کیا
 مدعی مسست گواہ حجت کی بات تو نہیں بنتی۔ دیکھو حضرت عمر صوفی بابا صاحب کے
 داماد ہیں اور بی بی مسنورہ بابا صاحب کی صاحبزادی اس لئے منسوب ہوئیں اور متشیخ محمد
 فرزند تولد ہوئے انہوں نے حضرت سلطانی کے ملفوظ جمع کئے تو عمر صوفی اس صورت
 میں صابر یہ کے مخدوم کا نام کہی بنیں ہو سکتا ہے باقی تشریح سوال اول میں ہے۔

صوفی خلیل الرحمن صاحب نے اس سوال پر یہ کہ جس نے آپ کی پیری کو بچ کر
 اخبارات میں بہت زور دیا ہے کہ سیر الاقطاب و چار ناموں کا ایک نام کر لیا ہے میں کہتا ہوں
 کہ یہ چار ناموں کا ایک نام جو بنالیا ہو اسی ذات کی واسطہ تو بنایا ہو سرشار سلسلہ عالیہ صابریہ
حکامی اسم اللہ کہ آپ نے اس نام کو مصنوعی قبول کر لیا **شعر**
 بہر رنگے کہ اسی جامہ می پوشش من انداز قدرت را می شناسم

صوفی دیکھو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو ہند الولی اور خواجہ بزرگ اور خواجہ اجیری
 اور خواجہ حسن مجزی لکھا ہے اور کسی نے پورا نام مع القاب کے ہی تو کیا اس اختصار کی وجہ
 چاہ پانچ نام ہو جائینگے۔

حکامی عرض یہ ہے کہ اسم ذات اور صفات ایک بنیں ہو جایا کرتے القاب اور
 خطاب جڑ اسم بنیں بجاتے خواجہ حسن لسی نے نام بنیں لکھا ان معین الدین بن حسن مجزی
 لکھا ہے جو بن کو انجیف کر کے خواجہ معین الدین حسن مجزی کہتے ہیں جب آپ کو القاب
 اور خطاب اور کنیت اور اسم ذات اور صفات میں تمیز نہیں ہے تو کیوں تحقیق کے لئے

دوات قلم لے کر بیٹھے۔ جناب صوفیہ۔ انہیں کہو کہ لفظ ہند الہی غلط ہے اور وہی الہند
 صحیح ہے پس ہند الہی یا خواجہ بزرگ یا خواجہ جمیری کوئی بھی نام نہیں لیتا نام معین الدین
 ہے باقی لقب ہیں یا صفات ہیں۔ پس اگر مخدوم صاحب کا نام علاء الدین تھا اور لقب
 یا خطاب صابر تھا تو نام معہ خطاب یا لقب علاء الدین صاحب ہو یا پریدہ نام علی اور مخدوم
 بیچیں کیسے آگئے اور لقب صابر کی بھی کوئی وجہ وجہ ہونی چاہئے بیہوش ہوئے تو یہ لقب ہی
 عند العطار قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ مخدوم صاحب کوئی صفت صبریائی نہیں جانی
 کلیہ احوال اور قطب صاحب کی ملاقات کا حال حیرت میں ڈالتا ہے اگر نام علاء الدین
 صابر کے بدلے بقول آپ کے علاء الدین محسن کسٹ نام ہوتا تو درست ہوتا اور میرا لفظ
 کی تحریر کے بموجب دوبارہ برس بابا صاحب کے لنگر خانہ پر امانت اور دیانت سوسہ اور ایک
 دانہ تک بغیر حکم برشد نگہایا تو بچا سے صابر کے امین یا متدین لقب ہو سکتا ہے
 تو اس صورت میں علاء الدین امین یا علاء الدین متدین نام معہ لقب ہو سکتا ہے اور لقب صابر
 بالکل موزون نہیں ہو سکتا اور اب مجھ پر یہ بات ہی دریافت کرنی پڑی کہ مخدوم صاحب دوبارہ برس
 جو لنگر سے ایک دانہ نہیں کھایا تو لنگر میں سے کھایا ہوگا تو یہ صبر کیونکر ہوا اور اگر بارہ برس
 کھایا ہی نہیں تو یہ اہلبار کراست ہوا پس ایسی کراست کا صادر ہونا قرآن شریف کے
 خلاف ہے **وَمَا جَعَلْنَا لَهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا**
خَالِدِينَ ترجمہ اور ہم نے انکو ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں یعنی وہ
 کھانے کے محتاج تھے پس جو جسد محتاج طعام ہو وہ بغیر از طعام زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اس لقب صابر
 کو بابا صاحب کی طرف منسوب کرنا بابا صاحب پر ہتان ہے بابا صاحب نے ہرگز لقب صابر
 نہیں فرمایا۔ اس نام یا لقب کی صورت مصنوعی پہلے بیان ہو چکی ہے یہ ایک بطور نمونہ بیان
 ہوئی ہے ایک صاحب صابری رسالہ برق جلال میں ص ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے
 مخدوم صاحب کی والدہ سے فرمایا کہ نام علی رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ احمد نام رکھنا اور خدا نے کہا کہ مخدوم نام رکھنا اور خضر نے کہا کہ علاء الدین نام رکھنا کیا عجیب
 شہید بیان فرمائی ہے ان حضرات صواب کے حصہ میں جو قدیم سے جہگڑا اور فساد آیا ہے

علاوہ جو کچھ فقیر محمد رحمہ اللہ اور قطب صاحب کے اللہ تعالیٰ اور خضر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اعد علی راضی بن ہی اکیس قسم کا تنازع پیدا کر دیا۔ شہر دل جلا جان طلی دونوں بیان
 کیسے ما اسکو تہاموں کہ اسے پالون پڑون کس کس کے ہے اگر حضرت علی کے فرمودہ کو
 بجا لایا جاوے تو خضر اور رسول اللہ اور خدا تعالیٰ کی شکل ہوتی ہے اور جو فرمانا خضر کا کیا جاوے تو علی
 اور رسول اللہ اور خدا کی ناراضگی ہوتی ہے غرض کہ جس کے برخلاف کیا جاوے اسی کا مورخہ
 ہونا پڑتا ہے ایک کی فرمانبرداری اور دوسری نافرمانی کرنی پڑتی ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ کل کو
 مجموعہ کر کے ایک نام قرار دیا تاکہ سب راضی اور خوش رہیں تب ہی اس خسیہ تجربہ کی
 ترکیب ٹھیک نہیں بنتی عدول طلی اور نافرمانی ایک دوسری کی سوراخ بند نہیں ہوتا۔

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب کتب سیری کو غور سے دیکھئے اس خاندان
 چشتیہ میں حضرت مشاد وینوری کو نام پاک میں دو نام شامل ہیں مگر کوئی نقص کی بات نہیں ہے

چشمی جناب صوفی جان صاحب آپ ہی تو کتب سیر کو تہذیب دیکھئے حضرت
 حمشاد وینوری کے نام میں دو نام بر گز رہے ہیں اصل نام مشاد ہے اور وینوری
 یاے نسبتی ان کے مسلک کی ہے جو وینور کے نام سے مشہور ہے اور بعض جگہ یہ بھی لکھا ہے
 کہ حمشاد علی دینوری جو فارسی ترکیب میں ابن کا لفظ تخفیف کر کے حذف کر دیا
 کرتے ہیں اور صرف اضافت باقی رکھتے ہیں تاکہ اضافت ابن کے حذف پر دلالت کرے
 پس مشاد ابن علی دینوری کا حمشاد علی دینوری ہو گیا ہے مثلاً قطب جمال الدین السنوی
 امام محمد غزالی سید عبد القادر جیلانی وغیرہ وغیرہ اصل کی تحقیقات سے فروع کا وجود
 فیصلہ ہو جاتا ہے فروع اصل کے تابع ہے جسکی اصل میں اسکی فرعیں گفتگو بے سود ہے
صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب جو کچھ اعتراض آپ نے چار ناموں کے ایک
 کر نیکی متعلق سبکیا صابریوں پر کئے ہیں وہ اعتراض موافق آپ کے معر کے اور خیال کے کل
 بزرگان چشتیہ پر جنہیں حضرت قطب جمال الدین احمد السنوی بھی شامل ہیں وارد ہوں گے

ہمسائی یہ صرف آپ کا حسن ظن ہے ہائی جواب سوال اول میں آپ کا جو
صوفی علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب نے اخبارات اور

نیز کرشمہ چال میں جو لکھا ہے کہ ان چار بزرگوں میں سے آپ کا سلسلہ صابریہ کس بزرگ سے جاری ہوا ہے اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ آپ کو وہم نے گھیر رکھا ہوا ہے حضرت صابریہ سلسلہ لفظ صابریہ کی وجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور لفظ صابریہ چاہے لفظ ہی نام آپ صابریہ پر طرقت کا فرمانا کہ آپ کا سلسلہ صابریہ کس سے جاری ہے بسا اعلیٰ ہے بلکہ سلسلہ صابریہ کو اس لفظ صابریہ کی وجہ سے جو ہر کی اور پیشی میں موجود ہے صابریہ کہا گیا ہے۔

کشمہ چال سوال اذ آسمان جواب از لیسان۔ حضرت مرشد و ام فیض نے اور نیز صاحب کشمہ چال نے یہ کتب دریافت کیا ہے کہ صابریہ سلسلہ کس لفظ سے مشہور ہے اسی جناب وہ تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ کس بزرگ سے جاری ہے اور آپ کا یہ سپید چھوڑ زمین و آسمان میں سامانین سکتا کہ سیر لا و لیا رسولیکر کل کتا تو نہیں موجود ہے حضرت سوائے صوابریہ کی کتا تو نہیں اور کسی کتاب میں نہیں ہے پس جیسا کہ منجد دس سوالات کے سوال اول میں نہ ہونا ثابت کر دیا گیا ہے

سوال خبہم و ششم حضرت مراد فاضل

ان کی دامادی کا ثبوت دیکھئے کہ بابا صاحب کی کولنی صاحبزادی سے منسوب ہوئے اور خواہر زادگی کا ثبوت دیکھئے کہ کولنی بھن کے فرزند ہیں۔

صوفیہ بزرگان سلسلہ صابریہ میں اسی سے مشہور ہے کہ مخدوم مالک بابا صاحب بھانچہ اور داماد بنتے اسکی تصریح نہیں کہ کولنی ہیں کہ فرزند تھے اور کولنی دختر کے خاندان کے

کشمہ چال پیر دی کہ ہے میں کیا یہ جواب مسکت ختم ہو سکتا ہے کیا کوئی محقق تسلی باب ہو سکتا ہے جناب میں بیشک اخبار و نہیں اور کتاب کشمہ چال میں یہ بات اجلی و بھیات کی طرح ثابت کر کے دکھلا دی ہے کہ حضرت بابا صاحب کے تین صاحبزادیاں ہیں ایک بی بی فاطمہ دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ۔ حضرت بی بی فاطمہ بوالدین اسخند سے اور حضرت بی بی مستورہ عرصہ مئی سے بیا ہی کہیں اور بی بی شریفہ میں جو اینچ بیوہ مولین پر اینچ نکاح نانی نہیں کیا چنانچہ سیر الاقطاب اور کل کتب صوابریہ میں اسطرح موجود ہے چوتھی

صاحبزادی کوئی ثابت نہیں جو مخدوم صاحب بیابھی لکھی ہو مان ایک بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسے فرضی صاحبزادی بابا صاحب کی بنائی گئی ایسا ہی فرضی داماد بھی بنایا گیا اور علی بن القیناس فرضی وجود کے فرضی حالات عجیب و غریب لطیفہ جو اہر فریدی کے ص ۲۵ پر حضرات صواب نے الحاق کر کے یہ مضمون لکھ دیا ہے کہ مخدوم صاحب بی بی شریفہ بیابھی لیکن نہیں جو عین جوانی میں بوجہ ہو گئیں علاوہ گناہ قذوف جو سخت کبائر سے ہے ایک دہو کہا گیا یا احاق کیا پر کرنا نہ جانا بی بی بیوہ ہو جائے خاوند زندہ رہے یہ سچ ہے دروغ اور حافظہ ناشد مخدوم صاحب کی عمر بقول صواب ۹۸ سال کی ہوئی ہے نادان دوست سے خدا بچاوے۔

صوفی اس قسم کے امور کی تحقیق داخل ضروریات شریعت اور طریقت نہیں، ولی برحق کی خلافت حقیقی کی تحقیقات کرنا ضروریات میں ہے۔

حکامی ان اقسام کے امور کی تحقیق ہمیشہ داخل ضروریات شریعت اور طریقت ہوا کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء اور ان کے مشیل اولیا اسی لئے دنیا میں کیے بعد دیگرے مبعوث ہوئے ہیں کہ تا ان کے افعال اور اقوال کی پیروی پیروی کر کے ہر ایک شخص اپنی اپنی مناسبت پر صابح علیا اور رات عظمیٰ کو پہنچے اور مطلوب حقیقی کی مرضیات کو حاصل کرے۔ قرآن شریف میں ہے **اِنَّكُمْ تَحِبُّونَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** ترجمہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتا ہے یعنی اگر تم اللہ کے محبوب بنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ بات یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے عزیز و نکی اتباع سے روحانی اور جسمانی فوائد کو تمام و کمال اپنے انتہائی نقطہ تک پہنچ کر حاصل کر لیتا ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر انبیاء کا وجود مفیول اور ان کے امثال کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جتنے دلوں میں محبوب حقیقی کی ترطب اور مطلوب صلی کی مجلس ہے وہ تو زندہ ہی مر گئے **اَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** جو اللہ تعالیٰ نے یا بخون نمازون اور دیگر اوقات میں پڑھنے کیلئے تعلیم کیا ہے اور مقاصد عظمیٰ اور مطالب کبریٰ کو اکمل اور اعلیٰ اور ارفع طور سے پُر کیا ہے

جس سے کسی قسم کی صداقت باہر نہیں ہے اک یہودہ اور سحبا جانیگا پر وہ کولسان راہ
 جیسے چلنے سے وصول الے المد کا مزہ چکدے لے اس دعا کے تو یہی کہتے ہیں کہ اتنی بگو
 وہ راہ دکھاتا ہے منعم علیہ یعنی انبیا اور صدقا اور شہدا اور صلحا میں داخل ہو
 جائیں اگر ہم میں تو ہی انبیا کے درجات نطی اور مثالی طور پر حاصل کر سکیں تو ہمیں انبیا
 کا نخل اور نخل بنا دے اور جو ہم میں مادہ اصدقا اور شہدا اور صلحا کا ہے تو انکا ہر گ
 یا وہ ہی بنا دے اور یہ بات محققانہ طور سے تحقیق کے منہ خطو پر جلوہ گر ہو چکی ہے کہ حکا
 حال اور قال ایک نہ ہو گا یا ایک ہو جاوے لیکن موافق چال میں انبیا الرحمن یا ان کے جانشین
 کے موافقت نہ ہو تو وہ ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ اسکی پیروی کرے اس کے استہای مرکز کو
 انسانیت سے موسوم ہے حاصل کر سکے اور بطریق تشرل تو یہ سب میں مشہور ہے کہ علم شہ بہ ہر نخل
 اگر آپ کے نزدیک یہ تحقیق لغو تھی تو کیوں آپ نے چند اوراق سیاہ کئے اور جس شخص کا وجود ہی نہ ہو تو
 اسکی خلافت یقینی کی تحقیقات تو اسی طرح پر ہو سکتی ہے کہ جیسے اب و پیش ہے

صوفیہ جناب خلیل الرحمن صاحب مخدوم پاک کو یا صاحب شہ آل منوی حاصل
 تھا تو اب کیا ضرورت ہے کہ ہم شہ ظاہری کی بھی جستجو میں اپنا وقت ضائع کریں یہی وجہ ہے کہ
 بزرگان عالیہ سلسلہ صابریہ نے ایسے ہی مخدوم پاک کو حسب نسب و حیزہ کی تفتیش ظاہری نہیں
 فرمائی جیسے طبقہ اولی کے حضرات چشتیہ نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کے حسب نسب
 و حیزہ ظاہری کی جستجو نہیں فرمائی۔

حکایت جناب میں آپ کیون صداقت کا خون کرتے ہیں کون کہتا ہے کہ حضرات چشتیہ
 طبقہ اولی کے حسب نسب کی تحقیق نہیں کی کیا آپ کو معلوم نہ ہو یہ بات صفحہ روزگار سے ہٹ
 سکتی ہے صدائے بین اس تحقیق سے بھری پڑی ہیں اور اسوا میں کے محدثین کی سعی کو غور سے دیکھئے
 اور علم رجال کو ملاحظہ فرمائے کیا کیا تحقیقات حسب نسب کو علاوہ نعل و قول و حیزہ کی ہی کی ہیں اگر
 ایسی تحقیقات کوئی نہ کرتا تو دینی کام درہم برہم ہو جاتا اور سلاسل طریقت کی صف اکہم میں لپٹ
 و بجائی آپ کیسے فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت میں یہ تحقیقات داخل نہیں ہے متعجب
 چشم بے اندیش برکت باد عیب نماید ہنرش در نظر

تفسیر حدیث تفسیر فقہ وغیرہ علوم پر نظر کر سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر ایک شہر اور ہر ایک کی تحقیق ہوئی ہے اگر یہ تحقیقات نہ ہوتی تو نہ ہم نماز پڑھ سکتے تھے نہ روزہ رکھ سکتے تھے نہ کسی مذہب اور ملت اور سلسلہ کی پابندی اختیار کر سکتے تھے اور پہلے آپ ہی فرما چکے ہیں کہ اولیاء صابریہ نے اہل امانہ و محض صاحب کے حسب و نسب کی تحقیق کی ہے۔ غرض تحقیق فضول نہ رہی ہوئی خواہ کسی طرح ہو۔
صوفی جناب طویل الرحمن صاحب جب شاہ عبدالحی محدث دہلوی نے اخبار الاخیان اس قدر لکھا ہے کہ وہ بزرگ جس کا سلسلہ شیخ عبد القدوس گنگوہی سے ملتا ہے وہ بابا صاحب کو داماو اور خواہرا زادہ شہوین تو آپ کو وہ کوئی ضرورت پیش آئی جو اپنے شریعت معنوی چھوڑ کر ظاہری تحقیق کی۔
حکلی اس کا جواب ۴۸ صفحہ پر لکھا چکا ہوں اور محض کرشمہ جمال کے صفحہ ۴۸ پر ہے۔

سوال ہفتم و ہشتم حضرت مرشد امام فیض

یہ قبر کب بنی کب بنی ہو اور کس نے بنائی ہے ۸ اور ان چنانا سون مذکور الصمدین سے کون سے بزرگ کی ہے اور کس بادشاہ کے زمانہ میں کس کے انتہام سے بنی ہے۔

صوفی ایک عرصہ تک ہزار ہا افراد محض پاک کا بوجہ ویرانی ٹیکر اور تیر بوجہ ہزار

ذاتی محض پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بلا تغیر پڑا رہا اور محض پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال ہی جو استغراق ذاتی کے اسطر فلک التفات ہی نہیں ہوا اور نیز لاجہ غالب ہو فیض محض پاک کے جان نگران سلسلہ ہی داخل سلسلہ ہوتے ہی مستغرق ہو جاتے تھے اور رسوم ظاہری کی طرف انکا التفات

ہی نہیں ہوتا ہی استغراق کلی باعث اس کا ہوا کہ عرصہ دراز تک نہ تعمیر خانقاہ ہوئی نہ کوئی اور کچھ تعلق اسو ظاہری نہ ہو مگر آبا یعنی تالیف ملفوظات کی طرف ہی خیال نہیں گیا یہی سبب معلوم ہوتا

کہ محض پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کتب سیرت میں قلت ہے کیونکہ اولیاء و اولیہ کے مرید اور یدان میرد ہی ان کے حالات اور کرامات و عجزہ کو جمع کر کے لکھا کرتے ہیں جب ان حضرات کا جو لوگ جمع کرنا

تہو بوجہ استغراق کے یہ حال تھا تو ہر ملفوظات کسیر جمع ہوتے اور بلا جمع ہو ملفوظات ان میر کو حال انکا

حکلی آپ یہ حالات اپنی طرف سے کہتے ہیں یا کوئی انکا ثبوت ہی بغیر ثبوت کے و ناقض طریقہ ہی ہے بین دیا ہم کو یہ تسلیم کریں آہ۔ لفظ لفظ میں سبب گواہ ایک ایک تنہا سبب اسرار جو۔ اور پھر

جیسا کہ میں اپنی تحریر کی نفی کرتے ہیں کہ کسی کتاب میں محدوم صاحب کا احوال نہیں ملتا تو یہ بیان آپ کا
کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ دوسرا کو آپ نے خوب جمع کیا کہین تو لکھا کہ محدوم صاحب کا ذکر کسی کتاب
میں نہیں اور کہیں لکھا ہے کہ کتب سیر میں قلت ہو اور کہیں لکھا ہے کہ محدوم صاحب کا ذکر ایک کتاب
اور کہیں لکھا ہے کہ یہ کتب سیر اور مخطوطات جو تھے ہیں۔ اور دلیل ایک بیان کی یہی پیش نہیں کی۔

صوفی اس استغراق کی کیفیت حضرت شمس الدین نرک پانی پتی کے زمانہ سے لیکر حضرت
عبدالحی رودلوئی کو قرب زمانہ تک ہی یعنی ان حضرات کا احوال بعد وصال محدوم صاحب کے مثل صاحب کے
حکم کی حضرت شمس الدین کا احوال لکھ چکا ہوں دیہروردی تہذیب اور حضرت جلال الدین قلندری
اور نظامی تہذیب کے قطب ہیں کہ ان کو ترقی باطنی اور شرف الدین بوعلی قلندری سے ہوئی قلندری صاحب کی نظر
پڑتے ہی فیض سے معمور ہو گئے اور دیوانہ وار صحرا میں پھرتے پھرتے پر خلعت کی ہدایت کیلئے مامور ہوئے اور

مولانا محمد حسین شاہ صاحب مراد آبادی صابری کے پاس شجرہ قلندریہ موجود ہے اس میں شیخ جلال الدین کے نام
کے اوپر قلندری صاحب کا نام موجود ہے اور ان کی تصنیف جو کتاب زاد الارباب ہے اس میں محدوم صاحب
ذکر بالکل نہیں ہے اور نہ کہیں اپنا صابریہ مراد آبادی لکھا ہوا ہے اور شیخ عبدالحی رودلوئی
اگرچہ مرید شیخ جلال کے ہیں مگر انہوں نے اول بعیت اپنے والد سلسلہ نظامیہ میں کی ہے اور شیخ دیوانہ
سنامی اور علاء الدین بخاری اور شیخ نور قطب عالم نظامی اور سید احمد گیسو دہان نظامی سے بھی فیض
حاصل کیا ہے اور شیخ جلال اور شیخ عبدالحی کے مان لکھ خانہ جاری تھا عمدہ مکلف پوشاک ہمیشہ پہنتے تھے
اور عمدہ گھوڑے سواری کیلئے موجود تھے اور مرنے والے تھے اور بچہ مکانات اور خدمت گار بکثرت تھے

کیا یہ حال متفرقین کا ہو کرتا ہے جو لوگ متفرق محال ہو تے ہیں ان سوا سلسلہ نہیں ہو کرتا ہے
صوفی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ کے بوجہ قرب زمانہ ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصال
ان حضرات کے ایسی کیفیت رہی کہ احادیث ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق کتابت جمع کیا جب وہ اثر
صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کم ہوتا شروع ہوا تو تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی
بڑی جانفشانیوں کے اسلام کے ہر ایک سر کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔

حکم کی بڑی مخالفت کی یہ بات ہے حضرت من احادیث نبویؐ بزبان نبویؐ لکھا جانا اپنی موت
کو چاہا ہے آپ ہر ایک امر میں اپنی رائے لگا دیا کرتے تھے جو ضرورت کی نسبت احادیث وہ بعض بڑے

مبارک اور بعض بزبانہ صحابہ کبھی گئی ہیں چنانچہ حدیث کی کتابوں میں انکا پتہ ملتا ہے ان الیہ الزام صحیح
 کرینکا جیسا کہ بعد میں بزبانہ ائمہ حدیث ہوا وہ اسوقت دستہ نہیں کیا استغراق صحابہ بالکل نہیں تھا
 اگر استغراق صحابہ کو تسلیم کیا جائے اس سے تمام سلسلہ اسلامی درہم برہم ہوتا ہے یا دیگر کون
 شریف اس وقت نازل ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے ہی میں ہی حالت کو
 ہتھوڑا سلو احادیث کی چندان ضرورت نہ تھی۔ پس آپ کا قیاس اس ناسب قیاس مع الفارق ہے۔

صورتی اسی طرح جب زمانہ حضرت شاہ عبدالغنی رودلووی کا گزر اور وہ استغراق کم ہونا
 شروع ہوا تب بالہام حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم لنگوی رحمۃ اللہ علیہ اس امر پر مامور ہو
 کہ کبرائی رونق سلسلہ اور قیام برائے حریان فیض کے واسطہ مزار پر الزام تعمیر کریں چنانچہ حضرت شیخ عبدالقدوس
 قطب العالم لنگوی فرجیٹو مخدوم پاک درخواست کی کہ اب طالب جان دادہ کی جانب نظر ترحم فرما
 جاوے چنانچہ یہ درخواست قطب العالم کی پیادہ قبولیت کو پہنچی اور مخدوم پاک فر حکم حق طالبان
 حق کو موافق استغناء طالبان حق کے فائز فرمانا شروع کیا اس روز سو آج تک جو ربائی فیض مبارکی
 سوج زنی کر رہا ہے انہر من الشمس ہے کہ کوئی کور باطن اس مقام پر نہ پہنچو کہ اول مخدوم پاک کا فیض تیرا
 بعد درخواست قطب عالم کو جاری ہوا انہیں بلکہ میری تحریر کا یہ مشاہدہ کہ جیسا فیض اس وقت قبل نشان
 استغراق ہوا اب نہ بلکہ موافق استغناء طالبان کے فیض سانی شروع ہوئی پس مخدوم پاک کے نرا پاک کے لیے کہ بانی
 بالہام حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم لنگوی میں ان کے بعد وقتاً فوقتاً علامان سلسلہ تعمیر کو وسعت
 دیتے رہے چنانچہ وہ تعمیر اس وقت تک موجود ہے۔

تکالی حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا سرا سر تبتان ہر قرآن شریف میں کا ذکر
 اور مغربوں کو حق میں بہت کچھ وعید ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو ہر یک فاسد عام میں ہونے
 الیہ الیہ کہ ہوں اور افزائوں فر دینا کو تباہ کیا ہے۔ اگر آپ کو ترک یہ روایت بھی ہے تو آپ

حاشیہ میں آپ کو اس وقت تک اور اب ~~مستحب~~ ^{مستحب} علیہ صلی اللہ علیہ وسلم جزیرہ ملازمین اللہ بخش حدیث
 مشہور ہے اور حضرات صابریہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ بخش صابری ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت شیخ داؤد مدائیر حرقا
 خلیفہ ہے بعض کہتے ہیں حضرت شیخ صادق محبوب الہی کا ۴ خلیفہ ہے اور ان حضرات کا اس حدیث
 ۴ حاشیہ در حاشیہ حضرت شیخ صادق محبوب الہی کی محبوبیت کا عجیب و غریب ہے

لازم ہے کہ اس کا ثبوت پہنچائیں اسلئے کہ حضرت سلطانجی کی خالقاہ شریف میں ایک طبیب کیا جا
اُس طبیبین کو الہ کتب اس کا ثبوت پیش کریں پس اگر آپ نے ثبوت دیا کہ جاس ہے اُس طبیب میں پہنچا
تو آپ سچائی کے مستحق ہوں گے ورنہ اسی وعید قرآنی کے نیچے آئیں گے جس کا ذکر آچکا ہے اور یہ
کہ کتاب کے شائع ہونے سے سو میں روز کی آپ کو مہلت کہ آپ اس موعین موعین مریدین کے تشریف
لاوین اور اگر آپ ہیں روز کے اندر پہلو ہتی کر گئے تو آپ مورد لعنتہ اللہ علی الکاذبین کے مستحق ہوں گے
اور جو ہمارے طرف سے کسی قسم کا غرض ہوا تو ہم دو چند یا سہ چند کے مستحق ہوں گے وَاللہ اعلم بالصواب

بقیہ جیسا کہ نسبت یہ تھی کہ دنیا میں اسکو جیکر نیو لاکوئی مینز اول تو یہ قیدی نہیں ہو سکتا اور جو کوئی خدایا کی
 فراموشی کے پراساسی مدد کو کے چلنے لیتے ہیں اور اس کے جنیت ہونیکل بابت یہ روایت کرتے ہیں کہ یہ انکشی اپنی سرکڑ
 - ہاتھ کا ایک عورت کے اسکو ایک قیدی کو کہتے ہیں کہ وہ اس سے جو وہ قیدی کا تو وہ ک نفش تہا جس نفش کے
 و بکھڑی اسکا سر قلم ہو گیا اس وقت چونکہ انکشی حالت جنابت میں تھا اسراہٹ ضیٹ ہو گیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ
 انکشی نے وہ نفش جب دیکھا اسکا سر کٹ گیا پر اس کے پیر نے دیکھا تو انکا سر ہی تن سے جدا ہو گیا وہ اسوقت غسل
 کر چکے تھے۔ اس روایت کے ساتھ یہی اضافہ کرتے ہیں کہ ایک فاکر وعب جو اس کے پیر کے مکان میں رہتا تھا وہ یہی بڑا
 ساحر تھا اس نے جو اس نفش کو دیکھا وہی مانا گیا۔ اور جب لنگوہ میں حضرت شیخ عبدالقدوس لنگوی کاوس ہو گیا
 تو اس انکشی جنیت کی وجہ سے بڑا زور عام خلافت کا ہوتا ہے ہزار امامہ اور عورت مر جاتے ہیں اور ان کے روبرو وہ لوگ
 بکھڑے ہیں اور چڑھاؤ چڑھتے ہیں قذاب و یا جانا ہے و حقیقت تو وہ ہنگامہ انکشی کا ہوتا ہے مگر یہ قیدی تاریخ
 بہ نسبت مشہور ہے کہ حضرت عبدالقدوس کاوس ہوتا ہے ہر کیف کہ ہر گز اس جنیت کی بدولت اژدہا م کثیر ہوتا ہے مگر
 شیخ عبدالقدوس کی اولاد میں جو حضرت شیخ صادق میں انکا مقبول لنگوہ میں ہے اس مقبول کے مدد و نذر ایک کو کہ
 دجست کو کہتے ہیں کاس کو اس کے اوپر انکشی رہتا ہے اور اس کو لہر ہزار ہا پیاو عطر کے اور چڑھاؤ چڑھتے ہیں اور
 احاطہ میں جگہ جگہ ڈھولک بکھڑے ہیں اور دجست مر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیر انکشی سوار اور اس کے چڑھاؤ

حدائق داؤدی و جزو کتب صابریہ میں لکھا ہے کہ وہ ایک روز مشہور کھیلے کو تشریف لیگے اور ایک خرگوش کو مارنا چاہا تو اس نے کہا کہ مجھ کو مارو میں ایک خرگوش بی پر عاشق ہوں میرا گوشت کام نہیں آتا اور تم محبوب ابھی ہو اس روز سے وہ محبوب ابھی مشہور ہے۔ یہ روایت قابل غور ہے کہ حضرت شیخ صادق کو اپنی حصول محبوبیت کی خبر خرگوش کے کہنے سے ہوئی یہ عجیب و غریب ہے کہ حضرت صادق رحم کو جو محبوب ہو چکے تھے

فقه حاشیه

اور حضرت عابد القدوس رحمہ پر جو بہتان تعمیر مزار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کالیسی
 آپ کی ہے۔ حضرت عابد القدوس محمد صاحب کے کنی سو سال بعد ہوئیں اور اسی کتاب میں ہے کہ ابراہیم
 یا شاہ کو وہی بنایا ہے اور حقیقتہً الاولیاء میں ہے کہ حضرت شمس الدین ترک نے معجزہ بنایا ہے اور سیر الافلاک
 میں ہے کہ روضہ مجاوروں نے بنایا ہے اور ترجمہ سیر الافلاک میں ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے روضہ بنایا ہے اور اپنی قبر
 ہی وہیں بنائی۔ اب دیکھیں کس قدر اختلاف ہے حال اُنکے جہانگیر کا معجزہ اب لاہور میں ہے۔
صوفی جناب خلیل الرحمن آپ نے جو یہ روایت فرمایا کہ اُن چار ناموں کا ذکر اللہ کے پیڑا کے

پیشہ صاحب سے جو مذکور ہو یہ آتا وہ تو پیرا وہ گان کا حج اور اسی وقت الیومین اور جو پشاور پیرا پیرا
 ہیں وہ اک جو لاہر جاشی خاٹہ میں ایک حکام اس میں رہتا ہے وہ لیتا اور اس خط خاٹہ کے باہر ایک دروازے
 بطور میدان کے اس میں ہی ایک گولہ کا درخت کھڑا ہے اس کے لئے یہ بات مشہور ہے کہ اس گولہ میں انجش
 کے پیر کا ہنگی رہتا ہے اس کا ایک ہنگی مجاہد ہے وہ ان سور کے نیچے چڑھتا ہے۔ ان حالات میں
 کی نسبت مختصر یہ عرض ہے کہ کسی صاحب نے دیکھا کہ اہل اللہ کے سلسلہ میں کوئی ضیافت ہی داخل ہوا دنیا
 جرت یہ ہے کہ وہ ضیافت حقیقتہً چاہے مخلوق کو ہتھالے مگر اس کو کوئی ہی نہ تھکے اور اگر اس کو کوئی حیدر کرے تو
 اس کے پیر اس کی حمایت کریں غیبت کی حمایت کرنا اولیاء اللہ کا کسی لئے نہ سنا ہوگا۔ اور یہ ہی عجیب بات ہے
 کہ حالت جنابت میں کسی مسلمان شخص ضیافت ہو جاوے اور اس کے تمام اعمال صالحہ زائل ہو جائیں اور لوہا ان کا اس
 جدا ہو جاوے۔ اور اک محبوب آپ کا حرف کفش کے دیکھنے سے مرجانا عجیب ہے۔ ایک ضیافت کو پھانسا اور اس کا
 چہرہ دالینا سو حضرات صواب کے کسی مسلمان کا دیکھنا نہ سنا اور بہرہ مال کھا کر اہل کمال کھانا اور اہل الشین
 داخل ہوتا ہے بات یہ حال اُنکے خزانہ کی یہ ہے یا ایشیا الشریک کوا من طیبات اور ایک
 جگہ ہے یا الہا الذین امنوا کوا من طیبات ای رسول اور ای ایمان والو پاک
 طیب مال کھایا کرو طیب کے سنیہ میں کہ جو صورت میں اور سیرت میں پاک ہو۔ اور یہ محبوب الہی کا

محبوبیت کی خبر ہو اور ہر گوش ان کو ان کی محبوبیت کی خبر سے۔ اور اس سے عجیب تر یہ بات ہے کہ ہر گوش
 کہنے پر انہماک و دعویٰ حصول محبوبیت فرما کر دیا جاوے واہ واہ محبوبیت الہی اور ہر گوش کی کوئی
 اور جرت و جرت یہ بات کہ اک حیوان جو انسان سے کم دیکھ کر مخلوق اور انھیں ہر گوش جو بہت گشتی
 ہے اس کا کشت تو یہاں تک ترقی کرے کہ انسان کی محبوبیت کی گواہی دے اور جو انسان کہ خود محبوب

سیرت
 صاحب
 گرجہ

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مزاران بزرگ کا زو جوبایا صاحب کے خلیفہ اعظم تھے اور جبکہ نام یہ خطا صابر اور حبیبی جو
یہ سلسلہ صابر یہ شہور خاص و عام ہے اور حبیبی کو جب سے لاکھوں سال قبل اور حبیبی کو اصل حبیبی ہو گئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں
حبیبی پہلے آپ الیہ است قرار دین کہ لنگا نام صابر تھا یا خطاب تھا بڑی امنوس کی بات ہے
کہ آپ کو اتناک یہی معلوم نہیں کہ مخدوم صاحب کا نام صابر تھا یا خطاب صابر تھا اور پراسی بھول یا معلوم
الاسم کو مفسر سلسلہ قرار دین میں نسب تو الہام اور شمس معلوم ہو جا اور جو بات اصل الاصول
وہ معلوم نہ ہو۔ اسی بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

بقیہ صاحب کے جوارین سر کا چڑھوا نا ہی حضرات صابر کا کام ہے۔ ان سب حالات پر جو ہم عرض کرنے میں آئے
اسکا تائید کرتے ہیں کہ ایسے خلاف الیہ اسلام اور ان صاحب سے کیوں مزد ہو گئے آخر تو یہ مسلمان ہیں
الطریقہ لہذا لیکن ان کے نام لیوا تو میں تو بجز اس کے اور کوئی سب خیال میں تین آتا کہ یہ حضرات جو
حضرت قطب العظمیٰ صاحب **الذی علیہ السلام** حضرت صاحبی اللہ عنہ کی جناب میں گستاخی
اور بے ادبی کرتے ہیں اسکی پہچان میں گرفتار ہیں وہاں اسلام سے ایسے امور کا وقوع نہیں
غیر ممکن ہے اور اس پہچان کا اثر یہاں تک پہنچا کہ ہم میں شہاد غلام حسین صاحب باری نے
بارہ برس تک بحالت ہوش و عاں اس اک سور ہال رکھا تھا۔ اسی امنوس یہ عورت کا مقام ہے کہ آ
ہی آپ صاحب کو سخی انجمن میں کھینٹی اور کہلے کیونکہ جب کامل پہچان پڑتی ہے تو خرابی ہی غرابی معلوم
ہوئی ہو اگر تکی تاکہ وہ غرابی معلوم نہ ہو۔ اسی بے ادبی کی مزار کا ایک اور شخص
حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کا جب عس ہوتا، تو آخر دوسرے کو صاحب مجاہد حضرت
شیخ عبد القدوس صاحب کا جیہ پتہ نہ تھی کہ مورخ میں سوار ہوتا ہے اور اس بات کی
دو نو پہلو دین رستہ شکستہ رہتے ہیں اور ان رسوں کے پیچھے کی جانب لکھنا ان جیہ رہتی ہیں ان
کو یہ نہیں پتا کہ اس کے پیچھے کیا صاحب مجاہد کے عزیز و قریب دس یا بیس شخص مجاہد کے اندر گھر ہونے میں ہو

اسکو اپنی محبوبیت کا ہی انکشاف نہ ہو اور تعجب پر تعجب یہ مسالہ کہ معرفت الہی
الانسان ہی کیونکہ اس سے خاص ہے اور اسی کی وجہ سے ان اثرات الخوارق ہے اور کشف الہام
معرفت الہی کے ہی دینی شے ہیں اور دیگر جہانات اس نسبت معرفت جو محرم میں تو کشف
والہام سے ہی انکو کچھ علائم نہیں پہنچ گئے انکو کچھ حقائق کی جو محبت محبوبیت کا علم نہ لیا

بہارِ نبوی

صوفی جناب طویل الرحمن صاحب جن خیال ہے اپنی یہ سوال کیا ہے وہ خیال آپ کا بالکل آپ کی
شان اور آپ کی شخصیت کے خلاف ہے اور آپ کی تحقیقات ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک یہ مزار جو پیران کین
موجود ہے مصنوعی ہے بین افسوس کرتا ہوں کہ آپ کی پیری پر کہ آپ پیر طریقت ہو کر پیران عظام کی خدمت میں
منکر ہوں۔

حکیمائی جناب صوفی جانفصا جس خیال سے آپ نے حق کا خون کیا ہے اور حق
پر پانی پیرنا چاہا ہے یہ بالکل آپ کی شان پیری اور عظمت سادات کے مطابق خلاف ہے جو باوجود مختار
ہونے کے آپ پیر بہتان بندی کرین اور وطن المؤمنین خیر سے اعراض کرین اور جو سمجھتے ہیں
ہوتا ہے کہ جب میں آپ کے سالار میں متقدمین اور متاخرین ہوں صلیحین کی نسبت مکار اور کذاب
اور مفتری اور جاہل کے الفاظ دیکھتا ہوں۔

سوال نہم حضرت مرشد دامن فیض
کلیر کے جلنے اور مسجد کے گرنے اور مسلمانوں کے دیگر زمین کا کیا ہوتا ہے
صوفی مجھ کو اس کے ثابت کر نیکی ضرورت نہیں ہے کہ یہ واقعات فلاں فلاں کتاب میں کچھ ہیں
حکیمائی جب کو ضرورت تھی تو کیوں یہ کتاب لکھی اور کیوں اس کا نام قول فیض رکھا۔
صوفی مان اس میں شک تھا ہوں کہ اس قسم کے واقعات گامی گامی ارادہ کشف ہی کشف ہوا کرتے ہیں
حکیمائی آپ تو فرماتے تھے مجھے ضرورت نہیں اب کیا ضرورت پڑی صمد کشف نام ہی تو لکھا ہوتا ہے
اور ثبوت کی ضرورت پڑی۔

صوفی جب یہ واقعات خرق عادت میں داخل ہیں اور حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ولی
برحق ہوتا ہے اور کرامت اولیا برحق عقائد اہل سنت میں داخل ہے تو کیا عجیب کہ یہ واقعات حضرت
پاک رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور میں آتے ہوں اور انکا علم بذلیہ کشف کسی ولی سلسلہ کو ہوا ہوا اس میں
بیشک شبہ اور وہ اپنی شہر کی گلیوں میں پرتا ہوا اس کے آگے قوالی ہوتی جاتی ہے اور صوفی اس کے آگے دھبہ
کرتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی وہ چلکر اس راہی کو پھیرا جاتا ہے اور قوالی ہوتی رہتی ہے اور بعض بعض پتھر
اور خوارق شیعہ صادق صمد جو معرفت الہی حاصل کر کے مقام محبوبیت تک پہنچتے تھے اور کشف عالم ہوا
الہی ذات عادی ہتی تو انہو اپنی محبوبیت کا علم کیوں نہ ہوا۔ اور یہ ہی عوز کے قابل ہے کہ ان کو کوئی

بیان کو کسی اہل سیر نے اپنی کتا سبین لکھا ہو

جسمکالی یہ واقعات خرق عادت میں داخل نہیں ہو سکتے **فتاویٰ شریعت** اور سنت کی برخلاف

ہیں اور مخدوم صاحب کا ولی برحق ہونا تو حسب تسلیم ہو گا و جو وثابت ہو جو کراست خلاف سنت

وہ حق ہے ورنہ باطل ہے **الحق حق والباطل باطل** اور یہ بات بھی اظہار کے قابل ہے

کہ جب کل نمازیں مسجد مسجد کے گریسے دیکر کر گئے اور ایک فرد بشر ہی زندہ باقی رہا تو یہ قصہ کہ مخدوم صاحب

کو مصلحت سے اٹھا دیا خلق میں کسے کہا ہو گا تو سوائے اس کے اور کوئی بات معلوم نہیں ہونی کہ مخدوم

صاحب نے اپنی کراست آپ ظاہر کی ہوگی حالانکہ سوائے اس ولی کے جو محدثت کی مرتبہ میں قدم مقدم

انبار علیہم السلام معوث ہو کراست کا ظاہر کرنا مذموم ہے اور قطع نظر اس کے مخدوم صاحب کی بات

کسی سے ملے ہی نہیں اور نہ کبیر کے بارہ بارہ کو من تک کسی انسان یا حیوان کا بقول حضرت صابر گزرتا

ہوا اور کئی سو سال تک لاش مبارک مخدوم صاحب پڑی رہی تو فرما کر کہ کراست اٹھام اور قتل الی

کی اطلاع مخلوقات میں کس ظاہر کی فتنہ بزرگ و لائق من الجاہلین۔

صوفی یا مولویوں میں کہ جنکو متعلق السیچہ لکھا ہے بحث کیجا ہو جسو آپ کے پیرو ہیں۔

جسمکالی وہ چھا چڑا کیا اچھا ہوتا جو آپ کے پیرو کہہ دیا کہ اپنی حقیقت کو دہہ نہ لکھا۔

صوفی علاوہ اس کے اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ واقعات بھی مصنوعی ہیں جیسا کہ آپ نے کرشمہ کالی کے

مذکر کہا ہے تو بھی مخدوم آپ کے کمال ولایت میں کوئی نقصان نہیں آسکتا کیونکہ کراست اظہار شرط ولایت نہیں

جسمکالی اول ثبوت وجود لازم ہے جب وجود کا ثبوت نہ ہو تو اظہار کراست کیسا جب

آپ کو نزدیک اظہار کراست شرط ولایت نہیں ہے تو یوں کہہ دینا ہنا کہ حقیقت جو قصص

کیر مخدوم صاحب سے متعلق ہیں یا انکی طرف منسوب کر کے ہیں وہ غلط ہیں اگر اظہار کراست آپ کے

زودیک شرط اظہار ولایت نہ ہوتی تو آپ ان قصص کا ذکر کی تا مدد نہ کرتے۔۔۔

بقیہ کا مشیدہ ابھی کہ قدموں کی خاک کو اپنی ڈاڑھیوں میں ڈالتے ہیں پسب حضرت قطب العظمیٰ علیہ السلام کی بی ادبی کا

نتیجہ ہے۔ اور ہر طرف لگی کو چوہن اور کناٹے درو دیوار چوہن پر یہ بات کی غور میں بن میں کہ جابری

عشق تو جو گوش کو الیسا موقع دے کہ اسکو انسان کے مقام محبوبیت تک کا کشش دے ہو جا اور جو

انسان کہ خود محبوب خلد ہو تو محبت الہی اسکو تاہی نہ کرے کہ وہ خدا اپنی محبوبیت سے محبت ہو۔

عشق تو جو گوش کو الیسا موقع دے کہ اسکو انسان کے مقام محبوبیت تک کا کشش دے ہو جا اور جو

صوفی علاوہ اس کے جناب خلیل الرحمن صاحب آپ ان واقعات کو چکا تعلق کر امت اور خرق عادت سے کرشمہ جمال کے صبر صابر کوین دریافت فرما تو بہن کہ مسجد گرانا اور علماء و فضلاء اور فطر اور اولیاء اور مسلمان نمازی کو عین نماز میں مار ڈالنا یہ افعال کیسے بہن اور انکا ترائب کون ہے اور بہن افعال پر آپ حکم شریعت دریافت فرما تو بہن خدا جلّ آپ کی پیری اور شجاعت کس نیک اور کس دہنگی کے جو آپ بحالت پیری متقدمین یہود اور مشاخرین ہونو آریہ سماج کا اتباع کر رہے ہیں یعنی ان لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ مجھ صاحب کیسے رحمتہ للعالمین تھو جنہوں نے ہزاروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔

نکاحی انا لہ وانا الیہ راجعون

صوفی ایسے ہی جناب خلیل الرحمن صاحب نے اپنا اخبار شخندہ مذہب و عہد ۱۹۸۲ء میں لکھا ہے کہ بغرض محال اگر ایسا صواب فرمادوم صاحب کو صابر کا خطاب بھی دیا ہوتا تو برعکس صبر کے کلیر میں جبر نہ تھا حصہ میں مسجد گرانی نمازیوں کو مار دینا ترک جماعت کی شہر کو جلا یا کینا کسی کا نام ہے جناب خلیل الرحمن صاحب اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ اپنا اعتراض کو جو محمد و صمد کو صابر ہونے پر کیا ہو مثل اسی اعتراض کے پائینگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمتہ للعالمین ہونے پر یہود و آریہ سماج کیا ہے **بجالی** یہ قیاس آپ کا قیاس مع الفارق ہے کہ ان جہاد سب خانہ رحمانی اور کہان جذبہ

نفسانی کہان تو جدیدی تسلیم اور کہان تقلید شیطان رحیم سبحان اللہ **ہذا بہت اکظیم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراں برس کامل تکلیف اور مصیبتیں اٹھائیں گہر سے بیگہ ہوئے دنیا کی مار اور لعن طعن کی حد سے زیادہ برداشت کی کچھ ایسے ظلم قتل کئے گئے دکھ دئے گئے ہزاروں صاحب کا سامنا ہوا قتل کئے گئے تعاقب کو لگو حریف حکم رب العزت جہاد کا حکم ہوا اور وہ بھی اسی قدر جھڑو اورین اور بہر ہی بچوں بوڑھوں درویشوں عالموں پر رحم کیا گیا حتی الامکان جزیہ لیکرو وہی بھڑے ہوئے ہوا ایک کو چھوڑ دیا گیا بچاؤت کفار کے کہ عورتوں اور بچوں تک بھی قتل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی اپنی طرف سے ماتہ نہیں اٹھایا۔ یہ کہان لکھا ہے کہ سبوت ہوئے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل شروع کیا قرآن شریف کی تعلیم کے یہ امرا بالکل برخلاف جو جب انبیا کو یہ حکم ہوا تو اولیاء کے بقیہ حاشیہ انہیں سے کوئی اس بات سے توجہ میں نہیں ڈالتی ہے کوئی کوئی ان کوئی لکھتا ہے صاحب صاحب کے بقیہ حاشیہ در حاشیہ غرض اس روایت کی وہ بیان کہان تک بیان کیا میں باوجود دعویٰ عاقل بالاسلم

لئے ایسا جائز ہو سکتا ہے ہرگز نہیں مخدوم صاحب ذوالکبیر سامت ہی تبلیغ احکام الہی نہیں کی
ایک گہری برہمی حجت اللہ پوری نہیں کی سوائے اس کے کہ اوپر آئے اور امانت و ولایت کا
دعوئی کیا اس طرف قتل اور شفاک دہا شروع کیا۔

صوفی کیا آپ کو خبر نہیں کہ اہل تصوف نے اپنی کتابوں میں تحقیق سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس قوم
کا برابر کرنا ہوتا ہے تو اس قوم پر اہل عبد القادر کو منصب اہل بیت پر سرفراز دیتا ہے ان کا کام تو
یہ ہے کہ وہ مجسم حق جبرامور ہوئے ہیں برابر کرتا ہے۔

حکیم آئنا بذلک و صدقناہ لیکن بعد تبلیغ اور اتمام حجت ایسا ہوتا ہے نوح علیہ السلام
نوح چار سال تک علی کسی نے کسی حد تک تبلیغ جب کسی نے قبول کیا تو ملاک ہو کر اور جو نہیں سچ
اور رشید ہو وہ ایمان لائے یہ کسی نے نہیں کیا کہ اتنے ہی ترجیحی نگاہوں دیکھنے لگے اور لغتہ خونریزی
پر کمر بند ہی اور اکدم سے سب کا فیصلہ کیا۔ اور کہاں صبر اور کہاں قہر پھر دم صبر کو بجای صابر قہر
کہنا چاہئے اور بجائے صابریہ کے قہاریہ اسلحہ کا نام رکھنا چاہئے۔ عین ثبوت و کار ہے۔

صوفی کیا آپ کو ضرور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا علم نہیں دیکھو خواجہ نصر علیہ السلام سے کیے
افعال سرزد ہوئے تہی جو صورتاً مذموم معلوم ہوئے تھے جنکی مذہبیت ظاہری پر بوجہ غلبہ ثبوت حضرت
موسیٰ علیہ السلام اعراض کیا تھا کلام پاک میں اس قسم کو قصہ نکال بیان فرمانا صرف اسی وجہ ہو کر کہ علوم
خاصوں کے افعال پر تخریض ہو کر اپنا ایمان برباد نہ کریں۔

بقیہ حاشیہ ارد گرد جو لوگ ہوتے ہیں وہ جمع کرتے رہتے ہیں بعض مرتبہ تغلب ہوتا ہے تو وہ بول دہے کہ یہی نوبت
ہونچ جاتی ہے۔ اور علیہ القیاس **پانی پت** میں بھی ہی قاعدہ ہے مگر وہ ان بیلے ہاتھ کے صاحب
سجادہ دولی بن بھیج کر نکلتے ہیں۔ اس رسم کی نسبت یہ بات کہو کہ قابل ہے کہ حضرات صابریہ ایک
رسم ایجاد کی ہے جسکو علاوہ شریعت کے بدعت طریقت کہنا چاہئے کیونکہ اسلام ان طریقت میں کسی
یہ طریقہ نہیں دے اور شریعت کا دین تو کہیں اسکا اتنا ہی نہیں پس شرعاً و طریقتاً ہر طرح یہ فعل حجت
کل بدعت ضلالت جتنی بدعتیں میں سب گراہی میں اور اگر خطا ہو دیکھا جائے تو اپنی آپ کو نشانہ

پڑے لکھے ہوئے جو صاحب صابریہ الہی میر و پارہ امتین بے خدشہ کہتے ہیں وہ کسی ہی ہے کہ حضرت قطب عظیم
قطب عالم اللہ کی جناب میں اس تنازع کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم صحیح ان صاحبوں کو سلام کر گیا ہے۔ منہ

تعلیمی یہ آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ خضر کی تعلیم کے لئے اللہ تعالیٰ کے امر سے گئے تھے اور خضر نے وہ جواب دیا کہ جو اللہ کی تعلیم سے تھا حضرت خضر نے جو کچھ کیا وہ خدا کے حکم سے تھا کیا اللہ نے خضر کا قول قرآن شریف میں اس طرح نقل کیا ہے وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ إِحْسَانِي مِیْنِے جو کچھ کیا اپنی طرف سے نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنا افعال کا نمونہ اپنے خاص بند و مخلص رکھا ہے جو سنت اللہ کو نام سے موسوم ہے وجہ یہ ہے کہ اُدھر موسیٰ سبوح تھا وہاں خضر مامور تھے۔ آپ کے یہیں سلسلہ میں تو ایک بات بھی ہے اور پھر علماء و فضلاء اہل انکسرتھے اہل اسلام کا شہر تھا۔ سیرالاقطاب میں ہر کسٹ وقت اس جگہ ۵۰۰ علماء و فضلاء موجود تھے جو بکر مکر کو پس جس مسجد میں علاوہ نمازیوں کے پائسوا عالم فاضل ہوں تو اور عوام الناس نمازی سچا پس ہزار سے تو کم نہ ہونے چاہئیں اور جہان کے باشندہ زمین و آسمان عالم بالغ سچا پس ہزار ہوں و نامی عورتیں بھی اور بچے بھی لاکھ پڑ لاکھ ہونے ضرور ہیں اس قدر لوگوں کا جو ایک اس بچہ کو جن کے جو صحبت و الہام الہی ہو برابر اور بغل بغل ہو سکتے ہو وہاں شہر اَلْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمُتْ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ سرفاطر ۳۲ پ ۳ ترجمہ تا مینا اور دنیا اور ظلمت اور نور اور سایہ اور دیو کہی برابر نہیں ہو سکتے مدنا بچہ چپ کو مرز میں یا دیگر امراض میں مر جاتے ہیں ہزاروں نیک انسان اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے اس جہان فانی سے گزر جاتے ہیں اُن کے حق میں

بقیہ حاشیہ خانی بنایا اور سانگ بہر نیوالون تہیہ والو کجی طرح گلی کو جو زمین اک بہت عجیب اپنی دکھانا تحصیل کہی پسند نہیں کرتی بلکہ آپ ایذا آپ کو رسوا کر غصا کے نزدیک یہ صورت قریبا یگی پس جب سیدم دین کے اعتبار سے گرامی اور دنیا کے اعتبار سے رسوائی قریبا یگی اور حضرات صابرہ اسکو اچھا سمجھ کر کے ہیں پس جو شخص جڑے کو اچھا سمجھے اسکی نسبت سوائس کے کہ حَسْبُكَ اللهُ عَلَیْكَ وَاٰمِنٌ کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں حضرت قطب اعظمؒ کی بے ادبی دیکھئے کہ انکے نوبت پہنچا کر دینا طبعی کا شانہ اس موصوفی اعظمؒ فرماتے ہیں طَالِبُ الدُّنْيَا يَدْرُوْدُ وَبَنَدُ طَالِبِ الْآخِرَةِ لَا يَدْرُوْدُ ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدُّنْيَا جُفَاءً وَطَالِبُهَا كَلْبٌ دینا مردار دیکھنے والے ہیں۔ ۱۲ منہ

آپ کیا فرمائینگے اسی طرح اور بہت سی نظائر میں پس آپ کا استدلال مغل خضر سے ہرگز مساوات

میں پکڑتا ہے۔

کتاب

اور نقالی کے اپنے قانون قدرت میں جس کا نام اس نے اپنے کلام میں سُنْعُ الْمَلِک رکھا ہے پھر
چیز کے حق و باطل کے امتیاز کے لئے محکم اور حیار قائم کیا ہے عالم حقائق میں جس کا تعلق محض فانی جہنم تک
محدود ہے اس کی حمایت ہر ایک مضر و مفید چیز میں تیز کر نیچے لئے ایسے میں قانون انسان کو سمجھائے ہیں
کہ انسان کہی ہی بشر طبعاً ان قوانین کی پوری پابندی کریں کہوٹے کو کہو اور مضر کو مفید نہیں مان سکتا مثلاً مسلم الف
کی خاصیت اور اس کے مشہور دی نتائج اور تریاق کی خاصیت اور اس کے مشہور دی نتائج اور اندر این کا ف
اور اس کے مشہور دی نتائج اور سب کا مزہ اور اس کے نتائج کیا امتیاز میں نہیں رکھتے حساب کتاب میں
جسہ تمدن اور سوزنر لیب کا پول مار ہے کیا ایسے قوانین وضع نہیں کئے گئے کہ جسے انسان غلطی میں چرنے
اور ضرر عظیم میں مبتلا ہونے سے مامون محفوظ رکھتا ہے فن سہاری میں دیوار کی کچی اور پتی کے کچر کے
لئے باغبانی میں زمین کی صلاحیت اور عدم صلاحیت کے پرکھنے کے لئی پودوں کے سفز و موافق موسم کے
جانچنے کے لئے قاعدے مقرر ہیں قوانین مرتب ہیں جن پر عجیب خوشنما نظام اور ترتیب کا رخاںہ عالم حل
ہے اب غور کر لیجئے نظام ہم کہ جس حرجن نے چند روزہ کا رخاںہ کے لئے ایسے اصول جنہ انسان کی فلاح
اور کامیابی موقوف ہو غایت و کمال ہیں تو کیا اس کی حمایت گوارا کر سکتی ہے کہ انسان کی روح کے
لئے جو پیشہ باقی رہنے والی اور سرد دلی کی سختی ہے ایسے قواعد اور قوانین مرتب نہ کریں جو مع
کو حق و باطل کے کشاکش اور خطرناک جنگ میں اور ظلم کے پیرچہ مامونین راہ حق نکال لئے اور نور میں
پر پہنچے میں دو کار ہو سکیں کتا **ابجد** میں اللہ کا نام ہے **اتزل** الکتب **المیزان**
یعنی قرآن کو آرا اور اس کی صداقت کی تائید کے لئے اس کتاب میں ایسے دلائل بیان کئے
جو درحقیقت اس کی سچائی اور حجابیت ہو نیکی میزبان ہیں۔ ہرگز دنیا میں قرآن شریف سے پہلے
بہتے بطلان شائع تھے اور بہت سی جوہی کتابیں گردن و نحو بلند کہہ ہی نہیں کہ وہ لہذا کی طرف سے ہیں
اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن **کریم** مرتب ان کتابوں کی طرح و عود اور قانون پر پائی بنید
رکھے بلکہ اپنے دعاوی کے ساتھ ضروری تھا کہ دلائل کا لشکر جبراً ہی اپنے ساتھ رکھے اور اس طرح ہر
اور اس کے غور میں امتیاز کمالی ہو جائے اسی بات کی طرف یہ آیت شریفہ اشارہ کرتی ہے **اتزل** الکتب **قال الحق**

(سوال دوم حضرت مرشد)

باران برس تک کلیر کے میدان میں تلوار چلنے کا قصہ کس تاریخ میں لکھا
اور ان سب باتوں کو آپ کے مؤرخ کہا نسو کہتے ہیں۔

صوفیہ راقم الحروف تو ہی اکثر لکھتا ہوں اس مضمون کو لکھا دیکھا ہے کہ برق جلال

بقیہ حاشیہ اب ہم قانون قدرت کی نگاہ سے جو السجل شائد کا فعل خاص ہے اور قرآن کریم کی ہدایت سے جو
جل شائد کا کلاہ یا اختصاص ہے اس نتیجہ پر پڑے اطمینان اور پورے وثوق سے پہنچ چکے
ہیں کہ کوئی صداقت صدقیت نہیں ہو سکتی جب تک اس کے احقاق کے لئے کوئی معیار نہ ہو اور کوئی
باطن باطل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ابطال کے لئے کوئی محاکمہ ہو دنیا میں اس قاعدہ کو
ملاحظہ رکھ کر ہم اہل اللہ کے سلسلہ میں غور کرنے میں جب سے السجل شائد نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ختم نبوت سے آئندہ سلسلہ نبوت کے دروازہ کو قطعا بند کر دیا ہے امت محمدیہ میں برگ
دیگر سلسلہ اولیاء کو جاری رکھا ہے جو اگرچہ نئی تو نہیں کہلائے مگر یقیناً اور حقاً انبیاء کے منوے
مزدتھے مگر یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ کیا وہ مستقل طور پر بجائے خود خود مختار نبیوں کی طرح اپنے
قول اور عمل میں آزاد و مطلق تھے یا ایک مطبوع و عظیم اور مادی و ماحول کے تحت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و اعمال کے سلسلہ سے مراد ایک بند تھے ہم دعویٰ کرتے ہیں
کہ کوئی ایک شخص مشاہیر اہل اللہ میں سے ایسا نہیں ہوا اور نہ حقیقت میں ایسا ہو سکتا ہے کہ اس نے
مستقل باعیانہ طور سے عدم ضرورت نبوت کو ثابت کر کے خود اپنی منتہا و ولایت کا دعویٰ کیا ہو
بلکہ ہر ایک نے ان بزرگوں میں سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اتباع کو اپنی
سعادت اور اسے نفع کا موجب سمجھا اور سچ بوجھ تو یہ نہیں جانتے اس کے نقلی فرما ہے و لکن
فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر
تعالیٰ کے رسول میں تم سب کے لئے جو اس وقت رسول اللہ کے سالک تھے موجد ہو اور ان کے گمراہ
ہمیشہ قیامت تک جہنم اور اللہ اور پھر دین پر ایمان رکھتے ہوں پورا نمونہ ہے یعنی اپنے ہر فعل

صابری بارانی برتن کب کو مذمتی رہی اور بعض نے لفظ تلوار بھی لکھا ہے کہ چلتی رہی میں کہتا ہوں کہ یہ
مضمون صحیح ہے مگر یہ ان جاہل جمالی مومن یا صابری اس مضمون کے اصول کو نہیں سمجھتے غلطی غلطی
صاحب کی عدم واقفیت ہی باعث اسکی ہوئی وہ اس قسم کے استفسار کر سکتے ہیں۔

حکایت عارف کامل حضرت مرشد ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کیفیت اور اصلیت کا حال نہیں دیکھا
نہیں فرمایا خواہ کو مصورت بالوئی مہلت ہو صرف اس کی تاریخی حال دریافت فرمایا جناب من
یقینہ شیعہ اور برہمن میں اپنے پرکشف اور ہر الہام میں اپنے ہر خواب اور ہر القاء میں غرض کہ زندگی
ہر ایک حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ زندگی کو اپنا نمونہ اور معتاد بنایا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے نفس سے تراشی ہوئی بات کو اپنا دستور العمل بنایا تو نامتہ ہو جائیگا کہ وہ بھلو
دن پر نبی جبار و مظہر ایمان نہیں رکھتا یہ آیت ہر ایک شخص کو جو قوتی اور خشیت اور تدبیر اپنے اندر
رکھتا ہے سخت ڈراتی ہے کہ وہ کوئی ایسا دعویٰ کرے جس کا وہ حقیقتہً مستحق نہ ہو اور نہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں اس کوئی اثر پایا جاتا ہو اور یہ ہی انسان کے لئے اک دو کلمہ و تیرالی
بات ہو کہ اپنے کردار اور افعال کو جو حق تعالیٰ میں وہ انداز و تاج اعمال و عبادت سے نظامی اور توفیق
دینا چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ لَا تُقْسِدُوا فِی الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا
إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ** یعنی یہ معذوں سے کہا گیا کہ تم زمین میں فساد نہ کرو اور یہ صلیح سخی راہ
اختیار کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صلیح ہی ہیں۔ اب ہم جناب صوفی جان

صاحب کی خدمت میں اتنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فعل اور اس کے کلام آپ کی توجہ دلا کر
آگاہ کرنے میں کیا کہی آپ نے آپ کے ہم مشرب صوام نے اپنے مشرب کو افعال احوال کی توجہ دلا کر
سیار اور محکم کا محتاج سمجھا ہے ہر کہا ہے چاہا ہے یا آپ کا اعتقاد ہے کہ اپنے سرشار کے قول و فعل کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے نیچے ڈاکو مقابلہ کر لیں کوئی مرد زمین
اللہ تعالیٰ کے خوف کو نہ نظر رکھ کر اور قیامت کی دہشت کو یاد کر کے جہاں کوئی بیجا سفارش فدیہ
و ہمتی کام نہ آئیگی عجز کر کے اس عاری کو پڑھیں اور سوچیں کہ آخر اتنے بڑے مدح و تحسین بھرنے والے
اور اعمال ایک دوسرے سے متاثر پڑے ہوئے ہیں سب کے سب توفیق پر ہیں ہو سکتے اور آپ کے
مقابل پر کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور ہر آپ کی مناسبت کلی ان کے سامنے عجیب تماشا ہی پس کیا خدا

کیا آپ اپنا قول بہول گئے جو آپ سوال مضمت اور شہتم اور نہم کے جواب میں لکھتے ہیں کہ صحیح
 دراز کتاب بوجہ ویرانی تکلیف اور بوجہ استغراق مخدم صاحب اور ان کے مرید اور مریدوں کے
 مرید سے نہ کوئی محفوظ رکھئے اور نہ کوئی کتاب سیر کی لکھی کہ جو مخدم صاحب کا حال لکھا جاتا او
 آپ لکھتے ہیں کہ مجھ کو ان واقعات کے ثبوت دیگر کی ضرورت نہیں ہے اور اب آپ اسکو برخلاف لکھتے
 ہیں کہ میں اکثر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے اور ان اکثر کو آپ جو ٹی قرار دیکھتے ہیں۔ **صدان**

بقیہ حاشیہ نقاضاً لشیاقطاً کے تحت میں داخل کر کے یہ راہ صحیح مسلم ہوتی ہے کہ وہ ہی حق
 پر ہوگا کہ جسکی تعلیم جس کا طریق تعلیم نبوی اور طریق مصطفوی سے متفق ہے سو ہم یقیناً
 روح القدس سے قوت پا کر پرزور و عو سے کرتے ہیں کہ صرف وہ ہی سند
 صراط مستقیم پر ہے کہ جبکہ قول و فعل حرکت و سکون تعلیم قرآنی کے مطابق
 ہے اور جبکہ وجود قرآن کا نمونہ ہے اور جس نے اپنے آپ کو قرآن کے پیرو کر دیا ہے
 اور قرآن کی حکومت کو بھی اپنی سرپر قبول کر کے رکھ لیا ہے پس بسم اللہ وہ سلسلہ عظیم
 اور صادق مستقیم حضرت قطب اعظم مولانا جمال الدین احمد گھاٹنوی علیہ
 رحمۃ اللہ القوی کا ہے جسکا دادا اقام المسلمین اور وارث علوم سید المرسلین
 امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما
 ہے جسکی اسوۂ حسنہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ پر مبنی ہے۔ اولیہ
 شریفہ یا ایہا الذین آمنوا لیسوا قلوبکم ما لا تفعلون یعنی اسے لوگو جو ایمان لا
 ہو اور یمن یمن سے کہ مدعی ہو اور اہل ایمان کے پیرو کہلاتے ہو ایسی باتیں منہ سے کیوں نکالتے
 ہو جو علی حالت ینہن نہیں لاسکتے اور اہل عمل کے ہی منہ سے نہیں بن سکتے۔ بیشک آج کل
 کے فحش صاف صاف و لالت کرنی ہے۔ پس جس سلسلہ کے یاجس یمن کا مل کے جملہ اہل
 اور اطفال البدر سے موسوم کرنے ہیں اعمال اور اقوال اور حرکات و سکنات وغیرہ کر دیا اور تعلیم اور
 تلقین قرآن اور حدیث کے مطابق اور موافق ہے وہ راہ ہست سے اور اس کے
 شقائق بعید اور جنس سال سبعین سے ملے تعلقون ما لا تفعلون کا نظار
 حضرات مبارک کے گرامہ لباس سے خوب لگتا ہے۔ گروانہ لباس شریعت طریقت میں کہیں ہی

لا یختصعان ووضعتین جمع بین ہوتی

صوفی اصل کیفیت یوں ہے کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض فیض ذاتی ہے اور فیض ذاتی دو قسم پر منقسم ہے ایک فیض ذاتی لبشان الوہیت ہوتا ہے دوسرا لبشان ربوبیت ہوتا ہے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض از قسم الوہیت بنا اور اسکی نشان ہر کسب تجلی کے وجود کو قطعی تباریح اور تفضیل کر دیتا ہے کہ ابتدا سے تجلیات سے ایک قسم کی تجلی بصورت رقی ہوتی ہر

بقیہ شیشہ جائز نہیں ہے اسلامی لباس کے یہ لباس بالکل غائر ہے اسلامی لباس اور اسلامی وضع کو چھوڑ کر مذہب کے جریکوں اور سینا سون مشابہت کرنا جسے اللہ یا والہ اجرۃ کا مصداق بنیادے گیروانہ لباس فرقہ جوگ میں مخصوص ہے من تشبہ قومًا فهو منہم یعنی جو قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم کا ہے اس حدیث پر غور کرنا ضروری ہے اور یہ سلسلہ سلسلہ کہ ظاہر عکس باطن کا ہوتا ہے جو حال آدمی کے خیال کا نیت کا دل کا دماغ کا ہوتا ہے اسی حال کے موافق ظاہری برتاؤ بھی اُس شخص کا ہوتا ہے پس جس کسی کا باطن مضبوط رجوع ہوگا ظاہری بھی اسی طرف جھکیگا اسما اور باتوں کے لباس ظاہری سے شہادت ملتی ہے کہ یہ سلسلہ صابریہ اسوۂ حسنہ سے دور جا پڑا ہے۔

اور باوجود اس کے اسلام بھی خوبصورت چہرہ پر ایسا بہ نما دماغ لگایا کہ ہزاروں بدعتیں اور تحفہ طریقی ایجاد کر لے کہ اسلام میں جسکا کمی تم کا آتا پتا نہیں ملتا اور بیہودہ اور فضول اور لغو زمین اور خیالات اور توہمات اور بجا اصطلاحات میں گرفتار ہو گئی جو قرآنی اصول اور طریقہ تعلیم سے دوری اور مجہوری ہو گئی جسکے بیان کرنے اور سمجھنے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے بیہودہ اور از حدت ریاضتیں ایجاد کیں جو کتب وسنت سے مخالفت اور غائر پڑی ہوئی ہیں اکثر تعلیمات اور تقنیات کا سلسلہ جسکو کمال اور الصال الی المطلوب جانا اور سمجھا جو کہ گویا سکو کا تمام حصہ پورا کمال حاصل کر لیا ہے لیکن وہ یاتین جہل کی ہیں اور صدق و رہنمائی اور خدا شناسی سے بہت دور ہیں یعنی حدیث اور قرآن شریف کی اشاعت اور اسکی تعلیم بجا ہی نہیں لاسکو سستی اور کالی اور کسل اور بے قیدی اور آزادی اور مروتی اور بیکڑ بازی اور فضول گوئی اور تماش بینی اور رخص اور تفریح اوقات کا بڑا بہاری اثر اپن کر گیا اللہ اعلم۔ خاتم السیاحی جلد اولی

یہ کیفیت چہرہ زنی ہو رہی خوب جانتا ہے تو جس کسی طالب پر یہ کیفیت بحالت حاضری مزار
ہزاروں کے طاری ہوئی ہوگی اس لئے یوں ہی بیان کیا ہوگا کہ جلال صابری کی برقی کو نہ رہی ہے
اور جب پر وہ تجلی مثل تلوار کے ظاہر ہوئی ہوگی اس لئے تلوار بیان کی ہوگی وہی بیانات کتابوں میں
لکھے گئے جبکہ آج پیران جاہل نے برقی اور تلوار ظاہری سمجھ لیا ہے۔

تھالی

میں آپ کی اک اصطلاح عذ گہرت کا جواب بھی کہتا ہوں جناب من آپر فیض ذاتی کو دو قسم
تقسیم کیا ہے اور اسکا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا میں عرض کرتا ہوں کہ فیض ذاتی کو دو قسم تقسیم کرنا
اور دو ہی قسم میں محدود کرنا سراسر غلطی ہے **قرآن کریم** میں جو سورہ فاتحہ کی کاش
اسی کو آپ پڑھ لیتو الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین
ترجمہ ساری خوبیاں اور کل محامد اس ذات مستجمع جمیع کالات حسنہ و کاملہ کے لئے ہیں جبکہ نام الہی
جبکی چار صفات ہیں رب العلمین ایک الرحمن دو الرحیم تین مالک یوم الدین چار پل میں
سورہ شریف سے چار قسم کے فیضان نکلتے ہیں جن صفات سے قیام تمام عالم کی اور جنکو سہارا
ہر ایک چیز کی نشوونما اور پرورش کی پس فیضان الہی کے یہی چار سحر ہیں جو ربوبیت اور رحمت
اور رحیمیت مالکیت کو نام سے موسوم ہیں شان الوہیت انہیں چار صفات سے چلتی ہے جو حقیقت
ان چار صفات کی کیفیت کما بینتی دوسری آیات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جو ایک لغت سے آخر
سورہ تک بطریق لف و نشر مرتب کامل بیان ہے اگر یہ نہیں تو قرآنی لطائف اور اس کے حسن بیان
اور حسن معانی اور حسن عبارت کو داغ لگانا ہر پس اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ الہی
تقسیم فیضان اور شان الوہیت مخدوم صاحب کل مصنوعی نکلی۔ اور آپ میں ہی تو فیضان الوہیت
کی شان چمک رہی ہوگی آپ میں ہی تو کوئی ذرہ چمکا ہوگا آپ ہی کچھ اس فیضان کا جلوہ دکھائیں
مخدوم صاحب کی الوہیت شان کا کہ شرط ظاہر کریں تلوار سنہی چہری کو ہی سیان سے نکالیں
اگر یہ تلوار سہرہ تمام کند کا اظہار کریں زیادہ نہیں چاہئے صرف خواب میں ہی آپ اور آپ کو
مخدوم صاحب فذرت کی کرن کو چمکادین کوئی چاقو ہی عالم رویا میں نظر آ جاوی۔ حضرت حبیب
یہ صرف آپ کی امانی ہی ہیں اور کچھ ہی نہیں نصا مانے مسیح علیہ السلام کو خدا بنایا آک ذرہ خدا کی

نشان نہ بتایا آپ صاحبون نو اک فرضی النان کو الوہیت کا لباس پہنایا کچھ ہی الوہیت کا تھا
 نہ دکھایا۔ ایک دو کا نام تو بتا دجس نے برقی بجلی کا چسکا را دیچکا اور کس کو اس برقی نو جلا کر ہم
 کیا اور تموار نے دو کرٹے کیا وہ کونسی کتاب میں جو اس بوٹ سے پڑ میں کسی کتاب کا نام لو اور یہ
 کتاب میں ہوں جبکو آپ کا دب اور غلط پٹیرا چکے میں یکد آپ تو سرے سے کل کتب سیر کو چوٹی
 قرار دیکھکے ہو اکثر صابری صاحبان اس کے قائل ہیں کہ حضرت شیخ عبد القدوس لنگوہی جو کلبر
 گئے تو تموار غضب صابری جلی اور انکی آستین کو کاٹا اب آپ فرمادین کہ یہ تموار اگر باطنی تھی
 تو آستین کیون کیڑا جو باطنی تھی تو یہ صابری اس روایت کی راوی کا دب پٹیرے جو کہتے ہیں
 کہ ظاہری تو اہل تہی۔ بات واقعی یہی ہے کہ شان الوہیت اور ربوبیت دو شے علیحدہ علیحدہ
 ہیں میں ربوبیت کی شان الوہیت کو اندر سے ہو کر ظاہر ہوتی ہے اگر ربوبیت اہی نہ ہوتی تو عام عالم
 دسم برسم ہو جاتا اور کوئی چیز ہی باقی نہ رہتی اور معلوم ربوبیت کا فیض یا اسکی شان مخدوم صاحب
 سو کیون گم ہو گئی۔

قولہ خلیل الرحمن صاحب آریزہ مدافیت فرمایا ہے کہ ان سب باتوں کو آپ کی راوی کہاں سے
 لکھتے ہیں اس کا جواب مستند مقام پر دیکھا ہوں

اقول حضرت سید صاحب آپ نے ایک مقام میں ہی جواب نہیں دیا۔

قولہ گریبان اس نذر عرض کرتا ہوں کہ یہ حالات بزرگان سلسلہ صابریہ نو کئی سو برس کے بعد ہی
 طور سے کتاب میں لکھی ہیں جیسو ایک عرصہ کے بعد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جن میں تمام سچو
 درج ہیں اور کتاب میں لکھی ہیں پس صبر حسو ان احادیث پر چین اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت
 لکھو ہو ہیں اور ایک عرصہ کے بعد درج کتب ہو ہیں ہمارا ایمان ہے ایسوی ان واقعات پر بوجہ ثقافت
 اولیائے سلسلہ عالیہ صابریہ کی سہارا یقین ہے جیسو کوئی مسلمان احادیث پر بوجہ اجماع کو اس وجہ سے
 نہیں کہ اتھرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوئے ہیں ایسوی مخدوم صاحب کو واقعات پر بوجہ
 سو برس کے بعد درج کتب ہو ہیں کوئی مسلمان قراض نہیں کر سکتا کیونکہ جیسو کتب احادیث پر اجماع
 است ہے ایسوی ان واقعات پر مخدوم صاحب نے طہرین آمو اور اجماع اولیاء سلسلہ ہے۔

اقول اگر ہی بات ہے تو شیون کا کیا تصور ہے وہ ہی تو یہی کہتے ہیں جو آپ کہتے ہیں کہ سہارے ثقافت

اور کابر نے حدیثوں کو جمع کیا ہے خواجہ اور دیگر فرقہ ضالہ کا جو مسلمان بنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور علاوہ ان کے ہجو جو سہم کروڑ دیتا اور ان کے خوارق بے سرو پا بنائے بیٹھتے ہیں جو آپ کو محمدؐ ان کا تہ اہرم حصہ ہی نہیں رکھتے ہیں جان کرتے ہیں انکا ہی آپ کی طبع اجماع اور اتفاق کا دعویٰ ہے بلکہ آپ کو کچھ بڑا چڑھ کر دعویٰ ہے کیونکہ وہ اپنی راویوں کو سچا مانتے ہیں اور آپ پر راویوں کو جو ہوتا قرار دیتے ہیں۔ لغو و باطلہ معضات احادیث کی جمع کر نیکیا طریق اور آپ کے راویان بیخبر کے محمدؐ صاحب کے خوارق جمع کر نیکیا طریق برابر ہو سکتا ہے آپ کی راویوں کی حقیقت نہ اس جیسا کہ ہوں جس سے ہر ایک باخبر اور بالانصاف نتیجہ نکال لیگا اور معلوم کر لے گا وہ یہ ہے

حضرات صواہر کے راویوں کے پییدہ جوہر کی حقیقت

راویان حضرات صواہر بڑے وثوق سے سمجھتے ہیں کہ جب محمدؐ صاحب نے کیکر کی مسجد کو گرایا آفت اُس مسجد میں ۵۰۰ علماء اور فضلاء تھے جو بکرم گئے۔ اس پییدہ جوہر کی نسبت یہ عرض ہو کر جس کے تلامذہ یا تلمذ علماء اور فضلاء ہوں تو اور عوام الناس شاذی ایک لاکھ اور کم سے کم پچاس ہزار ہونے چاہئے اور جہان کی باشندہ دین مرد و مسلمان عاقل بالغ پچاس ہزار ہوں و انکی عودتیں اور بچو ہی دیر و دو لاکھ ہوں ضرور ہیں پس جس شہر ہندوستان میں تھیں دو لاکھ سے زیادہ مسلمان ہوں ہندو اور دیگر مذہب کے آدمی بھی اس وقت اسو زیادہ ہوں چاہئے کہ وہ زمانہ ابتداء کو ظہور اسلام کا ہندوستان میں تھا اور کیکر ہر دور کے قریب بستی ہو اسکو مسلمانوں کی کئی حصہ زیادہ جمعیت ہندو و انکی ہونا چاہئے پس جس شہر میں ہندو مسلمان وغیرہ دس گیارہ لاکھ ہوں و انکو لوگ اکثر دیگر ملکوں میں جاتی آتے رہنے چاہئے کوئی بغیر منجات کوئی بطور سیاحت کوئی بوجہ ملازمت کوئی بوجہ تعلیم و غیرہ جیسے جیسی کا حال آجکل ہے اور جہان پالتو علماء و فضلاء ہوں انکی تصنیفات سو ہی و د چار ہزار کتابیں ضرور ہونگی اور کتابیں بھی بہت ہین کہ کوئی تصنیف کر کے جو اہرات کی طبع صد و توہین جہاں پر بند کر کے رکھ لے ملک کنہ میں جو تصنیف ہوتی ہیں وہ جا بجا ملکوں اور شہروں میں شائع کی جاتی ہیں اور شاگرد ہی ان علماء اور فضلاء کو دوست ملاد و مہار میں ہزار ہوں ضرور ہیں پس رفت یا جہن محمدؐ صاحب مسجد گرا ہی اسنے اور آفت میں ہزار شاگرد ان علماء کے سیکھ وں شہروں میں ہوں گے اور وہ ان کے تجارت اور سیاح اور موعظ ہی اور ملکوں میں گئے ہوں گے اور کتابیں بھی ان علماء کی بہت شائع ہو چکی ہونگی اگر یہ و تھو فی الحقیقت

وقوع میں آیا ہوتا تو جو لوگ کلیر کے پیشہ ور وغیرہ بعد اس واقعہ کے کلیر میں آکر ہون گوارہ و قہر نہ ہوگا
 اور آثار ویرانی کے دیکھتے ہون گے تو ضرور اس واقعہ عجیب و غریب کا تذکرہ جا بجا ملکہ نہیں کیا ہوگا اور جو چیز
 نے یہ واقعہ نادرہ کہا ہوگا۔ افسوس جہاں تک کتابیں ہماری نظر سے گزر رہی ہیں اور جہاں تک علماء کے
 دریافت کیا گیا ہے کسی عالم کا نام اور کسی مورخ کا نشان ملا کوئی کتاب کسی عالم کلیری کی دیکھنی میں
 آئی کسی تاریخچی کتاب میں کسی مورخ نے اس واقعہ عجیب و غریب کو لکھا حالانکہ البیرونی واقعہ کا لکھنا
 مورخین پر فرض ہوتا ہے اور مورخ البیرونی واقعات کو ہرگز قلم انداز نہیں کرتے کیونکہ البیرونی واقعات پر
 عرت خلائق ہوتے ہیں وجعلناہا مخالفاً لکما یبیدرنا و ما خلطہا و موعظۃ للیقین
 ہمارے اسکو اگلے پچھلوں کے وسط عرت اور متقیوں کے لئے موعظت بنایا۔ اور اس آیت قرآنی کے
 منشا کیو افق نکال اور موعظت ہو جاتی اور کیونکہ انکار کی گنجائش نہ رہتی۔ ماسوا اسکی جس شہر میں علماء و
 اس قدر کثرت ہو ہوں وہ ان اصناف کے متعلق کمال ہی تو ضرور ہوں گو شہر شیرین گفتار شجاعت
 نامہ اندر خوشنویان جو اہر نگار وغیرہ کسی تاریخ کی کتاب میں کسی صاحب کمال کلیری کا چہرہ نہیں چلتا
 ازین عہد وہ شہر حسین اسفند بوزہ خلائق ہوا اور اسد جہا آبادی کثرت کی ساتھ موعظہ شہر عظیم
 فی نفسہ قابل ہوتا ہے کہ جیسے اقلیم میں اسکی شہرت ہوتی ہو اور اقلیم والی اسکی حالات کو اور
 اس کے سلاطنت کو بخوبی آگاہ ہوتے ہیں جیسے ہندوستان کی بڑی بڑی شہر والی کچھنوں لاہور الہ آباد
 وغیرہ کو تمام اقلیم والوں سے آگاہ ہیں پس اگر کلیری فی الواقع اتنا ہی بڑا شہر ہوتا جیسا کہ اس روایت سے
 ثابت ہوتا ہے تو ہر اقلیم کے مورخین اپنی اپنی تاریخوں میں اس کا تذکرہ لکھتے مگر دیکھا جاتا ہے کہ کسی اقلیم
 کی کسی تاریخ میں کلیر کا ذکر نہیں اس کے سوا قاعدہ لبون ہر کہہ سکتے بڑا شہر ہر اقلیم میں وہ ہوتا ہے جو
 پانچ تخت شاہی ہوا اور وہیں کثرت صاحبان کمال کی نسبت دیگر شہر کو زیادہ ہوتی ہے جیسے
 کہ ابتدا سے آخر تک بادشاہان اسلام کی تخت گاہ رہی ہے اور مہون علم و فضل اور محترم اہل کمال اس
 کہ تمام ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں مشہور و معروف اور ضرب المثل ہے یہ سب کہ کلیر کسی بادشاہ کا
 پانچ تخت نہیں ہوا اس لئے آبادی اور اس قدر کثرت علماء اور فضلا کی کہ ہر صوبہ والی اور ان کے
 جب خود وہی میں ہی کہ جو پانچ تخت جمیع سلاطین اسلامیہ کی وقت اور کسی زمانہ میں نہ آبادی کی کثرت
 ہوتی نہ اس قدر اہل کمال کا جمع ہوا تو ہر بچہ کلیر میں یہ صورت کیونکر ہوتی صاحبان پر ثابت ہوتا ہے

کہ حضرات صابریہ اپنی فرضی محذوم کی کرامت نبائی ہے مگر افسوس بنانی ہی نہ آئی۔ اور اس سے عجیبے
یہ بات ہے کہ اس مسجد کو گرنیسروہی لوگ ہر جواسٹین موجود ہو یا جو لوگ دھاکو دیگر مالک اور بلادین کو
ہو سے ہو کیا وہ بھی فنا ہو گئے کیونکہ کسی شہر میں کسی خاندان کی پوری مسلمان یا ہندو کا پتہ نہیں لگتا اگر
فی الواقع ایسا ہوا ہوتا تو پہلا کسی شہر میں کسی کلیہ والے کی نسل آج موجود ہوتی حالانکہ کسی شہر میں کسی
خاندان کا کوئی شخص مسلمان یا ہندو یہ نہیں کہتا ہے کہ میرے خاندان واداکل کے مسجد گرنے اور ویران ہو
کر زمانہ میں بہانے ہوئے تھے جیسے حمار خاندان اس شہر میں جاری ہے

ابنیں حضرات کے ایک اور اہل حق جھوٹ کی کیفیت
سیر الاقطار صفحہ (۱۷۹) پر لکھا ہے کہ ہمارے محذوم صاحبنا عہدی ہو اور احمد تخلص کرتے ہوئے
تصنیف سے یہ ایک غزل بھی لکھی ہے وہ یہ ہے

امروز شاہ شامان مہمان شدست مارا جیریل با ملائک دربان شدست مارا
در محفل گداہان مرسل کجا گنجند بزرگ و مہینوئی سامان شدست مارا
ماخانہ جہان را بسیار سیر کر دیم اسی شیخ مت پرستی ایمان شدست مارا
در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا گنجند ہر وہ ہر لفظ عالم یکسان شدست مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقان حرامست ہر دم رضائی جان و نال شدست مارا

تمام عالم میں مشہور ہے کہ یہ غزل حضرت شیخ احمد جام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو سرفہ
بالجیر یا اہل حق جھوٹ اسی کا نام ہے سچہ دلاورست و زور کہ کتب چراغ دار دہلی میں لکھا
ہے علاوہ اس کے یہ ایک اور دلیل صاحب سیر الاقطار کو کذب کی ظاہر ہے کہ جواب جو دیوان صابریہ
طبع ہوا ہے اس کے اندر یہ غزل نہیں ہے اور اس دیوان میں کہ فارسی کا ہر تخلص صابریہ ہو یا
میں لکھا ہے کہ فارسی کا تخلص احمد تھا اگر محذوم صاحب کی یہ غزل تھی تو اس دیوان میں کیوں نہیں
پر کیفیت صاحب سیر الاقطار کو جو ہر سمجھ کر یہ غزل اس دیوان میں درج نہیں کی پس جب ابنیں طریقہ
فی صاحب سیر الاقطار کو جو ہر تصور کیا تو اور لوگ تو کیوں تصور نہ کریں اور یہ صاحب سیر الاقطار
وہ ہے کہ جس سلسلہ صابریہ کی بنا قائم کی ہے کیونکہ سیر الاقطار سے پہلے سلسلہ صابریہ میں کوئی کتاب
ایسی نہیں معلوم ہوئی کہ جس میں اس شد و مد سے محذوم صاحب کا حال ہو بلکہ جو روایت ہو وہ سب

اور جو حال ہے وہ غلط ہے۔ یہ جھوٹ تو تھا ہی اس سے زیادہ اور البتہ جھوٹ ہے کہ جو اہل یا جانہ دہرا
 جانے اسی کتاب مذکور میں ہے کہ مخدوم صاحب زبان اردو کو بھی شاعر تھا اور اردو میں تخلص صابر
 فرماتے تھے چنانچہ ایک شعر انکی تصنیف کا لکھا ہے **مخدوم صاحب** اسطرح اسٹین ڈوب اسی صابر کے کچھ
 ہو کے غیر ہو رہے + عوز کیجئے کہ اسی کتاب میں زبانہ جناب مخدوم صاحب کو چار سو برس برس تخمینا ہوتی ہیں
 کیونکہ یہ کتاب شاہ جہان بادشاہ کی موت میں لکھی گئی ہے اور مخدوم صاحب کو بابا صاحب کا خلیفہ بتا دین
 اور بابا صاحب کا زمانہ ابتدائے سلطنت لغتہ کا ہے اور زبان اردو شاہ جہان کی موت میں قرار پائی ہے ہرگز
 اردو کی وجود سے چار سو برس پہلے اردو زبان میں شعر کیونکر لکھا گیا اور ماسوا اسکی شاہ جہان کی موت میں
 انشا پر زبان اردو کی تھی اس زمانہ کی سبب تراش خراش اور فصاحت اردو میں تھی پہر لیسویں
 اردو میں کہ جواب ہندوستان میں رائج ہے کیونکہ یہ شعر لکھا گیا سو معلوم ہوتا ہے کہ میرا لاقطاب کے
 بعد کے لوگوں نے صابر یونین سے کسی صابری نے اس کتاب کو مصنف فی میراث عزاری کی دین
 یہ شعر گہر کر الحاق کر دیا ہے سو علاوہ چوری اور کذب البوق کے معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبزادین با عقل
 ہی نہیں رہا کیونکہ ایسی موٹی غلطی کہ اردو زبان کا شعر مخدوم صاحب کو ذمہ لگایا فرضی مخدوم فرضی
 چرخش گفت بہت سہی در زلف **الایا ایہا الساقی اور کا سانا و لہا +**

ابنیں حضرات کو ایک اور زنگین جھوٹ کی ماسیت

اسی کتاب سطور کے ص ۱۸۳ پر لکھا ہے کہ جب مخدوم صاحب نے مخدوم صاحب گرائی اور ناز یونین
 اور اس کے بعد شہر کلیر کو بھی دیران اور خواب کیا اور بعد ملت مخدوم صاحب کو بھی وہ مشہور دیران ہی رہا
 اور بوجہ غصہ مخدوم صاحب کو مجاور کو بھی یہ بتایا ہوئی کہ وہ مزار کو قریب رہتا اسطرح انہوں نے بہت
 مدد جاکر سکونت اختیار کی اور باعث غضب کو کوئی شخص قبر شریف کی زیارت کو بھی نہیں جاسکتا تھا اسطرح
 مخدوم صاحب کا مرتد ضائع ہو گیا تھا اسی زمانہ میں ہندوؤں نے قریب تر مت کو اپنا اک دیوتا کا سند بنالیا
 اتفاقاً ایک روز اس مندر کے پوجاری نو اپنی مندر کے قریب دیکھا کہ اک مرتد فرائی ہو اور خوش
 اہ طہر کا اس کے اوپر هجوم ہے اور شہر دم سے جاڑو دسوتا ہے اسکو تعجب ہوا کہ یہ تو ہمارا مسجد تھا
 سلا لکھا مزار کیسی ہو گیا اور وہ پاس گیا تو جانور مٹ گئی اور اس نے اس بگ کو کہو دنا شعر مع کیا تو
 ایک روز ان نمودار ہوا اس روز میں اسنو گردن ٹوٹ کر دیکھا تو اسکی گردن پہن گئی اور وہ گر گیا اور مخدوم

مجاورد کو لیا کر کہا کہ اسکو ٹہا دو مجاوردن فی اسکو تو دمان سے ٹہا دیا اور اسی روز ہی انکو دمان میں لے کر
حکم ہو گیا اور آدھ وقت خلافت کی یہی ہو گئی۔

ابا اسکو اب مسجد کے گرائے اور نمازیوں کی ماریکی کیفیت بیان ہو چکی ہے اسکو بعد کے مضامین کی
نسبت مختصر طور پر کہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ جو کہاجا کہ بعد رحلت ہو چھ صباہری کو مجاورد کو
یہی یہاں نہ ہوئی کہ وہ قریب مزار کے رہتے انہوں نے دو درتجا کہ اسکو انت اختیار کی تو اس سحر سے
معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں مجاورد ان کے پاس سا کرتے ہوں گی کہ جو بعد انتقال کے پاس تر ہے
حال انکہ اس سے پہلو صفحہ میں لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کی خدمت میں وحوش اور طیور رہا کرتے تھے معلوم
مجاورد راواہین جاوردن سے ہے یا آدمیوں سے۔ اور کیا خوب بات ہے مجاورد مردہ کی قبر کے تو سترین
نزدہ کی نہیں ستر بیان مخدوم صاحب کے مجاورد زندگی ہی میں ہو گئے تھے۔ اور ہم پوچھتے ہیں کہ مجاورد
کس قوم کے ہوتے اور کہاں کے ہوتے اور ان کے نام کیا کیا تھے اور انکی اولاد ہی یا انہیں ہی تو اب
کیون نہیں اور جو نہیں ہی تو کس وجہ سے نہیں ہی اور اب جو مجاورد ہیں یہ ان مجاورد کی اولاد کی
نہیں معلوم ہوا کہ فرضی مخدوم اور فرضی خادم۔ جیسی کئی دیوبندی و لیسر اندھے پوجاری۔ اور
حب آدمی تو کوئی پاس مزار کے جا نہیں سکتا تھا وحوش و طیور دمان سا کرتے تھے تو وہ مجاورد کس کام
کیوں سطر سفر تھے اور انکی وجہ معاش کیا ہی آیا خلافت و غیرہ چڑھا و علاوہ ازیں جب مجاورد انکی
دمان نہ آسکتے تھے اور کوئی فرد بشر پاس نہیں پہنچ سکتا تھا اور مجاوردن کو یہاں تک خوف غائب
تھا کہ دو درتجا کرتے تھے تو ہندوؤں نے کیونکر اس مزار کے قریب مندر بنالیا تھا جب انہوں نے مندر
بنایا ہوگا تو معمار اور مزدور اور کارکن اور محافظ اور خشت ساز و غیرہ ہی دمان رہتے ہوں گے اور پوجاری
تو گویا ہر وقت ہی آسن جاتا ہوگا اور یہ جو کہاجا کہ پوجاری فی جو ایک روز اتفاقاً دیکھا کہ وحوش
و طیور گردن اور شیر دم سے جھاڑو دیر رہے تو یہ بات کیا اسکو پہلو سے معلوم نہ ہوئی یا جو وہ دیکھ
اسو دمان اپنے دیوتا کا مندر بنایا اور مندر بنا کر مدت دار تک دمان رہ گیا اور یہ جو کہاجا کہ اسکو جمع
وحوش و طیور دیکھ کر تعجب ہوا اور اس نے یہ کہا کہ یہ تو ہمارا معبد تھا مسلمانوں نے قبر کیونکر ہو گئی تو اس
انہوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسو خاص قبر ہی کو اوپر مندر بنایا ہوگا اور اگر اسو لیا گیا تھا تو اسکو اسی وقت
کیون مزار علی اور حب اس نے مرقد کو دیکھ لیا تھا تو پھر زمین کو اسی کیون کہو د اور قطع نظر اس کے

حب و دیون بکتری ہیں کہ بوجہ دور رہنے مجاوروں کو مزہ منالغ ہو گیا تھا تو اس پوجاری کو جانورو
 مجمع سے کسی علم ہو گیا تھا کہ ایمان مسلمان کی قبر ہے، یکہ مجمع وحش و طیور سے تو اسکو یہ گمان نہ
 چاہیو تھا کہ پر شمشہ ہمارے دیوتا کا ہے اور قطع نظر اس کے ہندو جہان کہین ادنیٰ و ادنیٰ درجہ کا طور گزشتہ
 و بکتری ہیں فوراً متحضر ہو جاتے ہیں اس کے کیا معنی کہ وہ ظہور کرامت دیکھ کر ہی معتقد نہ ہوا۔ اور یہ
 جو لکھا ہے کہ بوجہ خوف و غصب محمد و حم سجاد کی مجاور دور تر جا کر رہے تو ضرور ہے کہ کسی اور کا نہیں
 جا کر رہے ہوں گی تو یہ معلوم نہیں کہ دور تر سے کس قدر نا صلہ مراد ہے آیا سوچا میں کہ جس ہی راہ میں
 قدم مراد ہے پر حال کلیر سے دور بنا ضروری ہے اب یہ پتہ دنیا چاہئے کہ دو گاؤں کونسا تھا۔ اور یہ
 جو لکھا ہے کہ شیر دم سے جا ہٹو دیتا تھا سو کیا خوب بات ہے کہ ایسی متبرک مقام میں اک ہا ہوا اپنی
 دم سے جا ہٹو کر وہ شیر بڑا گستاخ تھا جو دم سے جا ہٹو دیتا تھا اسکو تو سر کے بالوں سے جا ہٹو
 دیتا تھا جو پاک بال تھے دم کو تو غلاطت کا ہی احتمال ہوتا ہے اور نہ معلوم اب وہ شیر کہاں کو
 اب کیوں بنیں آئے اور جا ہٹو کیوں بنیں دیتی کیا اب وہ مزار دان بنیں رہا یا شان الوست
 اور فیض الوست سلب ہو گیا۔ شاید ایسا ہوا ہو کہ ویرانہ میں شیر مارا کرتے ہیں اور اسکو
 دم ہٹانے کی عادت ہو کر گئی ہے اسکی دم کے پٹے کو محض سیر لاقطاب و ہیزہ فی دم سے جا ہٹو
 دنیا سمجھ لیا اس نازک خیال کے قربان۔

الطاف قدوسی ^{۱۳۰۰} ہجری میں محمد عثمان فی طبع کرائی ہو وہ لکھا ہے کہ میں حضرت شیخ عبد
 رحمۃ اللہ کی اولاد سے ہوں اس لئے اس کے لطیفہ ام ۳ میں شجرہ مبارکہ اپنی طر منو الحاق
 کر دیا۔ ہے کیونکہ قلمی نسخہ نہیں یہ شجرہ نہیں ہے۔ اس کتاب کو از اول تا آخر دیکھا گیا تو کلیر
 اور محمد دم صاحب ذکر کہیں نہیں پایا۔ اور حضرت شیخ عبد القدوس رحم کا جا بجا سیاحت
 کرنا اور پاک پٹن اور پٹان میں جانا اور دہلی میں مزارات کی زیارت کرنا بہت کچھ لکھا ہے لیکن
 یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ کلیر ہی تشریف لے گئے تھے اور مولف کتاب حضرت شیخ رکن الدین
 ہی اپنا کلیر جانا لکھا ہے نہ کلیر کا احوال کہلے ہے حال اُنک اپنا حال اگر وہ دہلی یا بام جا بجا
 لکھا ہے وہ بات ہی اس سے غلط ہوئی جو صابری صاحبان فرماتی ہیں کہ حضرت شیخ عبد القدوس
 نے مزار شریف محمد دم صاحب کا کلیر میں بنایا ہے اور اسی کتاب کی ۳۳ میں لکھا ہے کہ حضرت

شیخ عبد القدوس نے چاہا کہ میں کوہ و دست میں عرب کروں تو حضرت عبدالحق اور
 حضرت نظام الدین محبوب الہی اور حضرت بابا صاحب کی ارواحِ مطہرات فی منہ کیا۔ اگر حضرت
 شیخ صابری ہوتے یا مخدوم صاحب کو کچھ تعلق رکھتا تو انکی روح سے بھی اس قسم کا اشارہ
 ہوتا۔

نور حضرت صوفیہ کی شہادت بہ نسبت کذب و اوجہ صابریہ

حضرت صوفیہ صاحب آپ فی ہویہ تخریر فرمایا ہے کہ جو کوئی حضرت قطب صاحب کی قطبیت اور ولایت
 کے چاک ہو نیک صابریوں میں سے قابل ہے وہ مرد ہے اور جاہل ہے۔ ان فیض قطب صاحب
 کا بند ہو گیا تھا۔ اما السجواب جس وجہ سے اپنے راویوں کو کذب کو لقب سے ملتا تھا
 اسی میں آپ بھی ملوث ہو گئے تھے۔ سچ ہے سنا اس میں پتھر پینکین سے خود ہی نجاست میں آلود
 ہونا ہے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایجاد مذہب آپنی اس واسطے کیا ہے کہ صاحب کرشمہ جمال نے جو
 لکھا تھا کہ قطبیت اور ولایت چاک نہیں ہو سکتی۔ مگر اس اقرار سے آپ کا مطلب فوت ہوتا ہوا ہے
 کہ جب قطبیت اور ولایت قطب صاحب کی تو چاک نہ ہوئی اور فرمانِ خلافت بھی چاک تو سلسلہ
 قائم رہا اور سلسلہ صابریہ منقطع الاصل قرار پایا تو گار چار آپ کو یہ کہنا پڑا کہ قطبیت اور ولایت کا تو چاک
 ہونا غلط ہے مگر یہ ضرور ہوا کہ مخدوم صاحب فی فیض قطب صاحب کا بند کر دیا تھا مگر ہم مردست اپنی اس جان لینے کو
 اپنی اپنی رکبتوں میں ادا آپ سے یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اپنی اس قول کا ثبوت پیش کریں اسطرح کہ فلاں سند
 تصوف کی رو سے جسکی قرآن شریف سے سچائی اور صداقت کہلتی ہو کہ فیض الہی جو عطیہ الہی ہو کوئی دوسرے
 اسکو بند کر دی اگر بروئے تصوف بشرط مذکورہ ادا ہاں مثال ثابت کر دیں گے کہ فیض کا بند کر دینا بکسر
 الواقع ہے کہ فلان بزرگ فی اسطورہ فلان بزرگ کا فیض بند کر دیا تھا تو ہم بے تکلف آپ کو قول کو قبول کریں
 درہم و نہین ثبوت کر دیا آپ قبول کر چکے ہیں کہ قطبیت اور ولایت قطب صاحب کی چاک نہیں ہوئی
 جو کوئی چاک ہو نیکو نامی وہ مرد ہے اور سادہ ہی اس کے یہ بھی اقرار کر لیا ہے کہ مخدوم صاحب قطب صاحب
 کی اپنی آئے اور انکا خلافت نامہ چاک ہو گیا اسکا اقرار کرنا آپ کو لازم آئیگا کہ فیض بھی قطب صاحب
 کا جاری ہوا ورنہ خیرہ سکا یہ ہو گا کہ سلسلہ عالیہ جمالیہ کے جاری ہو نیکو اور سلسلہ صابریہ کی مزارش ہو نیکو
 ان لینا پڑیگا۔ اب اصل مدعا کی توضیح کے لئے ہم آپ کو خبر گردولشی جو قطب صاحب کی قطبیت

اور ولایت کو چاک ہو جائیگی قائل ہیں یہ پوچھتی ہیں کہ قطبیت اور ولایت چاک ہو سکتی ہے تو چاک
 ثبوت عنایت فرمائے ورنہ اس بے ثبوت دعویٰ سے دست بردار ہو کر چاک خلافت نامہ مخدوم
 کے قائل ہو کر سدودی سلسلہ صابریہ کو منقرض ہو جائے۔ اور دوسری بات دریافت طلب یہ ہو کر کیا
 مرتبہ ولی کا بڑا ہے یا قطب کا اور ولی کسی قطب کی قطبیت کو چاک کر سکتا ہے یا نہیں کیونکہ قطبیت
 کوئی شوخ جسم نہیں ہے اور چاک شوخ جسم میں ہو کر اٹا ہے نہ خیر جسم میں۔ اور تیسری بات قائل استغنا
 یہ ہو کر ایک قطب دوسرے قطب کی قطبیت کو چاک کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ مسئلہ تصوف ہو یا
 الیسا واقع ہوا ہو تو فرمائے۔ ان امور مذکورہ کی بعد آپ سے اور آپ کی سب صابریہ صاحبان
 پوچھنا ہوں کہ خلافت نامہ چاک ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ خلافت نامہ اک شوخا ہر ہو اور اس کا چاک ہونا
 ممکن ہے۔ اور خلافت نامہ جو دیا جاتا ہے تو وہ خلافت نامہ کسی شہر یا ملک کا ہوتا ہے یا خلیفہ کے اس
 حصول لغت کمالیہ کا قبلا ہوتا ہے جو اس لئے شیخ سے حاصل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو بعد
 عطا خلافت کی کسی شہر میں مامور کیا جاتا ہے تو اس شہر پر معزز کر کے کوئی کا تہ تحریری دیکھا اور وہ
 پروانہ یا حکمنامہ کہلائیگی اور اس کا مصنف یہ ہو گا کہ سمیع ملان شہر مہتارسی پوٹیل ہدایت میں کیا اور خلا
 نامہ وہ کہا جاتا ہے کہ شیخ یون بھگو کہ ملان ملان تعلیم ملان شخص نے مجھے پائی اور یہ ان تعلیمات میں کل
 مکمل ہو گیا ہے یا جو کچھ مجھے تعلیم حاصل تھی وہ سب تعلیم مجھے یہ پا چکا ہے ہر سہ اس کو اجازت معیت
 ارشاد دی جاتی ہے یا بالعموم یون بھگو کہ میرے متقین کو جب ہر کہ اس شخص کو مثل میرے مقصود کر میں یا وہ
 خلافت نامہ خاص ذات خلیفہ کے واسطہ ہوتا ہے۔ پس پروانہ چہرہ دیگر اور خلافت نامہ چہرہ دیگر۔ آ
 فرمائے کہ مخدوم صاحب کو پروانہ یا حکمنامہ دہلی کا ملا تھا یا خلافت نامہ ملا تھا اگر خلافت نامہ ملا تھا تو وہ خاص
 انکی تعلیم ذات کی بابت ہو گا شہر دہلی کو ہدایت کرنے کی تخصیص اس میں کیون تھی اور اگر صرف دہلی کے
 واسطہ بطور پروانہ یا حکمنامہ کے تھا تو پروانہ اور حکمنامہ کسی شہر کے نام نہیں ہوتا شہر کے باشندوں کو
 نام ہوتا ہے کہ ہم نے ملان شخص کو مہتارسی اوپر مادی معزز کیا تنکو وجہ ہے کہ بموجب اس کی ارشاد کیا کہ
 رہو جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی وقت میں ہوتا تھا کہ ملان شخص کو ہم مہتارسی اوپر حاکم کر کے پروانہ
 کرتے ہیں بموجب اس کی ہدایت کو کار بند رہنا پس فرمائے کہ آیا صاحب مذکورہ پروانہ دہلی میں کن کن لوگو کو
 نام لکھا تھا اور نیز یہ پروانہ بدو حوال خلافت ملان ممکن نہیں اور اس پروانہ سے پہلو مخدوم صاحب کو ملا

ملتا ثابت نہیں تو اب وہ تحقیر جسکی بابت آپ کہہ رہے ہیں کہ مخدوم صاحب کا خلافت نامہ چنانچہ ہو گیا نہ خلافت نامہ پیرانہ پر دائرہ - اور زرا یہ بھی ارشاد ہو کہ جب مخدوم صاحب خلیفہ ہو کر قطب صاحب کی خدمت میں منظوری خلافت کیواسطہ حاضر ہو تو اسوقت انکا کیا مرتبہ تھا اور سب سے اول مرتبہ کو لےنا ہے کہ جب میں خلافت کا ملنا لازم ہوتا ہے اور مخدوم صاحب کو کس مرتبہ میں پہنچ کر خلافت ملی تھی اور بعد خلافت کو مخدوم صاحب اسی مقام میں رہے کہ جہاں وہ خلیفہ ہو چکی تھی یا اس مرتبہ سے وہ ترقی کر گئے تھے اور ترقی کر چکے تھے تو کھانا تک کہ چکر تھے یا فرض اگر انکو مرتبہ ولایت ہی میں خلافت مل گئی تھی تو وہ اسوقت کہ جب وقت قطب صاحب کی خدمت میں منظوری خلافت کو واسطہ حاضر ہو کر بلا شک و شبہ ملی تو اور قطب صاحب اسوقت مرتبہ قطبیت میں تھے تو مخدوم صاحب کی بصورت کسی مرتبہ کے یعنی ولی ہو کر قطب صاحب کا فیض قطبیت کیسے بند کر دیا تھا - اور اگر انکو مرتبہ ولایت میں خلافت نہیں ملی تھی اور مرتبہ قطبیت میں پہنچ کر خلافت ملی تھی تو ضرور ہوا کہ مخدوم صاحب جب قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہو اسوقت قطب تھے اور قطب صاحب اسوقت قطب العالم ہو چکے تھے چنانچہ اسوقت انکا کیا مرتبہ تھا کہ اس پر یہ مضمون مفصل موجود ہے تو اس صورت میں بھی کسی طرح ممکن نہیں کہ کمتر درجہ کا شخص قطب العالم کی قطبیت یا ولایت کو چاک کر دے یا اسکی قطبیت کا فیض بند کر دے اگر یوں کہو کہ مخدوم صاحب کو خلافت قطب العالمی کے مرتبہ میں ملی تھی تو یہ خلافت مخدوم صاحب خلافت ہو کہ ہنوز انکو یہ مرتبہ ولایت کا ملا ہے - قطبیت کا اور بدو حصول خلافت ہی ہے قطبیت دینہ کی کل مقامات طوکر کے جب مرتبہ قطب العالمی میں پہنچے اسوقت وہ خلیفہ ہو گئے اور قطع نظر اس کے ایک قطب العالم دوسرے قطب العالم کی قطبیت کو چاک تو جب کر سکے کہ ایک وقت میں دو قطب العالم ہو سکیں اور بعض محال ایک وقت میں دو قطب العالم مان مان ہی لو تو ایک قطبیت کی قطبیت کو دوسرا قطب نہ متزلزل دیکھتا ہے نہ ترقی جیسا کہ ایک لفظ گورنر کو متزلزل دیکھتا ہے نہ ترقی - ماسوا اس کے جب اس پر

+ حاشیہ اس کا ثبوت ہی غایت ہو کہ مرتبہ ولایت میں تو خلافت نہیں ملی اور مرتبہ قطبیت میں خلافت نہ ہوتی ہے جیسا کہ پہلے آپ کی کتاب سے قطب العالم ہونا حضرت قسطنطین کا ثابت کیا گیا ہے اور

بھی ثبوت دین کہ مخدوم صاحب قطب العالم تھے یا انکا وجود تھا یا انکا خلافت نامہ درست تھا - ۱۲۵ منہ

محققین بلکہ جمیع سلاسل کو مسلم ہے کہ حضرت قطب اعظم مولانا جمال الدین احمد
 النسوی رضی اللہ عنہ اس وقت العالم بنوا اور بحر المعانی اور تنوہی شریف مولانا نو
 اور کشف المحجوب اور سواطع الانوار اور مرآۃ الاسرار سی بات ثابت ہے کہ قطب العالم ہر دور
 ایک ہوتا ہے اور اس کا نام عالم علوی بن محمد بن ہوتا ہے گو ظاہر میں کوئی اور نام ہو اور وہ
 بلا وہ حضرت رب الغریب ہی فیض پاتا ہے اور اس کے دو وزیر ہوتے ہیں ایک وزیر مین جس کا
 لقب عہد الملک ہوتا ہے اور ایک وزیر لیسار جس کا لقب عہد الرب ہوتا ہے عبد الملک
 قطب العالم کی روح سے فیض پاتا ہے اور اس فیض سے انتظام عالم علوی کرتا ہے اور عہد الرب
 قطب العالم کے قلب سے فیض پاتا ہے اور اس فیض سے انتظام عالم سفلی کرتا ہے اور تمام نظام
 کائنات قطب العالم کی ذات پر اور اس کو اجزا و فیض پر منحصر ہے پس اگر قطب العالم کی قطبیت
 یا ولایت یکا یک جاتی رہے یا اس کا فیض بند ہو جائے تو وہ ہرین کائنات نہ دے بلکہ خود
 حکیم ترمذی فی ابو ودارسی روایت کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اوتا دتو جب نبوت ختم
 ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اک قوم کو مقرر کر دیا یہ اور مسلمانوں
 سے زیادتی صوم و صلوة میں فضیلت نہیں رکھتی مگر حسن خلق اور حسن نیت اور صدق اور تقویٰ
 اور اطمینان قلب اللہ کے لئے مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے ہیں اور صبر اور علم اور
 خلوص اور تواضع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاات کی طلب کرتے ہیں وہ مومن سے افضل ہیں وہ
 انبیاء کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ساتھ خاص کر لیا ہے اور اپنا علم دین کے لئے خاص کر لیا ہے
 اور ان کی وجہ سے زمین کی مصیبتیں اور آدمیوں کی بلائیں دفع کرتا ہے اور انہیں کی دعا سے بارش
 ہوتی ہے نہ حکیم ترمذی فی اس روایت کو نقل کر کے لکھا کہ یہ لوگ اس امت کو ایمان ہیں اگر یہ نہ ہوں
 تو زمین میں فساد ہو جائے اور دنیا اور آخرت خراب ہو جائے اللہ تعالیٰ اسی کی تائید میں
قرآن شریف میں فرماتا ہے **وَدَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ لِبَعْضِهِمْ**

بَعْضِهِمْ + حاشیہ ۶: زمین سے مخدوم صحابہ میں ایک ہی صفت نہیں تھی بلکہ ان کی مختلف صفات تھیں
 جن کے حضرت سیدنا اوصو فیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قابل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ قطب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافت نامہ کو چاک کیا۔ پس معلوم ہوا کہ مخدوم صحابہ اس کو جاری ہوئے

لَعَنَكَتِ الْأَرْضُ تَرْجَمَہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ اللہ لعنوں کی بالابعضوں کی
 وجہ سے دفع نہ کرتا تو زمین خراب ہو جاتی۔ اور طبرانی نے واسط میں ایسی
 قسم بلکہ اس سے بڑھ کر روایات کو بیان کیا۔ پس معلوم ہوا کہ قطب العالم کا منزل کسی حال میں
 نہیں ہو سکتا نہ اس کا فیض بند ہو سکتا ہے **اللہ لا یضیع اجر المحسنین** ایسی
 شاہد ہے۔ علاوہ اس کے اگر بعض محال محض و محض قطب العالم ہو چکے تو وہی اعلیٰ حکومت
 سے کیوں باہر ہی تھی اگر وہی اعلیٰ حکومت سے علم ہوتی تو وہ قطب العالم نہ ہو اور اگر ان
 سخت حکومت داخل ہوتی تو وہ ان جانیکی منظوری لینے والی منی میں قطب صاحب کی خدمت میں
 کیوں آئے مگر جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہی جاہلی شکر اور انکی تمنا میں خلافت نامہ ہی چاک ہوا
 بارگاہ فریدی سے ہی جواب ملا۔ اسی بسا آرزو کہ خاک شدہ **ص** نہ ضایع ملانہ وصال صنم
 اور ہر کے رہے نہ اوپر کے رہے بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد **ص** کو کئی مرتبہ ہی حاصل
 نہ تھا۔ اور جو مختیر چاک ہوئی اگر وہ پروانہ یا حکماء نہ نہایت نور و صفت ملی ہی مقتضی نہ آئی اور
 اگر خلافت نامہ ذات خاص کا چاک ہوا تو کچھ ہی مڑا اور ہمیں تو وہ خلافت نامہ ذات خاص
 ہی کا چاک ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پروانہ تو وہ اسلمو نہیں ہو سکتا کہ بابا صاحب دہلی کے
 حاکم ظاہری ہتھو جو پروانہ لکھ دیتی اور اگر لکھتی ہی تو وہ ان کی اراکین کے نام لکھتی اور یہ ثابت
 نہیں علاوہ انہیں اگر وہ پروانہ تھا تو اس پروانہ سے پہلے کسی وقت خلافت کا ملنا و جیب نہ تھا
 اور خلافت اس سے پہلے ملنا ثابت نہیں۔ اور دراصل ہماری تحقیق میں نہ پروانہ تھا نہ خلافت نہ
 تھا یہ محض سب فرضی روایتیں ایک شخص فرضی کے واسطہ مشہور کی گئیں ہیں میرا عقد تھا کہ ان
 میں اقسام کی تہ تیغ کروں مگر لوجہ طوالت نظر ہر اختصار کی گئی آئیدہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور
 ہو گا کسی موقع پر دیکھ جائیگا باللہ التوفیق۔

پس آپ کے راویوں کی کیفیت ہو خیر آپ کا ہر وہ ہر کوئی بیٹے میں اور یہ تو ہنوز بہت مختصر
 راویوں کی لائف اور سوانح میں سے مشترک از خرد و اس کی کچھ ہیں ورنہ ہم اگر مصنف سیر الافلاک
 اور اس کے مرشد اور محمد شفیع صاحب رام پوری اور ان کے والد طفیل علی صاحب اور انکی برادر صاحب علی
 صاحب اور ان کی مصنوعی مرشد اور صاحب حقیقت گلزار صابری وغیرہم کی سوانح عمری

مہینہ بخوبی معلوم ہے آپ کی راوی کذاب اور احادیث کی راوی صادق اور صالح برابر ہو سکتی ہیں
اور باوجود اس کے احادیث کا معیار اور محکم قرآن شریف ہے آپ کی راویوں کا کون سا معیار
معیار تو الگ رہا کس سلسلہ کی یہی شہادت ہمیں ملتی۔ اور سلسلہ عالیہ حمالیہ
شہادت کی لئے قریباً کل سلاسل صالحہ موجود ہیں موقوفات اکابر مکتوبات اکابر سیرتائیں
اور نظامیہ قادیہ سہروردیہ حقیقت کی کل شاخیں نقشبندیہ اور خانوادہ وغیرہم
اب ایک اور ثبوت ہم اپنا پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سلسلہ حمالیہ کی خانقاہوں کا مختصر اور سچا حال

ہاکنسی شریف

حضرت قطب العالم قطب کمال الدین احمد حضرت قطب الاقطاب برہان الدین
صوفی قطب دوم حضرت قطب الاقطاب قطب الدین منور قطب سوم حضرت قطب
الاقطاب نور الدین نور جہاں قطب چہارم یہ چار قطب سنہ ۸۰۰ بعد نسل کیے بعد ہجرت
حضرت شاہ محمد حامد مجذوب حموی پر قطب اول پسب ایک گنبد میں راحت یافتہ ہیں۔

حضرت مخدوم العالم خواجہ برہان الدین ثانی حضرت مخدوم العالم خواجہ سراج الدین
حضرت مخدوم العالم خواجہ علاء الدین احمد عرف خواجہ معین الدین حضرت مخدوم العالم خواجہ
حمید الدین عرف شاہ حامد حضرت مخدوم العالم خواجہ سہام الدین عرف جمال الدین ثانی حضرت
سلطان الشیوخ فرید الدین گنج شہر حضرت قطب وقت شیخ عبد القدوس گنگوہی اہی فیض یافتہ
ہیں انہی میں کوہاکنسی یعنی خدمت میں پہچا کرتے تھے مکتوبات قدوسیہ کو کہتے ہیں انہما ذکر
موجود ہے۔ حضرت جہانگیر ابدال عرف شاہ بودلہ حضرت خواجہ عثمان گرہ کشا۔ حضرت شاہ
عبد اللہ عرف پیر خضر۔ حضرت مخدوم سالک شہید تیغ محبت حضرت سبحان شاہ محمد مصطفیٰ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ انہیں سے بعض کی خانقاہ کا احاطہ ملحدہ ہوا بعض کا شامل

نار نغول

سید المشائخ سید تاج الدین شیر مور حضرت سید المشائخ سید نظام الدین قتال سید المشائخ

منظر جلال شیخ ابدال سید المشائخ نظام الدین ثانی سید المشائخ مایہ توکل سید اولیس عرف کمال
حضرت شیخ المشائخ پیر اسماعیل حضرت شیخ المشائخ شیخ لقی شیخ المشائخ سید حاجی علم الدین

دہلی

حضرت سید حسن رسول نما - قاضی القضاۃ حضرت مولانا حسام الدین اندرپتی رضی اللہ عنہما
کوہ کینڈیلہ علاقہ جیسور

حضرت سید المشائخ سید تاج الدین شیر سوار کاچلہ اور ان کے خلفاء کی کئی مزار ہیں اور ان
مزارات یعنی خانقاہوں میں عرس ہی ہوتا ہے رحمہم اللہ

شعبہ چند واریہ راست

سید الاصفیاء رسیہ الشفہ اور حضرت سید خلیل الدین صاحب ولایت حضرت سید جمال الدین
قدوق الاولیاء خواجہ پیر محمد خالدی حضرت خواجہ وجیہ الدین بغدادی حضرت مخدوم العالم
خواجہ محمد اولیس رحمہم اللہ علیہم اجمعین

کرناٹک

مزار شریف مخدوم العالم شیخ العرفان خواجہ فضیل رضی اللہ عنہ

جھجھ ضلع تریک

حضرت شاہ کمال الدین غازی صاحب ولایت امی عالیشان خانقاہ ہر او عرس ہی ہوتا ہے

بہار

حضرت مخدوم العالم بایزید عرف شاہ ادہن پیر حضرت مخدوم مبارک الدین سہالوی انکا اک
مکان عالیشان ہے جو مکان جہاز کر کے مشہور ہے۔

سندھ ہالہ شریف ضلع اٹالہ

حضرت مخدوم العالم قطب وقت خواجہ بھاء الدین کی بڑی عالیشان عمارت کچھ
خانقاہ ہے موجود ہے اس بستی میں سوائے انہی اولاد کے اور کوئی شخص کسی قسم کا
ہے۔ حضرت پیر رشد مخدوم عالمیان غفر العرفان شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب بیان کے
سجادہ ہیں اومان کے انتہام سے بڑے زور شد سے عرس ہوتا ہے اور لنگر جاری ہوتا ہے

گنگوہ ضلع سہارنپور

حضرت مخدوم الانام خواجہ محمد احمد عرف دہون شاہ حضرت مولانا فضل
خیر آبادی جو شمس العلماء تہوان سے بیعت ہو۔

سراہ

حاجی حسین شریفین مخدوم العالم حضرت شاہ محمد حبیب الرحمن۔ ان کا مزار تختہ ہواوریں
باہتمام حضرت پیر و سرشد غم فیضہ ہوتا ہے اس عرس کمی ۲۴ شیان مقرر ہے۔

حضرت مخدوم العالم غلام محمد حضرت مخدوم العالم شاہ نظام الدین۔

سیکر علاقہ شیخاوالی

حضرت شاہ امیر علی۔ ان کا عرس حضرت شیخ احمد بخش صاحب چہنچہنوی کو اہتمام سے ہوتا ہے

سورج گرہ شیخاوالی

حضرت شاہ فضل اور ان کے علاوہ اور بھی خانقاہ ہیں جو بوجہ طوالت نہیں کہی گئیں۔

منتح پور شیخاوالی

مزار ورد دولت خان۔ و مزار حضرت شیخ عبد الواسع السنوی انکی اک کتاب عبد الواسع

نام شہور ہے حیدر آباد سندھ

حضرت نجیب الدین عارف خلیفہ حضرت خواجہ فضیل کرناٹی کے ہیں۔

کابل

حضرت خواجہ کمال الدین خلیفہ حضرت خواجہ فضیل کرناٹی۔

چندوس پرگنہ سورانہ ملک اودہ صوبہ بھار

حضرت مخدوم العالم خواجہ صیاد الدین پیران پیر و خلیفہ قطب چاہم السنوی رح

ایچ

حضرت مخدوم جلال الدین جہان گشت انہوں نے بہت جگہ سے خلافت پائی مہمان کے

حضرت قطب سوم السنوی سے بھی خلافت حاصل کی ہے۔

کچھوچھو

حضرت پیدائش جھانگیر جو اک عارف کامل تھے اور اولیاء کبار سے ہوسے ہیں انہوں نے بہی
حضرت قطب سوم سے خلافت پائی ہے اور ان کی بہت سلسلہ جاری ہوسے ہیں

حضرت مولانا خواجہ محمد رمضان شہید۔ ہی اس سلسلہ میں داخل ہیں جو قطب سوم کی منتہی ہوتا ہے
سکن در آباد اور
حضرت درویش قاسم اودھی ہی اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ اور سنے۔
گنگوہ

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس ہی بواسطہ حضرت درویش قاسم اس سلسلہ
بشیر کہ یعنی سلسلہ حالیہ میں داخل ہیں۔ اور انکو جو صابری
صابری کہتے ہیں غلط ہے ہم دعویٰ سے کہتے
ہیں کہ یہ صابری نہیں ہیں

اور حضرت

سید جمال اور حضرت

سید جمال اور حضرت شاہ بدین پھر انکی
ہی اس سلسلہ حالیہ میں داخل ہیں اس سلسلہ بشیر کہ میں بہت سے الیاء
کہاں رگڑے ہیں اور جا بجا احصار و بلاد میں خالق ہیں موجود
ہیں اگر تفصیل حوالہ خالق ہیں کہی جائیں تو اک
رسالہ طیار ہو جائے عاقل کہ
تو دیکھ اسی نذر ثبوت

کافی ہے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ

نقشہ اول بزرگان سلسلہ عالیہ جمالیہ مع مختصر کیفیت

اساتذہ	امداد	میرزا محمد علی	میرزا محمد علی	میرزا محمد علی	میرزا محمد علی	میرزا محمد علی	میرزا محمد علی	کیفیت
قطب العالم الدین	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	بابا صاحب کوطنہ اول و عظیم اور حضرت روسلہ محبوب الہی اسبقہ و تلمذہ
قطب بار الدین	۶۵۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	قطب العالم کے فرزند اویسی بوشین
قطب الدین سنو	۶۹۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	قطب دوم کو صاحبزادہ بی بی کو
قطب الدین چار	۶۵۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	قطب سہم کو صاحبزادہ بی بی کے بی بی الدین نے اپنا والد حضرت
حضرت سراج الدین خانی	۶۹۹	۹	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	یہ حضرت قطب چہارم کے
حضرت علام الدین	۶۹۹	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	بی بی قطب چہارم کے صاحبزادہ
حضرت حمید الدین	۶۵۵	۱۸	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	یہ بی بی قطب چہارم کے
حضرت عالم الدین	۶۹۹	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	"
حضرت سید الدین	۶۵۵	۲۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	انکو والد محمد دوم برائے الدین مافی فرزند پورا
حضرت شاہ بایزید	۶۵۵	۱۶	۵۳	۶۹	۱۵	۵۳	۱۶	یہ حضرت بہا الدین کے فرزند
حضرت محمد راہ	۶۹۹	۱۹	۲۶	۶۶	۱۶	۶۶	۱۶	یہ حضرت بایزید کے فرزند ہیں
حضرت شیخ محمد	۶۹۵	۲۰	۲۱	۶۱	۲۵	۲۵	۲۰	یہ حضرت محمد راہ کے برادر زادہ کو
حضرت سید محمد	۶۸۰	۲۶	۲۰	۲۶	۲۰	۲۰	۲۶	یہ حضرت شیخ محمد کے برادر زادہ کو
حضرت احمد بنی	۶۵۵	۱۹	۱۶	۳۶	۱۲	۱۲	۱۹	یہ حضرت سید محمد کے برادر زادہ کو
حضرت پیر محمد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	یہ قوم کو شیخ خالہ دین بنی و شیخ
حضرت ضیئل	۱۳۵	۲۲	۱۳	۳۵	۱۳	۱۳	۲۲	یہ انبی والدہ عطا اللہ اور حضرت محمد کے
حضرت غلام محمد	۱۰۵۲	۱۸	۲۶	۲۶	۱۱	۲۶	۱۸	یہ حضرت شاہ محمد ضیئل کے صاحبزادہ
حضرت نظام الدین	۱۰۵۲	۲۰	۴۰	۹۰	۱۴	۱۴	۲۰	یہ حضرت شاہ غلام محمد کے فرزند
حضرت اویس	۱۱۰۰	۲۶	۶۲	۹۰	۱۴	۱۴	۲۶	حضرت نظام الدین کے صاحبزادہ
حضرت محمد بن	۱۰۵۵	۲۵	۱۱	۳۶	۱۱	۱۱	۲۵	یہ حضرت اویس کے فرزند علیہ
حضرت محمد	۱۰۵۵	۱۶	۱۶	۳۶	۱۳	۱۳	۱۶	یہ انکو والد کے انتقال کے وقت
حضرت محمد	۱۰۵۵	۱۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۱۶	یہ انکو والد حضرت محمد بن محمد بن

- جہاں ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے گھر تھے۔ ان کے بیٹے اسماعیلؑ کے گھر تھے۔ ان کے گھر کے نام ابراہیمؑ کے گھر تھے۔
 حید الدین کو فرزند امام اعظمؒ کی اولاد سے ہیں انہوں نے اپنی زندگی میں کوئی خلیفہ نہیں کیا مگر اپنی خلافت وعت
 سے جو کوئی بھی تھا جس سے سلاسل کا یہ ایک تنگ جلدی جو ہالسی میں نافہا بطارت عالیشان موجود ہے رحمت اللہ تعالیٰ -
 میں میرا انتقال خط العالم انکو انکی دایا صاحبہ کی خدمت میں لکھیں یا صاحبہ انکو میرا ایک اور خط لکھ کر سب دیکر وہاں پہنچا دے گی جس میں
 حضرت سلطان خانی نے خط صاحب خلافت وعت بموجب وعدہ میری کیونکہ یہ وہی فرزند تھی جو خط میرے ذرا پہلے لکھا تھا۔ اس سلسلہ میں وہی
 چہ فرزند ہو کر ہاں الدین سراج الدین اسی حسین الدین پران علاء الدین احمد شاہ حامد حاسم الدین۔ برہان الدین وراحمہ الدین و
 کی اور میرا لے اپنے انہی بہائی اور سب اعلیٰ مقامات کو پہنچے۔ آمین للہ رب العالمین
 فرزند دوسم ہیں اپنے والد کے مرید اور خلیفہ ہیں انکا مزار ہالسی میں ہے۔
 ہیں اور بڑے بہائی سراج الدین اسخی ہالسی کے انکا مزار بھی ہالسی میں ہے۔
 صاحبزادہ حبیب ہیں اور اپنی برادر بزرگ شاہ حامد کے مرید اور خلیفہ ہیں انکا مزار بھی ہالسی میں ہے
 صاحبزادہ شمس ہیں اور اپنی برادر بزرگ شاہ حامد کے مرید اور خلیفہ ہیں انکا مزار بھی ہالسی میں ہے
 ہیں جب انکا انتقال ہوا انکو فرزند کی سال کی عمر تھی انکو میرا گواہ بنا کر اپنی برادر حاسم الدین کو دیکھتی تھی چنانچہ حضرت بعد میں انکو بھی انکا مزار لکھا
 کلاں اور خلیفہ ہیں انکا مزار سرسب میں ہے۔
 اور خلیفہ ہی ہیں ان کا مزار سندھ بالصلح انبالہ میں ہے۔
 خلیفہ ہیں یعنی حضرت سراج الدین اولیار کے فرزند ہیں اور انکا مزار سندھ ہالہ میں ہے۔
 خلیفہ ہیں اور اپنے والد حضرت شیخ علی شیر دلیار کے ہی خلیفہ ہیں انکا مزار بھی سندھ ہالہ میں ہے۔
 خلیفہ ہیں اور انکو اپنی والدہ شہینہ عکد الشکور کے ہی خلیفہ ہیں انکا مزار سندھ ہالہ میں ہے۔
 صدیقی کے خلیفہ ہیں انکا مزار جنید میں ہے۔ - انکا مزار بھی ہالہ میں ہے۔
 کے خلیفہ ہیں۔ حضرت پیر محمد حضرت عطاء اللہ کے پیر بہائی تھے اور حضرت عطاء اللہ وصیت کر گئے تھے کہ تم حضرت پیر محمد کی وصیت لکھیں یہی شجرہ ہیں
 اور خلیفہ ہیں انکا مزار سرساوہ میں ہے۔
 اور خلیفہ ہیں -
 انکا مزار جنید میں ہے۔ - انکا مزار بھی ہالہ میں ہے۔
 ہیں انکا انتقال بحالت وجد و سماع میں ہوا وقت انتقال بھی بتی بموجب وصیت چاہا کہ بعد ہالسی میں خانہ آیا اور
 ہیں کہ تھی اسکو انکو والد سے وصیت نہیں ہوئی انہوں نے اپنی برادر کلاں حضرت محمد رمضان کو وصیت دے دیا حاصل کی۔ -
 صاحبزادہ ہیں انکو والد کے انتقال کو وقت انکی ۳۰ ماہ کی عمر تھی انکی چچا حضرت محمد دوم المعروف مہر شاہ نے پیر دین کیا وصیت کیا اور
 عمر میں خلافت سے مشرف و ممتاز فرمایا انکا مزار سرساوہ میں ہے آمین للہ رب العالمین

طریق ثانی سلسلہ عالیہ بحالت

حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج حضرت قطب جلال الدین احمد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا حضرت
خواجہ قطب الدین نور حضرت قطب نور الدین نور جہاں خلکش حضرت خواجہ بران الدین ثانی حضرت
قطب بہار الدین سداوی حضرت مخدوم بایزید سداوی مہندی حضرت مخدوم سراج الدین
سراج الاولیاء حضرت خواجہ علی شیر دلہ حضرت خواجہ عبدالشکور سداوی حضرت خواجہ عبداللہ
حضرت شاہ عطاء اللہ حضرت خواجہ فضیل حضرت خواجہ نظام الدین سہرادی حضرت خواجہ محمد
جیدی حضرت خواجہ محمد رمضان السنوی حضرت خواجہ مخدوم احمد عرف دہر شاہ سہادی ثم گنگوہی
حضرت خواجہ ارشاد شاہ حبیب الرحمن قدس سرہم المنان حضرت مخدوم عالمیان پیر و شہر شاہ جلیل الرحمن ثم

طریق ثالث

حضرت خواجہ فرید الدین حضرت قطب جلال الدین احمد حضرت قطب الدین نور حضرت قطب نور الدین
نور جہاں حضرت بران الدین حضرت قطب بہار الدین سداوی الاخوہ رحمہم للہ

طریق رابع

حضرت قطب الاقطاب قطب الدین نور حضرت سید باج الدین شیر سوار ناروئی حضرت
سید نظام الدین قتال ناروئی حضرت سید مظہر حلال شیخ ابدال ناروئی حضرت سید نظام الدین
ثانی ناروئی حضرت سید محمد اویس عرف سید کمال ایضاً سلسلہ انبک جاری ہوا اور اس سلسلہ
میں حضرت سید حسن رسول نما جنکا منار دہلی ہے داخل ہیں۔ رحمہم للہ

طریق خامس

حضرت قطب الدین نور حضرت قطب نور الدین نور جہاں حضرت بران الدین ثانی حضرت فرید الدین
السنوی حضرت فتح محمد حضرت فرید الدین ثانی حضرت لطف اللہ حضرت شیخ محمد حضرت شیخ احمد
حضرت قائم محمد سلسلہ بی انبک جاری ہوا حضرت قائم محمد کی اولاد سوسو شیخ احمد بخش صاحب
مقام بیکر علاقہ چوہدرین صاحب ارشاد و ہدایت ہیں۔ رحمہم للہ

طریق ششام

حضرت قطب الدین نور حضرت جلال جہانگشت ان سوسو سلسلہ جاری ہوا امین حضرت سید شرف علی

سید شکر گنج
نظام الدین
نور جہاں
قطب بہار
سراج الاولیاء
شاہ عطاء اللہ
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان

سید باج الدین
سید مظہر حلال
سید نظام الدین
سید محمد اویس
سید کمال
سید حسن رسول
سید جلال جہانگشت
سید شرف علی

سید شکر گنج
نظام الدین
نور جہاں
قطب بہار
سراج الاولیاء
شاہ عطاء اللہ
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان
خواجہ علی شیر دلہ
خواجہ عبدالشکور
خواجہ عبداللہ
خواجہ محمد رمضان

سمنانی بی بی اور حضرت مولانا محمد رمضان مہدی بی دہلوی - رحمہم اللہ

طریق سیاح

حضرت قطب الدین نور حضرت مخدوم جلال الدین جہان گشت حضرت سراج حضرت شیخ طہ بن طہ جی حضرت درویش قاسم اودھی حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہم اللہ

طریق تہامن

حضرت قطب الدین نور حضرت جہان گشت ایک واسطہ درمیان دیگر حضرت سید شرف جہانگیر سمنانی حضرت شیخ صفی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی الی آخرہ رحمہم اللہ

طریق تاسع

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حضرت نظام الدین محبوب آبی حضرت قطب الدین سنور الآفرہ

طریق عاشق قادریہ

حضرت قطب ربانی عوث حمدانی سید عبد القادر جیلانی حضرت سید عبد اللہ حضرت سید جلال حضرت صالح ناصر حضرت سید شرف الدین حضرت شیخ محمد حضرت مجد الدین حضرت سید علی حضرت سید احمد حضرت سید شہاب الدین حضرت سید محمد طاہر حضرت سید محمد حضرت سید علی متقی حضرت شیخ فضل الدین حضرت شیخ ابو محمد حضرت شیخ احمد صدیقی حضرت پیر محمد حبیبی حضرت فضل حضرت علام محمد حضرت نظام الدین حضرت ابی حضرت محمد رمضان بالنوی حضرت مخدوم احمد الآفرہ رحمہم اللہ

شیخو سمنانی

یعنی اس محمود و حامد کا طفیل
اور حسن ابن علی رضی اللہ عنہ
جعفر موسیٰ کاظم کے طفیل
اور صدق حضرت معروف کا
حضرت بو بکر جعفر سمیع
بوسید و عبید قادریہ
سید صالح و شرف الدین کا -

ایچہ اپنے محمد کا طفیل
از برائے مرتضیٰ شیریں
حضرت سجاد باقر کے طفیل
اور بکرت حضرت موسیٰ رضا
سری سقطی حبیب باصف
مجدد واحد بو الفرج اود بو الحسن
مصدقہ عبد جلال الدین کا

حضرت شیخ محمد کے لئے
اور علی و احمد و عالم پناہ
ظاہر و سید محمد کے طفیل
بو محمد اور احمد کے طفیل
واسطے خواجہ محمد کے خدا
اور اولیس و خواجہ رمضان کے کو
اور حبیب خاص رحمن کے طفیل
ان کے صدقہ سے خدائی ذی الجلال
ان بزرگوں کے صدق سے خدا
وین و دنیا میں پی ہے آرزو
لب پہ تیرا نام ہو اور دل میں تو

خواجہ محمد الدین امجد کے لئے
اور شہاب الدین غالی مبارک گاہ
اور علی فضل سرمد کے طفیل
حضرت پیر محمد و فضل
اور نظام الدین نظام الاولیاء
اور احمد اہل عرفان کے لئے
اور حبیب خاص رحمن کے طفیل
دکھو میرے کروے شیشہ کی مثال
حاجتیں دنیا و دین کی کر عطا
سچتے میں غافل ہوں یا رب کہو
جس طرت دیکھوں اور ہو تو ہی نو

استفسار

حضرت شمس الدین ترک حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء حضرت شیخ عبدالحق رد و لوی حضرت شیخ عبد القادر
رضی اللہ عنہم انہیں کس کس بزرگ کو اپنے نام کے ساتھ لفظ صابری کس کتاب میں لکھا ہو
یا ان کے معصرتے لکھا ہو تو اسکا ثبوت کیا ہو اور جو نہیں لکھا تو اسکی وجہ کیا ہے اور یہ لفظ صابری
بصیغہ کتابت کب آیا ہے اور پہلے سب کس لکھا ہے۔ اور یہ صابریہ کب کتابت کی گئی
ایسے اور اکابر کورۃ الصدق کس بزرگ کو اپنی کس کتاب میں تحریر فرمایا ہو اور حضرت امام صاحب الہی
خلفاء اور خلفاء کے خلفاء میں سے یہاں تک کہ حضرت مولانا فخر الدین غریبان اور حضرت مولانا نیاز
بریلوی اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تو سوی رحمہم للہ انہیں کس کس لکھا جانا ثابت کیجئے
اکثر کتب میں حضرت بابا صفا اور اکملی خلفاء اور ربیعین اور خصوصاً محبوب الہی اور چراغ دہلی اور اکملی
کا علیہم الرحمۃ ہا لسنی شریف جانا ثابت ہو اور اگر کبیر جانا کسی بزرگ کا ثابت نہ ہو تو وجہ یہ ہے کہ
حضرات صوابیہ اور ان کے بھینالوں کو کوئی توجہ کے لائق
یہ بات بڑی کامل توجہ کے لائق ہے کہ جمالت میں حضرت مخدوم علامہ الدین علی احمد صابری

وجود اور نام اور خطاب اور لقب اور سلسلہ اور بیعت اور خلافت اور
 ولایت امین یا غیر امین اور زمانہ اور عمر اور من مبدلش اور سن انتقال اور
 تاریخ انتقال اور ماہ انتقال اور جائی ولادت و گنت اور جائی وفات
 اور قبر اور تعمیر و جہ و جہ اختلاف اور خواہر زادگی اور دامادی یا باصاہ
 ایک ہی ثابت نہ ہوا مان کے فروع ہی ذویہ عدم میں ہوں اور ہر ایک واقعات اور حالات
 کا عدم وجود برابر ہوا اور من کل الوجہ کسی بات کا پتہ نہ لگو اور کسی شتم کی سند حاصل نہ ہو کسی نوع کی تصدیق
 نہ ہو پر کسی ایک انسان انسان کہلا کر اس سے اطمینان اور تسلی اور سکینت دلاؤ چھٹا سکتا ہو۔ جنوت
 اک قوم حق سے دور جا پڑتی ہے اور اپنی اصلاحی حالت سے لپٹ جاتی ہو اور اپنی ظاہری بلکہ روحانی حالت
 کو از رو اعمال افعال عقاید افعال بگاڑ لیتی ہے اور طرح طرح فساد اور رنجا رنگ کی نثر ارتین اور
 قسم قسم کی بدعات جو نہ انبیاء میں نہ اصدات میں نہ صلحاء میں نہ شہداء میں نہ اقطاب میں نہ ابدال
 میں نہ اولیاء میں نہ سنت الدین ظاہر ہوئیں نہ کسی نے بیان کیں اپنی طرف سے ایجاد کر لیتی ہے تو خدا
 خود جل اسی قوم سے اسکی اصلاح کے لئے ایک بندہ کو مامور کرتا ہے اور اسکو اصطفا اور اجتبا کا
 خلعت عطا فرماتا ہے سو وہ مصلح موانق **سیدنا محمد** جیسا کہ قرآن شریف میں ہے **وکلّم**
ہامد کامل اور ناقص اور طبیب اور خبیث میں فرق کو دیتا ہے **قد تبين الرشد من الغي** اسکا وجود
 ہوتا ہے خواہ اسوقت میں اسکو کوئی قبول کرے یا نہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ اسکو قبول کر لیتا ہے اور اسکی
 برکت اس قوم میں اور اس کے ارد گرد پھیلاتا ہے اور جسید اسکی طرف کھینچے ہوئے چلو جانے میں
 وہ سعادت کا تخم ہوتا ہے بعد اس سے بدورش یا تو میں وہ لعن طعن سے کیسی ہنیں ڈرتے وہ ہر ایک
 سے ہنیں دہلتے وہ پہلوان اہی ہوتے ہیں وہ ببادارہ طور سے میدان میں کھڑے ہوتے ہیں ان کا
مصرعہ حق سنکیرن کے **قلوب کو ہلا دیتا ہے** وہ اس کے پہلوان ہوتے ہیں وہ اس کے
 مددگار ہر اک میدان خطرناک میں آتے پڑتے ہیں مبارک میں وہ جو اس کے پیرو ہوتے ہیں یہاں تک
 کے اس قوم کے لئے وہ نذیر اور مصلح ہیں وہ کون ہیں وہ حضرت خلیل الرحمن صاحب جلال
 ہیں۔ حق کو باطل سے طبیب کو خبیث سے اور صدق کو کذب سے علحدہ کرنے کے لئے مامور اور مبعوث
 ہوئے ہیں **والسلام علی من اتبع الهدی**۔ **فیتر محمد** یا **ان خان** دہلوی مختصر

حضرت بترکی ٹوہری اور حضرت چشتی کی ایمانداری شریط جو انجائی سے اظہر حال

جب حضرات صابریہ سے خدمت مولانا و مرشدناشاہ محمد طویل الرحمن صاحب عالی نعمانی کے جواب میں پڑھا اور انکی خیالی خوبی کی
بیچکنی ہونے لگی تو جواب دہی کے درگزر کے ساتھ یہ یاد ہو کر اس کے ابطال سلسلہ خیالی یعنی شرح شجرہ عالمی نام تصنیف کیا
حضرت شہناشاہ صاحب اس نے اس میں دراصل کاجواب لکھا کہ ان کو سوائے انکے افسانہ کا کوئی تہمت نہ تھا مگر انکی تہمت مولانا و مرشدناشاہ محمد علی صاحب جالی سے ہے
جواب میں ان کے اس کوششہ محال سے متوجہ بن کر یہ جواب دیا کہ اولاً یہ تہمت صرف مولانا و مرشدناشاہ کی ہے اور دوسری اسکی نزدیکی اسکی سطح اعلیٰ
آخر تک تمام سرائے کا جواب اور موقع پر بند کر دینا چاہیے کہ نظر کی طرف سے مولانا و مرشدناشاہ کوئی تہمت نہ پیش نہ کر سکتے تھے اور دوسری اسکی سطح اعلیٰ
کہ شجرہ عالمی مقبول خاص عام اور کین نہ ہو کہ فی حقیقت اس سے کوششہ قدرت الہی کا ظاہر الگ الگ امت کوئی تہمت نہ ہو تو کیا ممکن ہو گا کہ
ترویج ہو سکے اور مولانا موصوف نے بہادر سرائے کے اولین ٹری شرح بسط و کچھ شریں کہیں لکھ کر گویا قصہ جواب لکھ کر کین
تو جو جس میں شروع لکھیں اور طبع میں خود بخود اول جلد لکھ کر اذوق آخر سرائے کی ترویج کی وہی طرح سرائے کا جواب لکھ کر جواب دیا
جب بھیجا کہ مابو اس میں جواب کسی قاعدہ سے تو نہیں ہوگا تو یہ کیا کہ نہ مذہب اور ادب کے جو شیوہ میں بن و متین ہو نظر انداز کر کے
سب سے تم پر آگے اور دوسرے خلاف بحث چل چلو گئے یعنی کہہیں تہ کوششہ محال کا ایک فقرہ لیکر اس پر حرج کر کے لکھو اور
کہیں کی کچھ عبارت بھی لکھی تو اس طرح لکھی کہ متذہب متہاد مگر اس پر اعلیٰ جواب میں پڑھا

[illegible]

اب حضرت جمالہ کی ایسا نداری ملاحظہ ہو کہ اول جو رسالہ نامہ و کا جواب لکھا تو باقاعدہ بطریق مذکور
لکھا اولاب جو حضور فیضیہ کے رسالہ نقل مفید کا جواب لکھا تو اسی قاعدہ کی یونق عا جو نے لکھا ہے اسلئے ہم خاص حال
انہیں ہمارے جلوہ جمال کو جنرل صواب کی ہٹ دہری سے مطلع کر کے حضرات صواب کی خدمت میں عودا و حضرت صواب
کی خدمت میں مضامین کرنے ہیں کہ جمالہ تو آپ کی تحریکات کا جواب مختصراً اور باقاعدہ لکھتی ہیں معلوم کی تہذیب
اخلاق کو ادنا کے برابر کیا آگ لگ گئی جو آپ صاحب بیتا مدو غیر مذکور العقب کی طرح چلتی ہیں اس ہٹ دہری کو

انصاف آج اور دعویٰ صابریت کو اگر سچا ہے تو حکم تحقیق پر آزمائے دکھائے اگر آپ سچ پر ہیں تو جواب سوال اسے
اور جواب رسالہ کرشمہ جمال اور رسالہ جلوہ جمال کا بطرح جالیوں نے کہلایا ہے اسی طریق سے لکھ کر دکھائے ورنہ وضو
دیگر ہی سمجھا جائیگا کہ آپ کے پنے لکھنے میں اور آپ ناحق کا غدیا کر کے چند بیوں کا نقصان کر رہے ہیں
شرط رسالہ کرشمہ جمال تو کرشمہ جمال کے اولین درجہ میں اب شرط رسالہ جلوہ جمال ملاحظہ ہو
شرط اول جناب صوفیہ صاحب آپ کو لازم ہے کہ اول جلوہ جمال کے قول کی پوری عبارت لکھ کر ہر کسی پر
لکھیں اور اول سے آخر تک یہی التزام کریں کہ ہر لکھنے والے کو لکھنے سے نفرت چھٹا لے اور جواب لکھ دیا
دیکھ لیجئے آپ کو رسالہ قول فیصل کے جواب میں یہی التزام کیا ہے۔

شرط دوم قدم دائرہ ادب و تہذیب کے بڑا میں کراہیں اپنے اور دوسروں کو ہونہار کیا آدیشہ
شرط سوم مذہبی کتاب کی پیش کیا لے کہ جو کو فہم مانتی ہوں اور وہ بجا الکتب سابقہ کے ہو یا خود وہ کتاب
اسی نام لکھی ہو۔ جو اس شرط کو پورا کرنے انہیں صحت کذب اور افتراء و درسی تسلیم کی جائیگی۔

شرط چھام جس کتاب کی روایت مذہب میں لکھی جائے وہ کتاب خواہ مطبوعہ ہو یا طلہی ہو اگر الحاقی یا پاک ہو یعنی وہ کتاب
زائد سابق کی چھی ہو یا لکھی ہوئی مختلف نسخوں سے وہ کتاب بطریق ہو کہ جب کسی حضرت مسند کا تحقیق
قرآن ہوا ماسوا صابریوں نے اکثر کتب میں الحاق کر دیا ہے اور الحاق کرنے پر آمادہ ہو ہیں بلکہ جو کتابوں کے
مضامین نام تصنیف کو کے بزرگان دین کے نام ذکر کر رہے ہیں جب کہ مصنف حقیقت گھڑا صابری کو تین سو نام کتابوں کو خود
لکھ کر اگلے بزرگوں کے نام ذکر کرے اور سیرالادبیا مطبوعہ ملے ان میں اکثر جگہ الحاق کر دیا ہے اور وقت الاخطا اور
فرید میں جو نام ہیں چھی سے ورق کے ورق خود مصنف کو حالات مہیر دیا لکھ کر لگا دیا اور اپنی تین سو کی عادت لکھی
اور صفت تحریفیہ کتاب پورا پورا عمل میں لا کر دکھایا اور خطا دیا کہ ہم جسے نہیں بلکہ تین سو برس سے یہودیوں کی صفت ہے
کہتے ہیں اور لطائف قدسیہ میں چند جیسے اپنی طرف سے ملاوے لکھنا چھاس الحاق کی خبر حسب کرشمہ جمال نے پہلی
چھاپ دی ہے اب اس کا مطبوعہ ہو گیا اور یہ الحاق کرینچا دعویٰ ہم عبد الاسناد کتب صابریہ کو حکم تحقیق پر آزمائے
دکھا دیجئے اور چونکہ یہ تحقیق حق و نظر ہے لہذا جو کتاب بجا الکتب سابقہ معتبرہ اور طریقہ لطیفہ گورہ ہوگی اسکو نہ سمجھیں
شرط چھم حضرت ممش الدین ترک پانی پتی اور حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی اور حضرت شیخ عبدالحق
ردو لوی اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضوان اللہ علیہم اجمعین صابریہ زبردستی بدلے صابریہ میں
کر رہے ہیں ہم ان کا برکے قول وہی بشر صحت اسناد قبول کر سکتے ہیں واللہ علی ما نقول وکذلک

منتخب طبع تحقیق ناس و فکر اساس جناب میرزا محمد صیاد نظامی المخلص محمّدی داماد

آنکه بقول افضل اندر گزشت گفتار باطنی مقالات مختل بر دست ابدی و تحقیق جاده گزشت و آن بسوی باطل مختل
یک طبله ضیاء نور و حق نماند کرد باطن شده و هر تحقیق بمقتل نمانش شده جلوه جامی زانرو کور بود چو در خوش یثیل

قطعه ثانی

محمّدی تاریخ جلوه تیرش گفت با جلوه خوشا جواب قول افضل خوش جلوه حال که نیکو رساله آمد جلوه در زبانه نماند
یا سکه اولی نماند آمد کور خود و تبار گزشت فی الجمله آنچه است اول رساله کرد و نماند که از او نماند

قطعه تاریخ از سر

شب کمال بود که نگاه جویم این جلوه حال بخیر شد و گفت طبع عیال حصصا جامی
تصفیه سیر از بیابان جویم بر تو کلن جان بین با جلوه حال دلها و خلق که خوشی گزشت

قطعه تاریخ از تاریخ فکر حصصا علم و کاف و موزعانی کاشف اسرار بخندانی مولوی سلطان الدین احمد مدین جامی سرگشته دار محکمه کونسل سوای جی پور فیم

بارگشته جواب زیبا که بود آینه لطف خدا مولش سنی ارباب سر سفید صحت اصحاب خبر

لغظ لغظ بود آینه نو حرف حرفش بهرین شاد طوطی شمع ایوان کمالست درو ندر بران چالست درو
مطلع هر چه تاب حق است معک کوه بر نیامد حق است بارگاه اندر هر فصل خطا فرق مباریان است جواب

فایع باطل ارباب خطا جامع فضل خداوند دعا چون بین دیدم این تقریر با یافت سراسر لفظا لفظا

سال تالیف و عزادن چوین فکرت خویش در دردم است باد شد بر آوردم سال نظر جلوه مجرب جمال
وله ایضا فاه کیا اچار رساله که که قول حق که داسلو باشد

چه جامی جلوه حسن است محکا مبارزیت عکس آنگه مات بهر قسم عقایدیه کتاب دنیا و جلوه موجودات

خوبه تالیف اسکی دیکنا داد و اصل علی کیا باشد اسکی تحقیقات کو تو دیکجه داد و اکیا خوش تحقیقات

جلوه قطب جمال ازنی جوینا نمی آفتاد است جلوه بر دوازده ساله اسکی این که کیا باشد جلوه بنجم جمال ازانی

سال تاریخی

ارشاد شاه خلیل الرحمن جامی - برگزیده از تحفه درویش - ارمغان از انجم محمّدی

دانش که کشته کلید سخن تقدیر بهشتی است که خوش طبع بودی اسند خاطر را بیکه نسخ استیج دوری در می کشید
بر حوت و در سینه لفظ را بدین که کشته تو تو را غافل معجزه و در حوت جلوه استیج دوری در می کشید
ایک کب و در می کشید ای یک کب و در می کشید ای یک کب و در می کشید ای یک کب و در می کشید
باقت و در می کشید ای یک کب و در می کشید ای یک کب و در می کشید ای یک کب و در می کشید

۳ جواب کھلمہ ایسی تفصیلی جواب لکھیں اور کتبہ دہشت اور پشیمان مذکور سے اور نیز گند سے الفاظ اور بد تعذیب عبادت سے قلم کو روک دین جس کا جو کچھ کہنا کوئی نہ اشتہار دینی لا اعلان کو چھوڑنا چاہئے (میں نے)
 ہاں نظر کا نوٹ دیکھا ہے والسلام المشافہ فقر حق صلا الرحمن جالی غفرلہ ساکن سارہ منسل ساری نور - عمار کو کھلمہ کو پہلے اشتہار دینا چاہئے اور اس بار حق و دھرم کو کھلمہ کو کھلمہ

تو اسی سجاد تک جو یہ فقیر با برقی قرار دیکھا ہے آپ اس فقر کو طلب کریں اور اس فقر کے حوزہ فوٹو کے کفیل سو کر فقر کے سوا کچھ
 بابت اس فقر کا اطمینان قلبی کرادیں کہ جو کہ یہ فقیران حاکم لکھتے ہیں قلبی مگر اس میں شکی ہے کہ کل سجاد پشیمان جمع ہو کر فقر
 کو بلائیں۔ فقیرانیکے لئے طیار اور سترہ اور فقر کے طالب جو تحریر سووہ معضل ہو اور شرح مفہوم ہو کہ ملاں و مین فلاں جگہ
 اس انفرادی پرکھائیں اور یہ کل سجاد کا حق ہمارے کہ منتظر ہوں اور قبل روانہ کرنا کہ ایک لکھتے ہیں اس میں کھلمہ اور دوا کہ جو کچھ لکھا
 چند خیالات کے ذریعہ سو کہ حجاب و وسوں مذہب میں سب کے آخری تحریر یہ ہو کہ اگر ان حضرات کو کوئی ثبوت یہ سجاد کریں
 کہ ایک تحریر میں حضرات صحابہ کرام کہیں اور اس کو اپنا ہی بہن اور منتظر کریں کہ ہم اس کو کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ہم عاثر کریں
 میرے دماغ کو کسی تحریر قبول نہیں کر سکتے ہیں اور وہ خود ہی اپنی تحریر کو بذریعہ تین ہزار اشتہار کہ جا چکا ہے کہ کرن اور اس کے
 بعد وہ مراحل اس میں تو اس کے ساتھ مقرر کر کے ہی محال ہم سے کریں -

اعلان یہ تدبیر غشیہ

علاوہ مناظرہ کے جو ہم نے کچھ میں وہ ویشون کے نزدیک ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کی ہیں اور حضرات صابریہ کو دعویٰ اپنی کیا
 کا اور کرامت کھلمہ بت اعلیٰ دیکھ کا ہر سو وہ اپنی دعویٰ کھلمہ ثبوت تو کیا دیکھیں گے ہم جو ادنیٰ سے ادنیٰ دیکھ کی قوت
 ولایت کا اٹھا ان سے چاہتے ہیں یہی کہہ کر دیکھ تو ہم غنیمت سمجھیں اور واضح ہو کہ حضرات صابریہ کو اس وقت سے زیادہ اظہار کرا
 کا اور کوئی دقت آجوا لاہین ہو کیونکہ اکی میں سو بر کی تعمیر صابریہ گرائی جاتی واد اگر اس کی
 وقت میں ہی یہ لوگ اپنا زور کرامت نہ کہانیکے تو کہہ دیکھانیکے کہ بقول انھیں حضرات صابریہ کے جو عزت و محترمہ حلیہ نازا
 سی اپنی برتری و نفرت ظاہر کئے جس کا تعمیر لکھ کر ان کا کراست کرنا مطلب ہے کہ وہ بروقت دینی حلال کی حلیہ میں لکھا
 چلے اپنی انگلی کو کلین جاکر مسجد میں صفا دل میں جگہ بننے پر مسجد کو گرا دینا اور ہزار امندگان خدا کو ہلاک کر دینا
 وغیرہ وغیرہ آخر تو یہ ہی حضرات صابریہ اس میں محذور صمد کہ ریاضت غار میں تو اپنی لیے برتری حاصل میں فرض ہو جا کیوں نہ ہو
 کہ یہ اپنی قوت و لا کو ظاہر کریں اور فقر طہیت و عذوبت و کلام دین کو کچھ علی الاطلاق ہم اشتہار دینے ثبوت صابریہ
 طلب کر رہی ہیں اور یہی نہت مفت کی قوت اہل طریقت کو بیان ہی اظہار کراست ضروری ہے -

التماس اس شتخار میں ہمارا مٹی طلب معن کردہ سجادہ نشینان حضرات صابریہ
 اور کسی سلسلہ والوں میں ہو کہ جیسا کہ قصد ہوا کہ کھلمہ نہ اٹھائیں اور اگر کو جیسا کہ کسی اور کی یا عوام صابریہ
 میں سے اس کے جواب میں مبارک کہہ دیجئے تو ہم ان کو جواب نہ دیجئے حضرات صابریہ ہی اس شتہار کے دعا کو جاکر فیصلہ لکھتے ہیں
 پہنچے ہیں قبل و حال کی کش میں ڈاکٹر فریوہ کریم کا قصد بخیرین اور اگر ایسا کرینگے تو یہاں سرسرم ہو جائیگا کہ فرمودہ ہر شتہار
 کہی کہ جتنی صورتیں اس شتہار میں مذبح ہیں ان میں جو صورت منظور ہو اس کو صفا ہو پر ہر فرد میں سجادہ مقبولہ کا اندازہ قبل کر کے
 قبول کر کے طلوع قبولیں - کتاب جلیں سما کی جواب لکھا کہ ای وہ شتہار شتہار نشینان صابریہ جو صابریہ و جیسا کہ حق ہی مانگ
 درالینے میں سے کسی بھی چیز کہ سپا کون ہو یا میں ہو یا ویر ہو یا ہوں ہو جیسا کہ شتہار و دینے مصلحت ہر فرد میں
 یہ جواب لکھنے کے تو قائل خطاب ہے جو مانگے - ان جناب صوفی جان صاحب صابریہ جاری ہدیہ قدیمی
 مبارک جواب جلد ہو سما کی میں اس وجہ کہ انہیں کہ وہ فیصلہ لکھتے ہیں جیسا کہ امان خاں صاحب

جواب کھلمہ ایسی تفصیلی جواب لکھیں اور کتبہ دہشت اور پشیمان مذکور سے اور نیز گند سے الفاظ اور بد تعذیب عبادت سے قلم کو روک دین جس کا جو کچھ کہنا کوئی نہ اشتہار دینی لا اعلان کو چھوڑنا چاہئے (میں نے)
 ہاں نظر کا نوٹ دیکھا ہے والسلام المشافہ فقر حق صلا الرحمن جالی غفرلہ ساکن سارہ منسل ساری نور - عمار کو کھلمہ کو پہلے اشتہار دینا چاہئے اور اس بار حق و دھرم کو کھلمہ کو کھلمہ